

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

# یوسف مصر محبت

سیرت قطب ملی، سید طریقت، درہم شریعت، نیر اوج شرافت، مصر محبت، زبدۃ العارفین، عوالم صدق و معارف  
ماہی مصطفیٰ، حقانی الرسول، پروانہ توحید و رسالت، مائیں علم لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

ماہی محمد یوسف علی گینہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی، قدس سرہ العزیز

حصہ دوم



مؤلف: منیر احمد یوسفی (ایم ای)

تالیف

مفتی اعلیٰ پاکستان سید صالحہ امجدی لاہور



اسم ذات کے قلعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قلب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ  
 امر نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش و نگار سے مزین فرمایا اور آپ  
 کے برادر حقیقی قلب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف جانی صاحب علیہ السلام نے  
 خصوصی طور پر قلب جلی پر طریقت امن علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی صاحب  
 گھنیزہ رحمتہ تعالیٰ کو عطا فرمایا اور آپ کی طرف سے بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی (اکبر آباد)  
 مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور نے برادران طریقت اور احباب کیلئے شائع کیا۔  
 خیر باد  
 منیر احمد یوسفی علی مد







جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : "یوسف مصر محبت (حصہ دوم)"

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی

کمپوزر : حافظ عظیم احمد یوسفی، عظیم اعظم یوسفی

کمپوزنگ : ابو بکر کمپیوٹر سینٹر 042-36846677

پروف ریڈنگ : علامہ مولانا صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

علامہ مولانا حافظ رضوان انور یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی

پہلی مرتبہ سن اشاعت : ۱۰۰۰ (محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۷ء)

دوسری مرتبہ سن اشاعت : ۵۰۰ (محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۸ء)

تیسری مرتبہ سن اشاعت : ۱۰۰۰ (محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بمطابق دسمبر ۲۰۱۰ء)

ہدیہ : ۳۰۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔ سی۔ ایس۔ ایس)

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی زمزمی

صاحبزادہ محمد ابو بکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس : [www.seedharastah.com](http://www.seedharastah.com)  
ای۔ میل ایڈریس : [info@seedharastah.com](mailto:info@seedharastah.com)

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیر طریقت، رہبر شریعت،

نیر اوج شرافت، مصر محبت، زبدۃ العارفین،

پیکر ایشا رووفا، عاشقِ رسول، فنا فی الرسول،

پروانہ توحید و رسالت، امینِ علم لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہ العزیز

مرکز انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلہ گوجران شریف چک نمبر ۷۷-اگ-ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد



## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	عرض ناشرین۔	۱۶
۵	پیش لفظ۔	۱۷
۶	تقدیم۔	۲۵
۷	حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔	۲۸
۸	کتاب پر مصنف کا نام۔	۲۹
۹	”یوسف مصر محبت“ لکھنے کی وجوہات۔	۳۱
۱۰	تقاریظ۔	۳۷
۱۱	بہر طریقت، رہبر شریعت، مجمع انوارِ گنیہ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی مدظلہ العالی۔	۳۸
۱۲	بہر طریقت، مجمع انوارِ گنیہ حضرت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی۔	۴۰
۱۳	بہر طریقت، رہبر شریعت، مجمع انوارِ گنیہ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی۔	۴۱
۱۴	بہر طریقت، مجمع انوارِ گنیہ حضرت صاحبزادہ ظلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی۔	۴۳
۱۵	عرض حال۔ پہلا قطعہ بتاریخ وصال۔	۴۴
۱۶	دوسرا قطعہ بتاریخ وصال۔	۴۵

## انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس کتاب کو صاحبزادگان والا شانِ سلیم الرحمن، خلفاءِ مریدین، معتقدین اور حضرت بابا جی سرکار گنیہ علیہ الرحمہ سے علمی اور روحانی طور پر فیض یاب ہونے والوں کے نام منسوب کرتا ہے۔

نیاز آگین

منیر احمد یوسفی (مدظلہ)

۱۷	حضرت سید عارف مجبور رضوی کا "یوسف مصر محبت" کے بارے میں اظہار عقیدت۔	۴۶
۱۸	قطعہ تاریخ اشاعت۔	۴۷
۱۹	از: حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی از ہری دامت برکاتہم العالیہ	۴۸
۲۰	از: حضرت مفتی ربیع شریعت حضرت محمد فیض الحبیب اشرفی مدظلہ العالی	۵۰
۲۱	از: حضرت علامہ مولانا سید و جاہت رسول قادری مدظلہ العالی۔	۵۱
۲۲	از: حضرت علامہ مولانا استاد اکل فی اکل محمد منشاء تائبش قصوری مدظلہ العالی۔	۵۲
۲۳	بندگی ہی بندگی۔	۵۳
۲۴	از: حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی مدظلہ العالی۔	۵۵
۲۵	از: مسعود ملت حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ۔	۵۷
۲۶	از: حضرت علامہ مولانا قاری محمد وزیر القادری مدظلہ العالی۔	۵۸
۲۷	از: جناب ڈاکٹر عبد المجید اولکھ زید محمد۔	۵۹
۲۸	از: پروفسر رفیق احمد لغاری زید محمد۔	۶۱
۲۹	از: جناب محمد خان لغاری دامت برکاتہم العالیہ۔	۶۲
۳۰	از: ڈاکٹر عبد الشکور ساجد انصاری زید محمد۔	۶۳
۳۱	از: حضرت مفتی مائی محمد رفیق یوسفی مدظلہ العالی۔	۶۶
۳۲	از: صدر انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب۔	۶۸
۳۳	از: جناب ریاض احمد قادری صاحب۔	۷۰
۳۴	منقبت الحاج محمد یوسف علی گیند رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۷۱
۳۵	از: صاحبزادہ سید محمد اولیس محبوب شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف	۷۳

۳۶	از: حضرت مفتی حضرت صاحبزادہ محبت اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی۔	۷۶
۳۷	از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث مدظلہ العالی۔	۷۷
۳۸	پیغامات اور محبت کے نذرانے۔	۷۸
۳۹	از: مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد حسین نعیمی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۷۹
۴۰	از: حضرت علامہ ابوالہدیٰ محمد شمس الزماں قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۸۰
۴۱	از: مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا عبد القیوم ہزاروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۸۱
۴۲	از: حضرت مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب۔	۸۱
۴۳	از: حضرت علامہ مولانا سید محمد فضل شاہ صاحب۔	۸۲
۴۴	از: حضرت مفتی شیخ کبیر خاں خلیفہ اسلام حضرت سید کبیر علی شاہ صاحب۔	۸۳
۴۵	از: استاد اکل فی اکل حضرت مولانا محمد منشاء تائبش قصوری صاحب مدظلہ العالی۔	۸۸
۴۶	از: حضرت علامہ مولانا ابوالفضیاء مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ العالی۔	۹۰
۴۷	از: حضرت محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالی۔	۹۸
۴۸	از: حضرت علامہ مولانا قاضی محمد مظفر اقبال مصطفوی رضوی صاحب۔	۱۰۴
۴۹	از: صوفی ہامدا حضرت علامہ مولانا حاجی محمد صادق صاحب علیہ الرحمہ۔	۱۰۷
۵۰	از: ماسٹر اسلام حضرت مولانا عبد التواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی۔	۱۰۹
۵۱	از: حضرت علامہ سیدزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (ایم۔ اے)۔	۱۱۵
۵۲	از: حضرت مفتی حضرت فرید الدین سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی۔	۱۲۰
۵۳	از: حضرت مولانا الحاج محمد یوسفی صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی۔	۱۲۳
۵۴	الحاج حافظ محمد حسین حافظ فضل آبادی صاحب علیہ الرحمہ کا نذرانہ عقیدت۔	۱۲۶
۵۵	کامل پیرایا۔	۱۲۶



۵۶	اُچے اُچے عالم کے بکے کیے۔	۱۲۶
۵۷	الحاج محمد ابراہیم صائم چشتی علیہ الرحمہ فیصل آبادی کا نذرانہ عقیدت۔	۱۲۷
۵۸	بیر طریقت زہر شریعت حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گینہ صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کے حالات و واقعات۔	۱۲۹
۵۹	ولادت باسعادت۔ خوبصورت بچپن۔ ابتدائی تعلیم۔	۱۳۰
۶۰	خاندانی واقعہ۔ گھریلو حالات۔	۱۳۱
۶۱	حافظ بننے کا شوق۔ حافظ چپ۔	۱۳۲
۶۲	نعت خوانی۔ خوش الحانی۔	۱۳۳
۶۳	نبی کریم روف و رحیم ﷺ کی شفقت۔	۱۳۴
۶۴	دینی رجحان۔	۱۳۶
۶۵	حضرت قبلہ بابا حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۱۳۶
۶۶	سلسلہ بیعت۔	۱۳۷
۶۷	منقبت۔	۱۳۸
۶۸	علی پور شریف کی طرف پیدل سفر۔	۱۳۹
۶۹	منقبت۔	۱۴۱
۷۰	حضرت قبلہ ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۱۴۲
۷۱	منقبت۔	۱۴۵
۷۲	مدح۔	۱۴۶
۷۳	مزار پر پھول چڑھانا۔	۱۴۶
۷۴	وصال کے بعد سلسلہ فیض۔	۱۴۷

۷۵	صاحب مزار اور گدی نشین کا تعلق۔	۱۴۸
۷۶	باکمال واقعہ۔	۱۵۰
۷۷	بزرگوں سے اظہار عقیدت و محبت۔	۱۵۱
۷۸	وعظ کیسے شروع فرمایا۔	۱۵۳
۷۹	سامعین کی کیفیت۔	۱۵۴
۸۰	خطاب گینہ۔	۱۵۴
۸۱	حالت و جذب۔	۱۵۵
۸۲	علمائے دین سے محبت۔	۱۵۵
۸۳	منقبت۔	۱۵۷
۸۴	لاہور میں مقام قیام۔	۱۵۸
۸۵	مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی معلومات۔	۱۵۹
۸۶	علمی شخصیات سے ملاقاتیں۔	۱۶۰
۸۷	محفل میلاد شریف زیارت کا وسیلہ۔	۱۶۰
۸۸	خوش نصیبی۔	۱۶۰
۸۹	بہترین انسان۔	۱۶۲
۹۰	فرشتوں کی حفاظت میں۔	۱۶۳
۹۱	شعر و شاعری۔	۱۶۵
۹۲	حمد باری تعالیٰ۔	۱۷۰
۹۳	نعت شریف: زمین و زمان کو منور کیا ہے!	۱۷۱
۹۴	اُن کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے۔	۱۷۲

۹۵	برادران طریقت کے لئے درس (ایہہ کم ہے اہل طریقت دا)	۱۷۳
۹۶	عقیدہ اہلسنت و جماعت کا خوبصورت بیان	۱۷۴
۹۷	میرا ایمان اے۔	۱۷۴
۹۸	یارھویں شریف۔	۱۷۶
۹۹	شادی اور حج۔	۱۷۸
۱۰۰	اولاد۔	۱۷۹
۱۰۱	حلیہ مبارک۔	۱۷۹
۱۰۲	داڑھی مبارک۔	۱۸۰
۱۰۳	لباس شریف۔	۱۸۱
۱۰۴	صبر کا ثمرہ۔	۱۸۱
۱۰۵	ہندوستان کا پاکستان پر حملہ۔	۱۸۲
۱۰۶	تبلیغ دین۔	۱۸۲
۱۰۷	بھولا پنچھی۔	۱۸۳
۱۰۸	بھولا پنچھی کے بارے میں پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوٹی فرماتے ہیں۔	۱۸۷
۱۰۹	عاشق رسول ﷺ۔	۱۹۰
۱۱۰	محفل میلا و پاک۔	۱۹۰
۱۱۱	پہلی محفل میلا و پاک۔	۱۹۱
۱۱۲	اؤیکان یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔	۱۹۲
۱۱۳	دو محافل کے انعقاد کی خبر۔	۱۹۳

۱۱۴	خلافت۔	۱۹۴
۱۱۵	تلمیذ الرحمان۔	۱۹۵
۱۱۶	حلقہ مریدین۔	۱۹۶
۱۱۷	مراقبہ و ذکر خفی۔ مراقبہ کسے کہتے ہیں؟	۱۹۶
۱۱۸	حمد باری تعالیٰ۔	۱۹۸
۱۱۹	ساقی نامہ۔	۲۰۰
۱۲۰	ذکر خفی۔	۲۰۳
۱۲۱	کشف ارواح کا طریقہ۔	۲۰۴
۱۲۲	برادران طریقت اور مریدین صادق کے لئے۔	۲۰۴
۱۲۳	ارادت مرید کا فعل ہے۔	۲۰۵
۱۲۴	زیارت شیخ اور تعمیل حکم۔	۲۰۶
۱۲۵	واقعہ اعظم سورت۔	۲۰۸
۱۲۶	سورة الفاتحہ شریف کے نام۔	۲۱۰
۱۲۷	کافروں کو مسلمان کرنا۔	۲۱۲
۱۲۸	آداب۔	۲۱۳
۱۲۹	تعظیم سید کا ایک اور واقعہ۔	۲۱۳
۱۳۰	میں دُعا لینے آیا ہوں۔	۲۱۴
۱۳۱	شیخ کے آستانہ عالیہ پر حاضری۔	۲۱۵
۱۳۲	اہلسنت و جماعت علماء کرام۔	۲۱۵
۱۳۳	بے دینوں سے بچنے کی تلقین۔	۲۱۵



۱۳۴	زبان اور شرم گاہ کی حفاظت۔	۲۱۶
۱۳۵	واقعہ۔	۲۱۷
۱۳۶	رجوع الی اللہ کی تعلیم۔	۲۱۹
۱۳۷	سردرد کا خاتمہ۔	۲۱۹
۱۳۸	جنات کا زیارت کے لیے حاضر ہونا۔	۲۲۰
۱۳۹	مقروض کا علاج۔	۲۲۱
۱۴۰	شاہد رفیق حیم یوسفی کا واقعہ۔	۲۲۱
۱۴۱	شریعت مبارکہ سے والہانہ محبت۔	۲۲۲
۱۴۲	مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت۔	۲۲۲
۱۴۳	ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت۔	۲۲۳
۱۴۴	عاشق رسول ﷺ جو آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔	۲۲۴
۱۴۵	سنت مبارکہ کی پیروی۔	۲۲۵
۱۴۶	گلاب دیوی ہسپتال میں واقعہ۔	۲۲۷
۱۴۷	ہر نماز عمامہ شریف کے ساتھ۔	۲۲۷
۱۴۸	بغیر ٹوپی کے فوفو۔	۲۲۸
۱۴۹	عاشق رسول ﷺ سے محبت۔	۲۲۸
۱۵۰	مطالعہ کے شہنشاہ۔	۲۲۹
۱۵۱	فتح الباری کا حوالہ۔	۲۳۰
۱۵۲	انداز مطالعہ۔	۲۳۰
۱۵۳	حوالہ جات۔	۲۳۱

۱۵۴	اخلاق و اوصاف۔	۲۳۱
۱۵۵	آپ کا سونا کیسا تھا؟	۲۳۳
۱۵۶	تختے اور ہدیے۔	۲۳۳
۱۵۷	خوشبو کا تحفہ واپس نہیں کرنا چاہیے۔	۲۳۳
۱۵۸	آپ ﷺ کے لئے کپڑے کا تحفہ۔	۲۳۵
۱۵۹	چھتیس آداب طعام۔	۲۳۶
۱۶۰	بوقت طعام و آداب طعام۔	۲۳۷
۱۶۱	دو قسم کا کھانا۔	۲۳۷
۱۶۲	دوران طعام گفتگو۔	۲۳۸
۱۶۳	دوران طعام صاحب خانہ سے نمک مانگنا۔	۲۳۸
۱۶۴	مسافر کے لئے کھانا۔	۲۳۹
۱۶۵	استقامت۔	۲۳۹
۱۶۶	ولی کامل۔	۲۳۹
۱۶۷	ذکر اولیاء اور فراست نظر۔	۲۴۳
۱۶۸	واقعہ۔	۲۴۵
۱۶۹	خوبصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔	۲۴۷
۱۷۰	مستجاب الدعوات بزرگ ہستی۔	۲۴۸
۱۷۱	اچھی تاویل۔	۲۴۹
۱۷۲	کیا تم دوست نہیں ہو؟	۲۵۰
۱۷۳	واقعہ شیخ عبدالکریم یوسفی صاحب کا۔	۲۵۰



۱۷۴	کچے مکان دیکھ رہا ہوں۔	۲۵۱
۱۷۵	حافظ محمد اسماعیل صاحب مرحوم کا واقعہ۔	۲۵۲
۱۷۶	بے خوف و خطر صحیح تبلیغ کا نسخہ۔	۲۵۴
۱۷۷	حضرت قبلہ باباجی حامل علم لدنی۔	۲۵۵
۱۷۸	باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی فراست نظر۔	۲۵۷
۱۷۹	منیر احمد اور بشیر احمد نام کیوں رکھتے تھے؟	۲۵۸
۱۸۰	جمعۃ المبارک کے وعظ میں بشارت کا ذکر۔	۲۵۹
۱۸۱	حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا دھوبی۔	۲۵۹
۱۸۲	تفسیر قرآن۔	۲۶۰
۱۸۳	تفسیر یوسفی۔	۲۶۲
۱۸۴	تحقیقی کام کے چند نمونے۔	۲۶۳
۱۸۵	يَذْعُوْنَ قَدْ غُوْنُ۔	۲۶۴
۱۸۶	یوقت حاجت اور ضرر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پکارنا۔	۲۷۵
۱۸۷	حضرت قبلہ باباجی سرکار حدیث نایبنا کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔	۲۷۶
۱۸۸	قیامت کے علم کے بارے میں عقیدہ۔	۲۹۴
۱۸۹	مثالیں۔	۲۹۵
۱۹۰	دُکھ میں جماعت اسلامی کے بیچرے گفتگو۔	۳۰۳
۱۹۱	الہ کا ترجمہ حاکم۔	۳۰۶
۱۹۲	وصال سے تین ماہ پہلے۔	۳۰۸
۱۹۳	واقعات اور کرامات۔	۳۲۷

۱۹۴	۳۹ گ۔ ب ستیانہ کے لوگ صحیح العقیدہ سنی کیسے ہوئے؟	۳۲۸
۱۹۵	گھنگ شریف میں تقریر اور پھلے ڈاکو کی توبہ۔	۳۳۰
۱۹۶	جن سے ملاقات۔	۳۳۲
۱۹۷	جنوں کا وعدہ۔	۳۳۲
۱۹۸	کتابوں کو جلدیں باندھنے والے جن کا واقعہ۔	۳۳۳
۱۹۹	تہجد کے وقت جگانے والا کتا۔	۳۳۶
۲۰۰	کیا کتے کو سدھایا ہوا تھا؟	۳۳۶
۲۰۱	حاجی محمد صادق مرحوم کی عقیدت۔	۳۳۷
۲۰۲	کتے کی وجدانی حالت۔	۳۳۷
۲۰۳	نابینے مرید کی اداو۔	۳۳۷
۲۰۴	عبدالستار صاحب کا واقعہ۔	۳۳۸
۲۰۵	نیزندہ آنے کا واقعہ۔	۳۳۹
۲۰۶	پتر مسعود ماڑا ہے۔	۳۳۹
۲۰۷	دم کرنے سے شفاء۔	۳۳۹
۲۰۸	تہجد میں سستی کرنے والے پر بارش۔	۳۴۰
۲۰۹	آپ کی دُعا اور وظیفہ کا اثر۔	۳۴۱
۲۱۰	کمرہ روشن ہونا۔	۳۴۱
۲۱۱	واقعہ ایک جمعۃ المبارک کا۔	۳۴۲
۲۱۲	پانی میں شفاء۔	۳۴۲
۲۱۳	محمد طفیل فاروقی صاحب کا واقعہ۔	۳۴۳



۲۱۴	ٹی بی کے مریض کو شفاء۔	۳۴۴
۲۱۵	قطب وقت آپ کی بارگاہ میں۔	۳۴۴
۲۱۶	قطب ہونے کی دلیل۔	۳۴۵
۲۱۷	آپ داتا صاحب علیہ الرحمہ کی نظر میں۔	۳۴۵
۲۱۸	داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار پر حاضری۔	۳۴۶
۲۱۹	درخت کا ذکر الہی کرنا۔	۳۴۷
۲۲۰	محفل میلاد خراب کرنے والے کا انجام۔	۳۴۸
۲۲۱	سنت رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی برکت۔	۳۴۹
۲۲۲	بذریعہ خواب روحانی تصرف سے مسائل کا حل۔	۳۵۰
۲۲۳	فرمان کامل پیر و مرشد۔	۳۵۲
۲۲۴	بیٹے کے لئے دُعا۔	۳۵۲
۲۲۵	پانی ضائع کرنے سے منع فرماتے۔	۳۵۳
۲۲۶	ڈوبتے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو بچانا۔	۳۵۴
۲۲۷	سائیکل کی سواری کے وقت خوبصورت گفتگو۔	۳۵۴
۲۲۸	فتانی الرسول کیسے ہوتا ہے؟	۳۵۵
۲۲۹	وصال سے ایک ماہ پہلے سلام بھیجنا۔	۳۵۶
۲۳۰	قبل از وصال شریف۔	۳۵۶
۲۳۱	انتقال برکات۔	۳۵۹
۲۳۲	وصال شریف اور غسل مبارک۔	۳۶۱
۲۳۳	ماضی کا ایک واقعہ۔	۳۶۳

۲۳۴	بزرگوں کے مزارات پر عمارت کا ہونا جائز ہے۔	۳۶۴
۲۳۵	اصلاح و تنبیہ۔	۳۶۵
۲۳۶	معمولات و وظائف۔	۳۶۷
۲۳۷	وظائف۔	۳۶۹
۲۳۸	اوراد و وظائف۔	۳۷۰
۲۳۹	اوراد و فتحہ شریف۔	۳۷۱
۲۴۰	پڑھنے کا وقت۔	۳۷۲
۲۴۱	پڑھنے کا طریقہ۔	۳۷۳
۲۴۲	اوراد و وظائف کی اجازت۔	۳۷۴
۲۴۳	تین آزمائشیں۔	۳۷۴
۲۴۴	اوراد و فتحہ شریف زبانی یاد تھا۔	۳۷۵
۲۴۵	ملفوظات۔	۳۷۷
۲۴۶	شجرہ مبارکہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ یوسفیہ۔	۳۷۹
۲۴۷	شجرہ مبارکہ چشتیہ صابریہ سراجیہ سرداریہ یوسفیہ۔	۳۸۲

فیض نگینہ بوسیلہ فیض مدینہ منورہ جاری رہے گا

منجانب

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

مینجمنٹ البوکر کمپیوٹر سینٹر لاہور



### عرض ناشرین

بندۂ ناچیز خلیل احمد یوسفی زمزمی و برادر اکبر صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔ سی۔ ایس) اور برادر اصغر صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی کے والد محترم پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے) مدظلہ العالی کا ہم پر مریدین اور عقیدتمندوں پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے بتوفیق الہی حضرت بابا جی گنیش سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی، اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت اور اُس کے پیارے رسول کریم روف و رحیم ﷺ کے اتباع میں گزاری ہوئی، حیاتِ مطہرہ کو ”یوسف مصر محبت“ کے عنوان سے تحریر فرمایا۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ سن ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی تھی اب اس کتاب کا تیسرا اضافہ شدہ ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ والد محترم نے بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کی دوسری کتب بھی معہ اضافہ و تخریج شائع کی ہیں جن میں ”والدین کے حقوق“ اور ”مقدس دعائیں“ اور اوقتیہ شریف، کشکول یوسفی ”مستند نماز حصہ طہارت“ کے کئی ایڈیشن شامل ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ اُس نے اپنی رحمت بیکراں اور پیارے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اور بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے ہمارے والد محترم کو صحت کاملہ عطا فرمائی ہے اور انہوں نے دعوت و تبلیغ اور دین کی نشر و اشاعت کا کام پھر سے شروع کر دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے والد گرامی کو عمر خضری عطا فرمائے اور ہمیں بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

### دعاؤں کے طالب

بشیر احمد یوسفی حافظ خلیل احمد یوسفی زمزمی  
ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

### پیش لفظ

حضرت انسان کو معرض وجود میں آتے ہی آزمائشوں کا سامنا ہوا۔ خیر و شر کی قوتیں آمنے سامنے رہیں۔ شیطان، جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہوتے ہی حسد کا شکار ہو گیا اور اس حسد کی بنا پر تکبر اور نافرمانی کا مجسمہ بن گیا۔ شیطان حضرت آدم علیہ السلام کے مقام و عظمت کا اقرار نہ کرنے کی وجہ سے ابدی طور پر مردود، لعنتی، کافر اور رائدہ درگاہ خداوندی ٹھہرا۔ اس ذلت اور رسوائی نے اُسے باؤلا کر دیا اور قسم کھا کر کہنے لگا اے اللہ رب العزت میں تیری مخلوق کو دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے سے آکر گمراہ کروں گا۔ جو ابا رب ذوالجلال والا کرام نے فرمایا کہ جن کو تو گمراہ کرے گا اور جو تیری پیروی کریں گے میں انہیں تیرے ساتھ ہی جہنم میں لاؤں گا۔ ابلیس نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں دُعا کی کہ مجھے اُس دن تک مہلت دے جس دن لوگ دوبارہ اُٹھائے جائیں گے تو رب کائنات نے قیامت تک کی مہلت دینے کا وعدہ فرمایا۔ اب کیا ہے؟ بس اُس دن سے شیطان آزادانہ طور پر مصروف ہے لیکن وہ اس بات کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا کہ میں ہر شخص کو گمراہ کروں گا مگر اے اللہ! اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ۱۵ ”تیرے (پیارے) مخلص بندوں پر میرا زور نہیں چلے گا۔“

جب اس دُنیا میں نسلِ انسانی کا سلسلہ وسیع تر ہوتا شروع ہوا تو شیطان نے اپنے پروگرام کے مطابق لوگوں کو راہِ حق سے ہٹانے کے لئے انتقام کی بھڑکتی آگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ ادھر اُس کے انتقام کی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمانا شروع کر



دیا۔ جو لوگوں کی بھلائی کے لئے شب و روز کوشش کرتے رہے اور سب سے آخر میں سید الانبیاء، حبیب کبریا، شفیع المذنبین، شافع یوم النشور، ختم المرسلین، رحمۃ العالمین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

آپ ﷺ نے اس دار فانی میں جلوہ افروز ہوتے ہی انسان کی عظمت کو چار چاند لگائے اور حق کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی حسین، بے مثل، نوری، پیاری زندگی سے پیغام خداوندی کو مخلوق خدا تک پہنچانے، راہزنوں کو رہبر بنانے، بھٹکے ہوئے لوگوں کو رُپ ذوالجلال والا کرام سے ملانے کے لئے انتھک محنت فرمائی اور چشم فلک نے ملاحظہ کیا کہ آپ ﷺ نے شیطان کے ناپاک گناہوں کی پھیلائی ہوئی سیاہ چادر کے تار و پود کو بکھیر دیا انسانوں کو صراطِ مستقیم سے آگاہ فرمایا اور سوا لاکھ سے زیادہ لوگوں کو ہدایت کے ستارے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

چونکہ آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرما جانا تھا اس لئے اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے علماء ربانی کی بشارت دی اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی کہ ”علماء کرام، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔“

آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد دنیائے انسانیت کو ہدایت کی شمع سے فروزاں رکھنے کے لئے صحابہ کرام، اہل بیت عظام، آئمہ کرام، فقہاء، محدثین اور بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم نے حضور کریم آقا ﷺ کے مشن کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ جاری و ساری رکھا اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

انہی وارثانِ انبیاء کرام علیہم السلام میں ایک عظیم شخصیت کا نام تاریخ اسلام میں جگمگا رہا ہے جو برصغیر پاک و ہند میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے منور پیکر ہیں۔ جنہیں اولیاء کرام اور علماء کرام میں انتہائی عزت و توقیر اور بزرگی کا مقام حاصل ہے۔ یہ عظیم بزرگ شخصیت سیدی مرشدی، پیر طریقت، رہبر شریعت، شہنشاہ طریقت، پیکر صبر و رضا، نیرِ اوج شرافت، مفسر قرآن، امینِ علم لدنی، قطب جلی حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ جو بچپن سے ہی خوفِ خدا جل جلالہ اور عشقِ

مصطفیٰ ﷺ سے سچے ہوئے تھے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے قبیح تھے۔ جن لوگوں کے بارے میں رُپ ذوالجلال والا کرام نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: کہ اے لوگو! میری بارگاہ میں حضوری چاہتے ہو تو: وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ۔ ”اور اُس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔“ آپ انہی لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو رجوع لائے ہیں اور اس آیت مبارک کا مصداق ہیں۔

آپ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے احکامات کی پوری پوری اطاعت کرتے تھے۔ آپ شب زندہ دار، زمین کو قیام و سجود سے سجانے والے، حسنِ عمل کا نمونہ، پیکرِ علم و عرفان اور منکسر المزاج ولی اللہ تھے۔ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے جن عظیم لوگوں کو عابدوں کے مقابلے میں ”چودھویں کے چاند“ سے تشبیہ دی ہے، آپ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نہ صرف عالم و عابد تھے بلکہ عارف باللہ ولی اللہ بھی تھے، اولیاء اللہ کی زینت تھے۔ ادیبوں میں عظیم شاعر تھے، خطیبوں میں بے مثال داعی تھے۔ وہ نہ صرف خطیب و شاعر تھے بلکہ کامل پیر و مرشد اور شیخ طریقت بھی تھے۔

آپ جس طرح عبادت میں ہوشیار تھے اسی طرح معاملات میں بھی بیدار تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے انسان عبادت کے مقابلے میں معاملات سے زیادہ پہچانا جاتا ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں اُسوۂ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ سے بدرجہ اتم فیضیاب تھے۔ متبعِ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ تھے بلا امتیاز امیر و غریب ہر ایک کے لئے راحتِ جان تھے۔ ہر ملنے والا یہی پیغام محبت لے کر جاتا تھا کہ حضرت بابا جی گینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بڑے شفیع اور مہربان ہیں۔ لوگ آپ کے پاس رنج و الم لے کر آتے تھے اور قلبی سکون اور ذہنی راحت لے کر جاتے تھے۔

خود نمائی اور نمائش کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے



تھے۔ تواضع کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کبھی کسی بزرگ یا عالم دین کے بارے میں بتایا جاتا کہ یہ بہت بڑے بزرگ یا عالم ہیں تو آپ ان کو خوب اعزاز دیتے۔ آپ کو کسی کے ساتھ ذاتی محبت یا دشمنی نہیں تھی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد مقدس: **الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللَّهِ** پر کاربند تھے۔ خاندانی، علاقائی، معاشرتی اور سماجی طور پر ہر کسی کو ہر دلعزیز تھے۔ اپنے بیگانے بھی آپ کی عظمت اور بزرگی سے آگاہ اور قائل تھے۔ آپ ہمیشہ انسان دوستی، خیر خواہی، ہمدردی، ننگساری اور انسانی بھلائی کے جذبات سے سرشار رہتے تھے۔ اعزہ و اقرباء، اہل علاقہ، معتقدین، متوسلین اور مریدین کی دنیا و دین کے سنوارنے کی فکر میں گم رہتے تھے۔ دینی، اسلامی، اخلاقی اور روحانی تعلیم و تربیت میں شب و روز مصروف رہتے تھے۔ آپ نے اپنی دنیا کو بھی دین بنالیا ہوا تھا اور یہی جذبہ پیش نظر تھا کہ ہر آنے والے سے (مرید ہوتا یا غیر مرید) کی اسی نیچ پر تربیت کی جائے۔

آپ نے ہزاروں گمراہوں کو عشق الہی مل و علا اور محبت مصطفیٰ ﷺ کا سبق سکھایا۔ بڑے بڑے گمراہوں کو جب یہ دولت ملی تو ان کی زندگیاں سنور گئیں اور دوسروں کے لئے روشن مثالیں بن گئے۔

لوگوں کی راحت اور امن و سلامتی میں کوئی مصلحت آئے نہ آنے دیتے۔ آپ مرید و غیر مرید میں فرق نہیں فرماتے تھے۔ ہر طالب کو اس کی طلب کے مطابق علمی، علمی اور روحانی غذا عطا فرماتے تھے۔ آپ کی زندگی میں ایسے کئی لوگوں کی مثالیں موجود ہیں کہ جو مرید کسی اور بزرگ کے ہوتے تھے لیکن روحانی فیض آپ سے حاصل کرتے تھے۔ آپ کشادہ دلی سے روحانی اور علمی امانت حقدار کو دینے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں فرماتے تھے۔ روحانی طور پر محبوب خدا نبی کریم ﷺ و رفیم و رفیم ﷺ کی ذات میں فنا تھے۔ کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہ لیتے بلکہ دشمن کے لئے بھی دُعا فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے بد دُعا کرنا کہ یا اللہ فلاں شخص کو تباہ کر دے، برباد

سج مشکوٰۃ ص ۲۲۶، مرآۃ جلد ۶ ص ۵۹۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۹۱ جلد نمبر ۱ ص ۲۸۷۔

کر دے یا فلاں شخص کا بیوا غرق کر دے، بہت آسان ہے لیکن اس میں وہ کمال نہیں جو دُعاے خیر دینے میں کمال ہے۔ آپ ہمیشہ سب کے لئے دُعاے خیر و فلاح ہی فرمایا کرتے تھے۔ اس حقیقت سے کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا کہ اس دنیا میں مخالف لوگ بھی ہوتے ہیں جن کا مشغلہ مخالفت برائے مخالفت ہی ہوتا ہے۔ آپ ایسے لوگوں کے ساتھ بھی حسن اخلاق سے پیش آتے اور اگر کبھی کوئی کم فہم شخص مسلکی یا دنیوی اغراض کی بنیاد پر بحث و مباحثہ کے لئے آجاتا تو وہ بھی حسن اخلاق کی خیرات اور قلبی روشنی حاصل کر کے جاتا۔

لوگوں کے ساتھ لین دین اور معاملات میں بڑے اصول پسند تھے۔ کبھی کسی سے قرض حسہ لیتے تو اس کو کہنا نہیں پڑتا تھا کہ میری رقم واپس کیجئے بلکہ آپ از خود ہی قرض خواہ کا قرض حب و وعدہ واپس فرما دیتے۔ ہمسایوں سے اچھا سلوک روا رکھتے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہونے دیتے۔ حقوق کی ادائیگی کا بڑا لحاظ رکھتے مگر اپنے حقوق کے معاملہ میں صبر و تحمل اور بردباری کا مظاہرہ فرماتے۔

آپ کے علاقہ پہلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶ اگ۔ ب، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد میں کسی نے مسلکی اور عقیدے کی بنیاد پر شر پھیلانے کی کوشش کی تو آپ نے ہمیشہ علمی سطح پر جواب دیا۔ تشدد اور دہشت کے خلاف تھے۔ مخالف کو قرآن مجید و احادیث مبارکہ کے مستند حوالہ جات اور اخلاق سے قائل فرماتے تھے۔ بڑے بڑے جید علماء اور مناظر حضرات مختلف کتابوں سے حوالہ جات لینے کے لئے آپ کے پاس آتے۔ کسی مسئلہ کے حل کے لئے جو شخص بھی آتا، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ کے فضل و کرم سے اور رسول عظیم، کریم و رفیم ﷺ کی رحمت سے کبھی بھی کوئی مایوس نہیں لوٹتا تھا۔

عشق مصطفیٰ ﷺ اور رزقِ حلال کو عبادت کی روح جانتے اور اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ جب کبھی کوئی مالی پریشانیوں کا شکار مریض آتا تو اُسے محبت بھرے پیارے اور سادہ انداز سے تعلیم فرماتے کہ "آپ سیدھے ہو جائیں آپ کے سب کام سیدھے ہو



جائیں گئے۔ مطلب و مقصد یہ ہوتا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور رسول کریم رؤف درجیم ﷺ کی فرمانبرداری کرو، نماز پنجگانہ کو بجالاؤ، کسی کا حق نہ مارو، حرام سے بچو، مال باپ سے حسن سلوک کرو، حق ہمسائیگی کا خیال رکھو، نگاہ میں حیاء رکھو کیونکہ حیاء بھی شعبہ ایمان ہے۔ دوست بناؤ، دشمن نہ بناؤ، انسانی اقدار اور اخلاقی خوبیوں کو اپناؤ۔ دامن مصطفیٰ ﷺ مضبوطی سے تھام لو ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل سلطانہ کے ایک بندے میں جو خصوصیات ہونی چاہئیں آپ ان کا حسین مرقع تھے۔ اس بات میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی نہیں کہ آپ شفیق بھی تھے، رفیق بھی۔ ہمیشہ سچ بولتے اور سچی بات کی تصدیق کرتے، نیکی کا حکم فرماتے اور برائی سے منع کرتے راتوں کو جاگتے اور صبح دولت خانہ کا دروازہ سخاوت کے لئے کھلا رہتا، بہت بڑے عالم، مطالعہ کے شہنشاہ اور بہادر تھے۔ انتہائی خلیق، پردہ پوش اور غفور و رزاکر کرنے والے تھے۔

جناب محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

گلاں نال جو مرضی اے بنے کوئی  
اے پر میرے گھینے دا ثانی کوئی نہیں  
اُونہوں علم لدنی جو رب دتا  
ہوئی اوہدے دچہ غلط بیانی کوئی نہیں  
وعظ کر دے بہترے نے واعظ صائم  
ویکی اشکاں دی نال روانی کوئی نہیں

آنکھوں سے اوجھل ہونے کے بعد آپ کا فیض آج بھی جاری ہے۔ آپ کی قبر منور جنت کا باغ ہے۔ زیارت کے لئے آنے والوں کو نہ صرف یہ کہ سکون قلب حاصل ہوتا ہے بلکہ دلی مرادیں بھی پوری ہوتی ہیں۔ چونکہ دلی اللہ زندہ بھی دلی اللہ

ہوتا ہے اور وصال کے بعد بھی دلی اللہ ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی ولایت چھینتا نہیں، اس لئے اولیاء اللہ کے دُنیا سے جانے کے بعد بھی روحانی فیض جاری رہتا ہے۔

دلی ہونڈے نے جتھے اوہ سدا دربار وسدے نے  
اوہ تھانواں وسدیاں نے جتھے خدا دے یار وسدے نے

دلی اللہ کی زندگی میں اور دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اُس کی قبر انور کے پاس کی جانے والی عمارت کائنات پوری فرماتا ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی صاحب گنبد قدس سرہ العزیز کی زندگی مبارک ایک مکمل کتاب زندگی ہے۔ ستر سٹھ سالہ زندگی قابل تقلید نمونہ ہے جس کی ترتیب کیلئے وقت درکار ہے۔

آپ کی شخصیت جامع الصفات تھی آپ شریعت اور طریقت کے زبردست عامل تھے۔ اگرچہ آپ نے باقاعدہ طور پر کسی دینی مدرسے میں تعلیم حاصل نہیں فرمائی۔ مگر اس کے باوجود علمی دنیا آپ کی علیت کو فخر و قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ایک دفعہ کسی صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ آپ کے پاس تو کسی دینی مدرسہ کی سند نہیں ہے۔ اُن صاحب کی آنکھوں میں گہرا حجاب تھا کہ عالم وہی ہوتا ہے جس کے پاس کسی مدرسہ کی چھپی ہوئی سند ہو۔ حالانکہ خود اُن صاحب کے پاس بھی کوئی سند نہیں تھی۔

بابا جی گنبد سرکار قدس سرہ العزیز نے شارح بخاری شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (فیصل آبادی) سے اس بات کا ذکر فرمایا تو انہوں نے جواباً فرمایا: ہمارے مدرسہ جامع رضویہ میں امتحانات ہو رہے ہیں آپ امتحان دیں چنانچہ آپ نے امتحان دیا اور بہترین نمبروں میں پاس ہو کر سند حاصل فرمائی اور پھر تنظیم المدارس کا امتحان پاس کر کے سند حاصل فرمائی اور ایک سند شیخ الحدیث حضرت مولانا



غلام رسول صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے ہاتھ سے لکھ دی اور فرمایا: میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے پورا عالم دین دیکھا ہے۔ ایک موقع پر حضرت باباجی صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا مجھے سندوں کی ضرورت نہیں تھی، میں نے سوچا چلو! اس کے معاملہ میں دوستوں کی خواہش بھی پوری کر دیں۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی تقریباً چھ سال کے عرصہ تک آٹھ آٹھ دن، پندرہ پندرہ دن اور کبھی اس سے بھی زیادہ آپ کی خدمت اقدس میں آپ کی مہربانی سے حاضر رہا ہے۔ ۱۹۶۹ء سے لیکر ۱۹۸۹ء تک زیارت کا شرف حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے شب و روز کے معمولات، اخلاق و کردار، قول و فعل کی مطابقت اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرتا رہا ہے۔ بندۂ ناچیز نے آپ کی خدمت اقدس میں جو وقت گزارا ہے اتنے عرصہ میں آپ کی زندگی کے کئی واقعات اور خصوصاً علمی، تحقیقی شہ پارے بندۂ ناچیز کے پاس محفوظ ہیں۔ جنہیں ”یوسف مصر محبت“ کے حصہ اڈل میں شائع کیا جائے گا۔ بندۂ ناچیز کے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا رُخیر کے لئے صحت و تندرستی اور زندگی سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالب دُعا

منیر احمد یوسفی علی مد

### تقدیم

ہم نماز پنجگانہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اُن لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا ہے۔ ”قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کو انعام یافتہ لوگ قرار دیا ہے اور ان لوگوں کے ذکر واذکار کو اپنی رحمت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمان رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہے کہ ”صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے“۔ ذکرِ اولیاء کرام سُنّتِ ربّ جلیل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں خود اپنے ولیوں کے تذکرے فرمائے ہیں۔ کہیں اُن کی عبادات و مجاہدات کا ذکر ہے تو کہیں اُن کی گفتار و کردار کا تذکرہ۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کی ہر ہر اُدا اور عمل کا ذکر کر کے اُن کو لوگوں کے لئے مشعلِ راہ قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اولیاء اللہ اور صالحین کا تذکرہ نہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہوتا ہے بلکہ اس سے لوگوں کو خیر و برکت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس غرض سے اہل سُنّت حضرات بزرگانِ دین اور اولیاء کرام کے تذکرے کبھی عرسِ مناکر، کبھی نعتِ مبارکہ کی محافل سجا کر اور کبھی اُن کے فضائل و مناقب کو ضبطِ تحریر میں لا کر اُن کے چرے چرتے ہیں۔

اولیاء کرام کی شخصیات ایسی عظیم المرتبت ہوتی ہیں کہ اُن کے قلب و ذہن دنیاوی آلائشوں اور توہمات سے پاک ہوتے ہیں۔ یہ خواہ کسی بھی کیفیت میں ہوں اُن سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی برہان کا اظہار ہوتا ہے۔ ان ہستیوں کا پیر و کار ہو کر انسان روحانیت کی بلند یوں کو چھو سکتا ہے۔ اولیاء اللہ کے فضائل و مناقب بیان کرنے



کا مقصد ایک تو اُن سے اپنی عقیدت، محبت اور وابستگی کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرا اُن کی عبادات اور مجاہدات کو بیان کر کے دلوں میں ایسے جذبات کو ابھارنا مقصود ہوتا ہے کہ ہم اُن کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو بہتر بنا سکیں۔

اللہ والوں کے ذکر وادکار، فضائل و مناقب اور حالات کا مکمل طور پر احاطہ کرنا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایسے بحر بیکراں کی مانند ہوتے ہیں کہ انسانی ذہن اور تخیل کی پرواز اس سے عاجز ہے۔ البتہ حصول برکت و سعادت کے لئے اس کی کوشش کی جاتی ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کوشش کے صدقے دین و دنیا سنوار دے اور آخرت میں بخشش کا سامان میسر آجائے۔

حضرت بابا جی گنیمہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو اولیاء کرام کی صحبت کیسیا کرنے اس قدر صیقل کر دیا کہ علمی دنیا میں آپ کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا گیا۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام میں ایسے ولی کامل ہیں کہ جن کی زندگی ہم سب کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اپنے مریدین اور معتقدین کو اپنی ولایت اور دعوت دین سے فیض پہنچایا۔

آپ ہمہ جہت اور مجمع البحرین شخصیت کے مالک تھے۔ اس کا احاطہ کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے تاہم پیر طریقت رہبر شریعت عالم باعمل سیدی و مرشدی قبلہ محترم القام حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت عرق ریزی سے زیر نظر کتاب مرتب فرمائی ہے۔ آپ کو شیخ کامل نابغہ روزگار فیض رسال ہستی پیر طریقت، رہبر شریعت عالم باعمل، امین علم لدنی حضرت قبلہ الحاج علامہ مولانا محمد یوسف علی گنیمہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور محبت حاصل ہے۔ آپ کو عہد شباب کے نہایت قیمتی سال مفسر قرآن حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں بسر کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ آپ کو شیخ کامل کی حیاتِ مطہرہ کا شب و

روزِ اظہارِ مشاہدہ کرنے کے وسیع مواقع حاصل رہے جن سے آپ نے خاطر خواہ استفادہ فرمایا۔ ماشاء اللہ!

آپ نے نہایت جدوجہد کر کے مختلف علماء دین اور حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم عصر احباب سے ملاقاتیں کیں اور اپنے پیر و مرشد کے بارے اُن کے خیالات اور تاثرات ضبط تحریر میں لا کر برادران طریقت اور دیگر قارئین حضرات کے لئے محفوظ فرمائے ہیں۔ آپ کی تحریر کردہ یہ کتاب ”ریفرنس بک“ کا مقام رکھتی ہے بلکہ حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے براہ راست سن اور دیکھ کر اس کتاب کو تحریر فرمایا ہے لہذا جو شخص بھی حضرت قبلہ سرکار گنیمہ علیہ الرحمہ کے بارے میں کچھ بیان کرے گا یا کہے گا وہ اس کتاب ”یوسف مصر محبت“ سے فیض حاصل کرنے کے بغیر اپنی بات مکمل نہیں کر سکتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور برادران طریقت اور مریدین کے لئے اصلاح و رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قبلہ محترم حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو صحت والی زندگی نصیب فرمائے اور آپ اس نام نہاد روشن خیال اور بے راہروی کے دور میں لوگوں کی تعلیم و تربیت اور راہنمائی کے لئے اسی طرح مبلغ دین کا لریضہ سرانجام دیتے رہیں اور ہم سب کو دین و دنیا کی بھلائی اور اخروی نجات کے لئے اولیاء کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

رشید احمد جنجوعہ یوسفی مدنی مد





## حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

امام الاولیاء، قدوة السالکین، عمدة العارفين، شیخ المشائخ، ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الجویری الغزنوی ثم لاهوری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ دوسروں کی کتابوں پر اپنے نام کی تخی لگانے والوں کے بارے میں کشف المحجوب شریف میں کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو:-

آنچه بابتداء کتاب نام خود اثبات کردم مراد ازین دو چیز بود: یکی نصیب خاص و دیگر نصیب عام، آنچه نصیب عام بود آنست که چون جهلاء این علم کتابی نو بینند که نام مصنف بسچند جای بر آن مثبت نباشد نسبت آن کتاب بخود کنند، مر این حادثه افتاد بدو بار: یکی آنکه دیوان شعرم کسی بسخواست و باز گرفت، و اصل نسخه جز آن نبود، آن جمله را بگردانید و نام من از سر آن بیفکند و رنجم ضایع کرد، و دیگر کتابی کردم هم اندر طریقت تصوف نام آن "منهاج الدین" یکی از مدعیان رکیک که کرای گفتار نام او نکند نام من از سر آن پاک کرد و بنزدیک عوام چنان نمود که خود ساخته است هر چند خواص بر آن قول بروی خندیدندی تا خداوند تعالی بی برکتی آن بدو در رسانید و نامش از دیوان

علامہ درگاہ پاک گردانید۔

## کتاب پر مصنف کا نام:

"میں نے جو کتاب کی ابتداء میں اپنا نام لکھا ہے۔ اس سے دو چیزیں مقصود ہیں، ایک خاص لوگوں کا حصہ ہے اور دوسری بات عام لوگوں کا حصہ ہے۔ جو عام لوگوں کا حصہ ہے وہ تو یہ ہے کہ جب اس علم سے ناواقف لوگ نئی کتاب دیکھتے ہیں۔ اس میں جا بجا مصنف کا نام نہ لکھا ہوا ہو تو اس کو اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں۔ جس سے مصنف کا مقصود پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کتاب کی تصنیف و تالیف اور جمع کرنے سے مصنف کا اس کے سوا اور کوئی مقصود نہیں ہوتا کہ اس کتاب سے مصنف کا نام زندہ رہے اور پڑھنے والے اور تعلیم پانے والے لوگ اس کے لئے نیک دعائیں کرتے رہیں۔ کیونکہ مجھے یہ حادثہ دو دفعہ پیش آیا ہے۔ ایک دفعہ یہ کہ ایک شخص نے میرے اہلکار کا دیوان مجھ سے مانگ کر لیا اور اصل نسخہ اس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اس نے سب کو الٹ پلٹ کر دیا اور میرا نام اس کے شروع سے اڑا دیا اور میری محنت ضائع کر دی۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ دوسرا یہ کہ میں نے تصوف کے طریق میں (خدا اس کو اہلکار رکھے) ایک کتاب تالیف کی، اس کا نام "منهاج الدین" رکھا۔ ایک ذلیل مدعی نے کہ جس کا نام کہنے کے لائق نہیں، میرا نام اس کتاب پر سے اڑا دیا اور عام لوگوں کے سامنے ایسا ظاہر کیا کہ وہ کتاب خود اس نے تصنیف کی ہے اگرچہ خاص لوگ اس کی بات پر ہنستے رہے۔ یہاں تک کہ اپنی بے برکتی کی وجہ سے اس حد تک پہنچا کہ اللہ پاک و تعالیٰ نے اس کا نام طالبان درگاہ الہی کے دیوان ہی سے خارج کر دیا۔"

(ترجمہ مولوی فیروز الدین من و عن چھاپہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور۔ کراچی)

بندہ ناچیز نے جب سے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

عالمی تب سے بندہ جو بھی کوئی کتاب تالیف یا تصنیف کرتا ہے کئی جگہ اپنا نام "بندہ"

امامان فارسی میں نمبر ۹ مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان اسلام آباد۔



## یوسف مصر محبت لکھنے کی وجوہات

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی ۱۹۶۹ء میں کابل پیر و مرشد شیخ طریقت رہبر شریعت و حقیقت آقائے نعمت حضرت قبلہ بابا جی گنبد سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید ہوا۔ تو آپ نے ایک بات اُسی دن ذہن نشین فرمادی کہ صحبت شیخ کے ساتھ کتب تصوف کا مطالعہ بھی اشد ضروری ہے کیونکہ انسان جس محکمہ اور میدان میں داخل ہو اُس کے آداب کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔ نبی کریم روف و رحیم ﷺ کا ارشاد عظیم ہے: ”علم سیکھنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے۔“ (اور مسلمان عورت پر بھی) ۱ اور اس طرح بھی ارشاد ہے: ”ہر مومن پر علم سیکھنا فرض ہے“ ۲ چنانچہ آپ نے تصوف کے کورس کے لئے مندرجہ ذیل کتب کی تعلیم حاصل کرنے کا حکم فرمایا:

- (۱) کشف المحجوب (۲) اخبار الاخیار (۳) عوارف المعارف  
(۴) تذکرۃ الاولیاء (۵) غنیۃ الطالبین (۶) تلحات الانس

بندۂ ناچیز نے ان کتابوں کے اسباق آپ سے پڑھنا شروع کئے جب ”تذکرۃ الاولیاء“ کا مطالعہ شروع کیا تو حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم کتاب کے دیباچہ کے پڑھنے سے بہت کچھ حاصل ہوا۔ آپ نے دیباچہ میں ۳۶۱ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۳ ص ۲۰، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۲۹۸-۲۸۲۹۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۹۵، حدیث نمبر ۱۰۳۳۹، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۱۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۸ ص ۲۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۹۶، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۲۵۳-۲۸۲۵۱، البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۳۲۲، کشف المحجوب پہلا باب اثبات علم قرطبی جلد ۳ ص ۸۷، تاریخ بغداد للخطیب جلد ۹ ص ۳۶۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵، کنز العمال حدیث نمبر ۹۰۵، مشکوٰۃ ص ۳۹۳۔

ناچیز منیر احمد یوسفی ”لکھ دیتا ہے۔ تاکہ کوئی کتاب چوری کرنے کی حرکت نہ کرے اور اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو کتاب کے صفحات بولیں گے کہ کتاب کس نے لکھی ہے اور اپنے نام لگانے والا کیا کردار پیش کر رہا ہے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے بتوفیق الہی آپ بابا جی سرکار گنبد علیہ الرحمہ کے وصال کے فوری بعد ”یوسف مصر محبت“ کے عنوان سے آپ کے حالات پر مبنی کتاب تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا۔ پھر گاہے گاہے آپ کے حالات زندگی کے بارے میں ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور میں معلوماتی مضامین شائع ہوتے رہے جنہیں بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے یکجا کر کے ”یوسف مصر محبت“ کا بڑا ایڈیشن شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ بڑا ایڈیشن دو مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ اب تیسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے جس میں ”یوسف مصر محبت“ کے بارے میں ملک بھر سے جید علمائے کرام اور دانشور حضرات کے بھیجے ہوئے تاثرات بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔

بندۂ ناچیز قارئین کرام سے دعا اور نگاہ شفقت کا ملتس ہے۔ بندہ کی خطاؤں سے درگزر فرماتے ہوئے خصوصی مہربانی فرمائیں اور میری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے صحت و تندرستی والی خدمت دین اور خدمت انسانیت والی زندگی کی دعا فرمائیں۔

خیر اندیش  
منیر احمد یوسفی مدنی



کتاب کے لکھنے کی سولہ وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ جن کے مطالعہ کے بعد بندہ ناچیز کے دل میں بھی کچھ کام کرنے کا جذبہ اور شوق پیدا ہوا۔

حضرت بابا جی گنبد سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔ بندہ ناچیز کی بہت بڑی خوش بختی ہے کہ آپ جب کبھی لاہور تشریف لاتے اور جہاں کہیں بھی تشریف فرما ہوتے تو آپ میزبان سے فرماتے ”منیر“ کو بلاؤ۔ چنانچہ جونہی بندہ ناچیز کو اطلاع ملتی یا پتا چلتا کہ حضرت قبلہ بابا جی گنبد سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فلاں جگہ تشریف لائے ہیں تو بندہ آپ کے (روحانی) تصرف سے تمام مصروفیات کو ترک کر کے حاضر ہو جاتا۔ بندہ ناچیز آپ کی گفتگو کو قلم بند کرتا رہتا، تمام برادران طریقت جو موقع پر موجود ہوتے گواہ ہیں۔ یہ ایک ایسی ٹپ اور شوق تھا جو آپ کی نگاہ کرم سے نصیب ہوا، یہی شوق اور ٹپ آپ کی نگاہ فیض سے آپ کے ملفوظات اور تقاریر کی ترتیب دینے کا سبب بنا۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”تذکرۃ الاولیاء“ لکھنے کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہی آپ کی سیرت کی کتاب ”یوسف مصر محبت“ لکھنے کا سبب بنیں۔ ان وجوہات کا ذکر پیر بھائیوں اور سیدی مرشدی شیخ طریقت حضرت قبلہ بابا جی گنبد سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلقین، معتقدین اور طالبان راہ سلوک و طریقت کے شوق میں اضافہ کرنے کیلئے تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) میری کتاب ”تذکرۃ الاولیاء“ بطور یادگار باقی رہے جب کوئی اس کے مطالعہ سے کشائش حاصل کرے تو میرے حق میں نیک دُعا کرے اور کیا عجب کہ اُس کی کشائش سے میری قبر بھی کشادہ ہو جائے۔

(۲) بزرگوں کی باتیں پڑھنے سننے والا اگر طالب ہو تو قوی ہمت ہو جاتا ہے اور اُس کی طلب اور خواہش میں زیادتی ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ سننے والا اگر مغرور اور متکبر ہو تو وہ اپنے غرور کو دماغ سے باہر نکال پھینکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی بھلائی اور بڑائی

مطلع ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ آنکھیں رکھتا ہو اور اندھا نہ ہو تو خود مشاہدہ کرے گا، جیسا کہ شیخ محفوظ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”مخلوق کو اپنے ترازو میں نہ تول بلکہ اپنے آپ کو مردانِ خدا کے ترازو میں وزن کر“ تاکہ تجھ پر اپنا افلاس اور اُن کا فضل و کمال روشن ہو جائے۔“

(۳) لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا بزرگوں کی حکایات اور روایات سے کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اُن کی باتیں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو شکستہ دل مرید کے دل کو قوی کرتا ہے۔

(۴) نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ نیک لوگوں کا ذکر کرتے وقت اللہ تبارک و تعالیٰ جل سلطانہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

(۵) بزرگانِ دین کے پاکیزہ کلام سے مجھے مدد اور فائدہ پہنچا اور مرنے سے پہلے کسی بزرگ کی شفاعت کا سایہ نصیب ہو۔

(۶) چونکہ قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ کے بعد بزرگوں کا کلام سب سے بہتر ہے اگر اُن لوگوں میں سے نہ بھی ہو سکیں تاہم اُن کے ساتھ کچھ نہ کچھ مشابہت ہی حاصل ہو جائے گی۔

(۷) قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سمجھنے کے لئے لغت اور صرف و نحو کا جاننا ضروری ہے اور عام لوگ ان کے معانی سے بآسانی فیض یاب نہیں ہو سکتے، اس لئے بزرگوں کے حالات جو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی عین شرح ہیں اُن سے عام و خاص فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۸) اگر باطل اور ناشائستہ باتیں دل پر اثر کر جاتی ہیں تو اچھی اور شائستہ باتیں دل پر کیوں اثر انداز نہ ہوں گی؟ بلکہ ہزار گنا اُس سے زیادہ اثر انداز ہوں گی۔

(۹) حضرت شیخ بوعلی سینا رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں دو خواہشیں رکھتا ہوں ایک تو یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل سلطانہ کی باتیں سنتا ہوں اور دوسرے یہ کہ اُس کے



کسی بندے کو دیکھتا رہوں۔

(۱۰) غفلت سے بچنے کے لئے بزرگانِ دین کے حالات اور گفتگو روزانہ پڑھ لینا چاہئے۔

(۱۱) میرے دل میں بچپن سے بزرگوں کی محبت جاگزیں تھی اس لئے میرا دل اُن کے حالات کے سوا اور کسی چیز سے اطمینان حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ پس میں نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق اُن کو فراہم کر لیا۔

(۱۲) میں نے بزرگوں کا دامن مضبوطی سے تھام لیا۔ جن کی ہر بات میرے دل کی گہرائیوں میں اُترتی جاتی تھی۔

(۱۳) زمانے کی رفتار سے مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اہل غفلت کہیں بزرگوں کو بالکل بھلا نہ دیں تو صاحبِ دل لوگوں کی یادیں باقی رکھنے کے لئے ”تذکرۃ الاولیاء“ کو مرتب کیا۔

(۱۴) بزرگوں کی یادیں اہل دنیا کے دلوں کو سرد کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوستی کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔

(۱۵) کتاب کی تدوین کا سبب یہ بھی تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے سبب میری نجات ہو جائے۔

(۱۶) حضرت یحییٰ عمار رحمہ اللہ تعالیٰ کو (جو حضرت امام سہری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد تھے) اُن کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے تو آپ نے جواب دیا اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا: اے یحییٰ! میں تجھ سے سخت معاملہ رکھتا تھا لیکن ایک روز ایک محفل میں تو میری تعریف کر رہا تھا کہ میرے دوست کا ادھر سے گزرا ہوا اُسے سن کر بہت لطف و سرور حاصل ہوا تو میں نے تجھے اُس کے لطف و سرور کے طفیل بخش دیا ہے ورنہ تو دیکھ لیتا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا۔

بس بندہ ناچیز کے دل میں اس کتاب کی تالیف کے پیچھے یہی حاجتیں تھیں خصوصاً اپنی آخری نجات اور بچاؤ کا ارادہ اور یہ کہ پڑھنے کے بعد احباب اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیارے محبوب دوست، پیر طریقت، شیخ معظم، کامل پیر و مرشد، قطبِ جلی، امین علم لدنی حضرت قبلہ بابا جی گنیمہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ بندہ کو بھی یاد رکھیں نیز پڑھنے والے بندہ کے لئے دعائے خیر کریں۔ بندہ ناچیز کے لئے حضرت قبلہ بابا جی گنیمہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خوشنودی کا ذریعہ بنے۔

رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:

”دو زنی لوگ صف بستہ ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک شخص وہاں سے گزرے گا تو (دو زنیوں میں سے) ایک دو زنی اُن بزرگوں سے کہے گا اے بزرگ کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا اور ایک دو زنی کہے گا میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا اور یہ جنتی اُس کی شفاعت کرے گا پھر اُسے جنت میں داخل کرے گا۔“

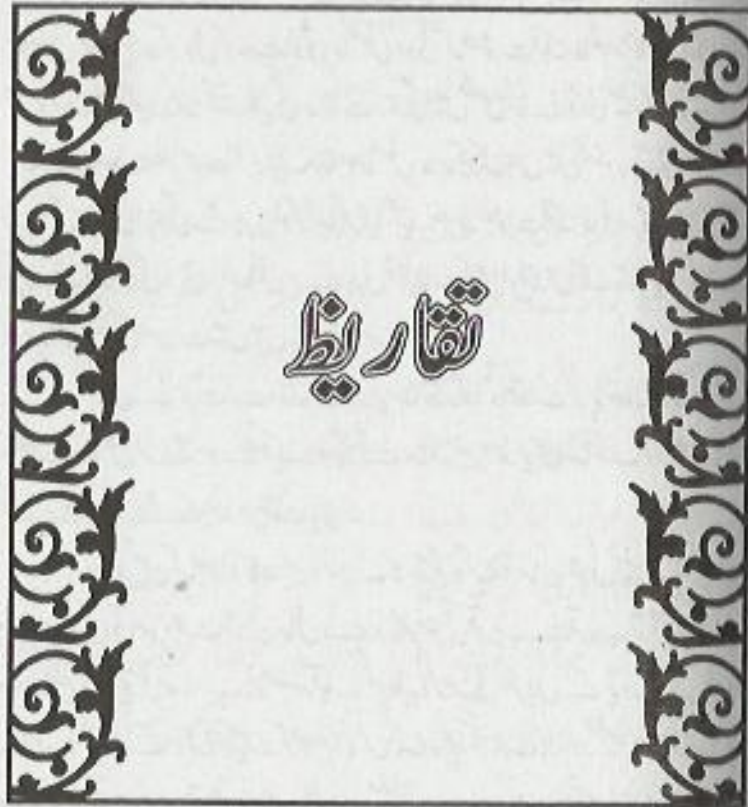
بندہ ناچیز نے اپنی بخشش کے لئے کامل پیر و مرشد کی دیگر کتابوں کے علاوہ آپ کی سیرت کی کتاب بھی مرتب کی ہے۔ بندہ ناچیز نے بھی آپ سرکار کو اکثر وضو کروانے کا شرف حاصل کیا ہوا ہے، ٹھنڈا پانی پیش کرنے کا ثواب بھی پایا ہے۔ بندہ ناچیز بھی قیامت کے دن آپ سے عرض کرے گا یہ وہ سیاہ کار ہے جس نے وضو کروایا تھا، کپڑے دھوئے تھے، آپ کی کتابیں ترتیب دیں تھیں اور سیرت کی کتاب مرتب کی تھی۔ تو یہ چیزیں بخشش اور نجات کا ذریعہ بن جائیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔



ان ارشادات کی روشنی میں ہر شخص جو نیک صالح اور متقی و پرہیزگار یا گنہگار  
وسیاء کا رہے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بیحد و بے حد کے پیاروں  
سے پیار کرنا چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ و رحیم ﷺ کا فرمان عظیم ہے۔ الْمَرْءُ  
مَعَ مَنْ أَحَبَّ ”انسان اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نبی کریم ﷺ  
ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)  
قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے جب نماز ادا فرمائی تو  
آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے جو قیامت کے بارے میں سوال کر رہا تھا؟  
اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) غلام حاضر ہے۔ آپ ﷺ نے  
فرمایا: ”تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ صحیح مسلم میں ہے ”یہ سن کر وہ شخص  
دب گیا۔“ اُس نے عرض کیا، میں نے زیادہ نمازیں نہیں پڑھیں اور نہ زیادہ صدقات  
کئے ہیں (یعنی میں نے بدنی اور مالی عبادات سے فرائض واجبات وغیرہ کے علاوہ  
زیادہ کچھ نہیں کیا) ”لیکن میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول ﷺ سے  
محبت کرتا ہوں“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ”تو اُسی کے  
ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اُس دن ہم بہت  
خوش ہوئے اور یہ بھی فرمایا: اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو اتنا خوش نہیں  
دیکھا جتنا وہ اس بشارت پر خوش ہوئے۔ ۵

۵ بخاری جلد ۲ ص ۹۱۱، شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۶۵، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۲، مستدرک جلد ۳ ص  
۱۰۱۰۳ جلد ۳ ص ۲۰۷، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۱۷، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۸۰،  
المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۱۸۷، حدیث نمبر ۳۰۶۱ (عن ابی ہریرۃ مختصراً) دار قطنی جلد ۱ ص ۱۳۲۔





از: پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوارِ گنیمت حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی مدظلہ العالی  
(سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ ب تحصیل سندری ضلع فیصل آباد)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الکریم الامین  
وعلی آلہ واصحابہ واولیاء ملتہ وملتہ اجمعین

الحمد للہ کامل پیر و مرشد کی سیرت ”یوسف مصر محبت“ حصہ دوم کا مسودہ موصول ہوا، پڑھ کر دل کو بہت خوشی حاصل ہوئی کہ حضرت قبلہ عالم سرکار باباجی حاجی محمد یوسف علی گنیمت رحمۃ اللہ علیہ کی حالات زندگی میں لکھی جانے والی ضخیم کتب میں اس کتاب ”یوسف مصر محبت“ کو ایک مقام حاصل ہے کیونکہ اس میں حضور باباجی سرکار علیہ الرحمۃ کی سنہری زندگی کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا۔ مزید حضرت قبلہ عالم سرکار باباجی گنیمت سرکار علیہ الرحمۃ کی دینی مسائل پر بے بدل تحقیقات کو عوام الناس تک پہنچایا گیا ہے۔ وہ مسائل شرعی صورت میں ہیں یا شرعی صورت میں۔

میں نے بہت سے مقامات کو زیر مطالعہ رکھا، واقعات کو پڑھا۔ حالات سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے ایک دو جگہ سے علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کو آگاہ کیا جن کو زیر بحث لانے کے بعد درست پایا۔

قارئین کرام! اکابرین اسلاف کا تذکرہ کرنا آسان منزل نہیں۔ اس منزل پر محبانِ اہلی کی مہر و محبت شامل حال رہے تو پھر منزل قریب سے قریب تر آ جاتی ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب جو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی نظروں کے پروردہ ہیں انہوں نے آپ سرکار کے انوار و تجلیات کو عوام الناس تک پہنچا کر بہت بڑا اور عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد انہیں جزائے خیر سے

لوالے اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے دین و دنیا میں شفاء کا نامہ فاضلہ عاجلہ سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعا گو

محمد اللہ دتہ یوسفی المعروف ابن گنیمت زم زم یوسفی

حضور قبلہ عالم سرکار گنیمت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ تبریک پیش ہے:

### منقبت

ہاواں صدقے پیر گنیمت توں جہناں فیض دا بحر چلایا اے  
ہوا در تے منگتا آیا اے سوئے خیر دے نال رجایا اے  
ری در در جان دی لوڑ نہیں سرکار نے چھوڑی تھوڑی نہیں  
اسیں بھل گئے دوارے ہوراں دے ایسا خیر نخی نے پایا اے  
اساں ہور کسے دل جانا نہیں اساں درد کسے ٹوں سنانا نہیں  
ساڈا خالی دامن پُر کینا لبچال نے کرم کمایا اے  
ہویا سوہنا مرشد راضی اے بڑی کیتی کرم نوازی اے  
کراں خدمت گاری مرشد دی میرا محشر لئی سرمایہ اے  
لے سب نوں سہارا سوئے دا رہوے دسدا دوارہ سوئے دا  
دن رات دُعاواں دیندے ہاں اساں سب کچھ جھولی پایا اے  
سانوں ملایا جو کچھ منگیا اے نخی اپنے رنگ وچہ رنگیا اے  
دیکھاں زمزم مرشد ہر پاسے ایسا اپنا رنگ چڑھایا اے



از:

پیر طریقت مجمع انوار نگینہ حضرت

صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶ اگ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

علامہ منیر احمد یوسفی نے قبلہ والد گرامی پیر طریقت، رہبر شریعت، امین علم لدنی قطب جلی حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارک کے بارے میں جو کتاب ”یوسف مصر محبت“ کے نام سے شائع کی ہے یہ ان کی اپنے شیخ کامل کے ساتھ محبت بھرے قلبی اور روحانی تعلق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس میں انہوں نے حضرت قبلہ والد گرامی علیہ الرحمہ کے حالات ولادت سے لے کر پوری زندگی کا نقشہ بزرگان دین سے کی جانے والی محبت اور آپ کی علمی عظمت و شان اور کرامات کو نہایت خوبصورتی سے تحریر کیا ہے۔

حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی نے رسمی نہیں حقیقی محبت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص اور محبت کو قبول فرمائے۔ آمین!

دعا گو

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

از:

پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوار نگینہ حضرت

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶ اگ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

اَمَّا بَعْدُ اللہ تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اسلام کی حفاظت کا ذمہ قیامت تک لیا ہوا ہے۔ لہذا قیامت تک کے لئے دین متین اپنی چمک دمک کے ساتھ باقی رہے گا۔ دنیا میں بے شمار کفر و الحاد اور بدعتیہ کی آندھیاں چلیں۔ طرح طرح کے نئے نئے عقائد اور نظریات گھڑے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن من گھڑت نظریات اور عقائد کے رد کرنے اور دین کی نظری و فکری حفاظت کے لئے ہر دور میں مرد کامل پیدا فرمائے اور رجال کامل کی برکت سے فتنے دور ہو گئے۔ ان ہا برکت مردان کامل میں سے ایک عظیم ہستی عالم نبیل، فاضل جلیل، فانی الشیخ، فانی الرسول پیر طریقت رہبر شریعت منبع علم و عرفان، حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی اللہ طول عمرہ و نفعنا اللہ بطول حیاتہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر اتنا خاص کرم فرمایا ہے کہ آپ بے شمار علوم میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ علم تفسیر ہو تو آپ عظیم مفسر ہیں، علم حدیث ہو تو آپ ایک عظیم محدث ہیں، علم فقہ ہو تو آپ ایک فقیہ ہیں، علم مناظرہ ہو تو آپ ایک عظیم تجربہ کار مناظر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفاظت دین کی وہ تڑپ عطا فرمائی ہے جو شاذ ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ آپ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی خدمت اسلام فرما رہے ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جس موضوع پر آپ قلم اٹھاتے ہیں اُس موضوع پر آپ تحقیق کا حق ادا کر دیتے ہیں اور وہ کتاب اُس موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ ”یوسف مصر محبت“ (جلد دوم) قبلہ بابا جی سرکار پیر طریقت، رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ



مولانا الحاج محمد یوسف علی صاحب گنیمت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کے بارے میں سب سے پہلے علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے لکھی۔ ”نوری گنیمت“ حافظ محمد حسین حافظ مرحوم فیصل آبادی۔ اور ”میرا گنیمت علامہ صائم چشتی کی منظوم تصانیف ہیں اور اوراد و وظائف کی کتاب ”سکھول یوسفی“ میں تعارف مترجم مختصر حالات زندگی کے مرتب علامہ منیر احمد یوسفی ہیں۔ قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کا مزار شریف بھی انہی کی کاوشوں سے ماشاء اللہ مکمل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

یہ کتاب ”یوسف مصر محبت“ ایک عظیم شاہکار ہے کیونکہ علامہ منیر احمد یوسفی نے قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے ساتھ کافی عرصہ گزارا۔ آپ کی کرامات کو کما حقہ بیان فرمایا۔ کچھ دوستوں، بزرگوں سے سن کر باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی جو کشف و کرامات تحریر فرمائی ہیں وہ حق ہیں۔ یہ سارا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے صدقہ اور قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔ شب و روز آپ ماشاء اللہ مجاہدانہ طور پر گزار رہے ہیں اور ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ بڑی تحقیق کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

دُعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اس کتاب کے طفیل مجھے اور مؤلف اور پڑھنے والوں کو نیک مقاصد میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے اور ذریعہ نجات و مغفرت بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ

دُعا گو

محمد بشیر احمد یوسفی عفی عنہ

پیر طریقت مجمع انوار گنیمت حضرت

صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

۱۴۰۰ھ فقہین آستانہ عالیہ پیلے گوجران شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

”یوسف مصر محبت“ ایک خوبصورت اور محبت بھرا نام ہے۔ حضرت باباجی سرکار گنیمت علیہ الرحمہ یقیناً ”محبت کا شہر“ تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کی سیرت کی یہ کتاب محبت سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ اس لئے کہ حضرت بابا سرکار گنیمت علیہ الرحمہ کی نظر کرم کے پروردہ بھائی منیر احمد یوسفی نے انتہائی محبت سے محبت والے لوگوں کیلئے محبت پھیلائے کیلئے تحریر کی ہے۔ حضرت باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی اس سوانح حیات کی مثال پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ جو شخص بھی یہ کتاب پڑھتا ہے وہ محبت بھرے تاثرات پیش کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ”یوسف مصر محبت“ پڑھنے والوں کو نہ صرف یہ کہ محبت کا نور حاصل ہوتا ہے بلکہ عقائد اہلسنت و جماعت کا بھی پتا چلتا ہے۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار گنیمت علیہ الرحمہ کی ساری زندگی اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ صحابہ کرام اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی محبت سکھانے اور مذہب حق اہلسنت و جماعت پھیلانے میں گزری ہے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے وہاں دین کی محبت اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی محبت اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی محبت کا سیلاب آجاتا تھا۔ لوگوں کے عقائد بھی دُرست ہوتے تھے اور اعمال بھی صحیح ہو جاتے تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اللہ کریم بھائی منیر احمد یوسفی صاحب کی محبت کو قبول فرمائے اور یہ عظیم الشان کتاب ”یوسف مصر محبت“ لوگوں کیلئے ذریعہ محبت اور نسخہ ہدایت ثابت ہو۔ آمین!

دُعا گو

خلیل احمد یوسفی عفی عنہ



## عرض حال

محترم القام قابل صد کرم حضرت سید عارف مہجور رضوی مدظلہ العالی نے دسمبر ۱۹۹۰ء میں پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت قبلہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کے پہلے عرس کے موقع پر بندہ ناچیز کی درخواست پر قطعہ تاریخ وصال ارسال فرمایا: جو ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۹ جنوری ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ بندہ ناچیز نے جب ”یوسف مصر محبت“ کتاب کا دوسرا ایڈیشن اضافے کے ساتھ شائع کیا تو حضرت سید عارف مہجور رضوی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں برائے تہرہ پیش کی تو انہوں نے قطعہ تاریخ اشاعت ارسال فرمایا جو پیش خدمت ہے اور ساتھ ہی قطعہ تاریخ وصال کا ذکر کیا۔ حضرت سید عارف مہجور صاحب نے از سر نو قطعہ تاریخ وصال بھیجا۔ بندہ ناچیز موصوف کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہے۔

طالب دعا: ناچیز منیر احمد یوسفی مئی ۱۹۹۱ء

## پہلا قطعہ تاریخ وصال

”آہ نادر زمانہ فاضل نگینہ“

(۱۳۱۰ھ)

”گل شگفتہ عاشق مدینہ الحاج مولانا محمد یوسف نگینہ“

(۱۹۸۹ء)

صبح و مسابو جس کے لبوں پر دُرود پاک گرداب موت بھی تو رہتا ہے اس کو ہوش ایوان وعظ و رشد و ہدایت کی دوستوا لو ایک اور شمع صداقت ہوئی خموش دین نہیں کا ایک مُبلغ بچھڑ گیا دنیائے سنیت کا کہاں اب وہ سرفروش؟ نغمہ سرائے باغ نبوت ہوا وہ کیا؟ مرغاب خوش نوا ہیں ہوئے آج سے خموش مہجور جب ہوئی مجھے فکر سن وصال ”ایزد شناس واعظ“ فرما گیا سروش

۱۳۱۰ھ

از قلم: سید عارف مہجور رضوی گجرات

## دوسرا قطعہ تاریخ وصال

”آہ نادر زمانہ فاضل نگینہ“

(۱۳۱۰ھ)

”گل شگفتہ عاشق مدینہ الحاج مولانا محمد یوسف نگینہ“

(۱۹۸۹ء)

م و کرم پہ موت کے پھرتی ہے زندگی انسان ہے اس جہان میں ذر و الم بدوش صبح و مسابو جس کے لبوں پر دُرود پاک گرداب موت بھی تو رہتا ہے اس کو ہوش ایوان وعظ و رشد و ہدایت کی دوستوا لو ایک اور شمع صداقت ہوئی خموش دین نہیں کا ایک مُبلغ بچھڑ گیا دنیائے سنیت کا کہاں اب وہ سرفروش؟ نغمہ سرائے باغ نبوت ہوا وہ کیا؟ مرغاب خوش نوا ہیں ہوئے آج سے خموش مہجور جب ہوئی مجھے فکر سن وصال ”ایزد شناس واعظ“ فرما گیا سروش

۱۳۱۰ھ

نتیجہ ذکر

سید عارف مہجور رضوی گجرات



### قطعہ تاریخ اشاعت

”اعجازِ خلقِ گلینہ سرکار“

(۱۳۲۸ھ)

”بہارِ عرفان تالیف لطیف مولانا منیر احمد صاحب یوسفی“

(۲۰۰۷ء)

”یوسف مصر محبت“ کے بارے

حضرت سید عارف مہجور رضوی صاحب کا اظہارِ محبت

محترم القام مولانا منیر احمد یوسفی زید مجدد  
سلام مسنون!

”یوسف مصر محبت“ حصہ دوم کا ایک نسخہ آپ کی محبتوں کا سامان لئے نظر  
نوازا ہوا۔ کرم فرمائی کے لئے از حد ممنون ہوں۔ آپ کی خواہش کے احترام میں اپنے  
خیالات قطعہ تاریخ طباعت کی صورت میں ارسال کر رہا ہوں۔ قبول فرمائیں۔  
”یوسف مصر محبت“ حصہ اول کے لئے چشم براہ ہوں ممکن ہو سکے تو حضرت گلینہ  
صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مجموعہ کلام کا ایک سیٹ مرحمت فرمادیں۔ امید ہے کہ آپ  
ہر لحاظ سے مع الخیر ہوں گے اپنی یادوں کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں بھی زندہ رکھیں۔

آج ہے پیش نظر تذکرہ مہر و وفا  
کاوش دل کش علامہ منیر احمد ہے  
جمع فیض گلینہ کے قلم کا فیضان  
قلم و اوصاف گلینہ کو قلم بند کر کے  
ماشق شاہِ مدینہ تھے گلینہ سرکار  
حکیم صدق و صفا حاجی محمد یوسف  
میرے حسن تھے مربی تھے حکیم موسیٰ  
یوسف مصر محبت کے پرستاروں میں  
سن اشاعت کا کہو یہ غیب سے آئی ندا  
بر ملا جس سے ہوا ایک زمانہ پر نور  
عشق و مستی کی سند فقر و غنا کا دستور  
ایک عالم کو کرے اپنے اثر سے محور  
کر لیا بحر عقیدت کو مولف نے عبور  
نعت خوانی سے ملا جن کو خطابت کا دُور  
علم ہے جن کا مسلم تو عمل ہے مشہور  
وہ گلینہ کو سمجھتے تھے بجا علم کا طور  
رب کی توفیق سے شامل ہیں سبھی اہل شعور  
”یوسف مصر محبت“ پاک طہیت ”مہجور

۱۳۲۸ھ

از اثر خامہ

سید عارف مہجور رضوی گجرات

اگست ۲۰۰۷ء

والی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وَاٰلہٖٓ وَسَلَّمَ



از: حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی از ہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یوسف مصر محبت“ داستان ہے دعوت و عزیمت سے، عبارت مرد کامل کی، ”یوسف مصر محبت“ تذکرہ ہے عشق و محبت کی دولت سے مالا مال ولی کامل کا۔ ”یوسف مصر محبت“ درس ہے راہ سلوک کی منازل طے کرنے والوں کے لئے، ”یوسف مصر محبت“ مشعل راہ ہے دعوت و ارشاد کی دنیا میں کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کے لئے۔

اکابر اسلاف کا تذکرہ لکھا نہیں جاتا لکھایا جاتا ہے کیونکہ یہ ”فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْتُمْ“ میں پنہاں وعدہ الہیہ کی تکمیل ہوتا ہے۔ یہ تذکرہ جہاں اہل اللہ سے محبت اور اُن کی حیات طیبہ سے یگانگت کا ثبوت ہوتا ہے وہاں اخلاف کے لئے دین متین سے وابستگی، اصلاح نفس و اصلاح خلق کی تربیت اور بامقصد زندگی گزارنے کے طور طریقے سیکھنے کا اہم ذریعہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی جذباتی اور آندھی تقلید کا شکار اپنے مرشد پاک کی بزرگ شخصیت کے حالات و واقعات پر خامہ فرسائی کرتا ہے تو افراط و تفریط کا خدشہ باقی رہتا ہے۔ مبالغہ آرائی کی دنیا سے نکلنا مشکل ہوتا ہے اور نیست کو ہست اور نابود کو بود بنانا ایسے لوگوں کی باتیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے کیونکہ ”اِذَا فَاَتَ الْحَيَاءُ فَاَفْعَلْ مَا شِئْتَ“

(سہ حیا باش ہر چہ خواہی کن) کا نسخہ کیمیا (بلکہ نسخہ قیمہ) اُن کے پیش نظر ہوتا ہے۔ ہر جن لوگوں نے ان شخصیات کو دیکھا ہوتا ہے جن کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اُن کے لئے ایسے تذکروں کا رد کرنا آسان ہوتا ہے لیکن جن لوگوں نے اس شخصیت یا شخصیات کو دیکھا نہیں ہوتا اُن کے اعتقاد کا مکمل دار و مدار وہ تذکرہ ہوتا ہے۔ لہذا دھوکہ دہی کے اس جال میں اُن کا شکار ہونا کوئی اچنبہ کی بات نہیں۔

لیکن الحمد للہ ایک باعمل عالم دین عاشق رسول کریم ﷺ اور ولی کامل حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ زندگی کو دیانت و امانت کے آئینے میں دکھانے کا اعزاز ایک ایسی شخصیت کو حاصل ہوا جو نہ صرف ایک فاضل ہلیل ہیں بلکہ سنت رسول کریم ﷺ پر پوری طرح عمل پیرا اور دیانت و امانت کا مرقع شخصیت ہیں۔

”یوسف مصر محبت“ کے مؤلف مصنف علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کا نام ہی اس تذکرہ جلیلہ کی صداقت کے لئے کافی ہے۔ انہوں نے حضرت گینہ رحمہ اللہ کی روشن و تابناک زندگی سے ملت اسلامیہ کو روشناس کر کے احسان عظیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کتاب مستطاب کے افادہ و استفادہ کو عام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد صدیق ہزاروی از ہری

جامعہ نظامیہ رضویہ اجماعہ جمویریہ

یکم جمادی الاول ۱۴۲۸ھ

برطانیق ۱۸ مئی ۲۰۰۶ء برور جمعۃ المبارک



از: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت محمد فیض الحلبیب اشرفی مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

ساحۃ العلامة منیر احمد یوسفی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج ہمایوں؟

فضیلۃ الشیخ والعلامة الحاج محمد یوسف علی گنبدہ قدس سرہ العزیز کی سیرت و سوانح پر مشتمل آپ کی تالیف لطیف ”یوسف مصر محبت“ کی جلد دوم باصرہ نواز ہوئی جو حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ ہے۔

ممدوح مکرم نور اللہ مرقدہ ان باکمال نفوس قدسیہ میں سے ہیں جنہوں نے تعلیم و تدریس و دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تربیت کے عظیم مشن میں ساری زندگی گزار دی۔ ان گنت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ ایک صاحب کمال ہستی کا تذکرہ ہو اور صاحب ذوق مصنف کا محبت بھر اقلیم! تو پڑھنے والوں کا لطف و آفتہ ہو جاتا ہے۔ اس برگزیدہ ہستی کی حیات و خدمات کا بیان اور خوبصورت انداز تحریر ان کے آستانہ عالیہ کے فیوض و برکات کا حلقہ وسیع تر کرنے کا ذریعہ بنے گا (ان شاء تعالیٰ) اور اس سے بے شمار لوگوں کا بھلا ہوگا۔ تشنگان علم و معرفت کی پیاس بجھے گی اور اسلام کی روحانی اقدار کو فروغ ملے گا۔ رب العزت ہم سب کو اپنے حبیب مکرم رحمت عالم سید کائنات ﷺ کی راہوں پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد و علی الہ وصحبہ و اولیاء امتہ اجمعین

والسلام مع الاکرام

محمد فیض الحلبیب اشرفی غنی عنہ

المستفیض آستانہ عالیہ خادم مدرسہ فیض الاسلام اُمتالی شریف

19 رمضان کریم ۱۴۲۸ھ

از: حضرت علامہ مولانا سید و جاہت رسول قادری مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

محترم و مکرم جناب منیر احمد یوسفی زید مجدد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے بفضلہ تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی گنبدہ قدس سرہ العزیز کی سیرت پر تحریر شدہ آپ کی کتاب ”یوسف مصر محبت“ موصول ہوئی۔ شکریہ۔ کتاب کو راقم نے جگہ جگہ سے مطالعہ کیا۔ اندازہ ہوا کہ حضرت قبلہ گنبدہ علیہ الرحمہ ایک ولی کامل تھے جو حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں سید عالم نور مجسم ﷺ سے بدرجہ اتم فیض یافتہ تھے۔ آپ نے یہ تذکرہ تحریر فرما کر قرآنی حکم ”وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ“ کی طرف احسن انداز میں ترغیب و تشویق دلانے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

والسلام مع الاکرام

آپ کا مخلص

سید و جاہت رسول قادری غنی عنہ

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی



از: حضرت علامہ مولانا استاذ الکل فی الکل محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام حضرت علامہ الحاج منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی

”یوسف مصر محبت“ کی صورت میں صوری و معنوی خوبیوں سے مرصع کتاب کی زیارت سے شاد کام ہوا جمال و کمال کا حسین امتزاج ہے۔ جہاں ایک بندہ خدا کے احوال، اقوال اور اعمال کا خوبصورت تذکرہ ہے وہاں قارئین کرام کو اپنی زندگی کے تار و پود درست رکھنے کے گُر بھی موجود ہیں۔ کرامات سے جہاں قلب و روح کی آبیاری کا سامان بہم پہنچایا گیا ہے وہاں ظاہری قالب کی بھی طہارت کے لئے روحانی نسخے موجود ہیں۔

حضرت علامہ محمد یوسف علی گندین رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات مبارکہ اسلاف کے انوار سے منور تھی، انہیں دیکھ کر عملی سپرٹ موجزن ہوتی، ان کے خطابات درد و سوز کا مرقع اور ان کے نعت پڑھنے کا انداز عاشقانہ مجمع ان کی آواز سنتے ہی محبت و عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار نظر آتا۔ جن کے مقدر میں ان کی زیارت تھی وہ بڑے خوش نصیب ہیں مگر جنہیں ان کی بے پردہ زیارت کا شوق ہے وہ آپ کی تصنیف لطیف ”یوسف مصر محبت“ کا مطالعہ کر لے میرا وجدان یہ کہتا ہے وہ آپ کی زیارت سے یقیناً بہرہ مند ہوں گے۔

مولیٰ تعالیٰ جل و علا آپ کو صحت و تندرستی کی نعمت سے نوازے اور فیضانِ قلم کو یوں ہی تقسیم فرماتے رہیں۔ آمین ثم آمین بجاہ المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین

فقط والسلام مع الاکرام

خیر اندیش: محمد منشاء تابش قصوری مرید کے

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

## بندگی ہی بندگی

یوسف مصر محبت ہے کتاب لا جواب  
ہے میرے پیش نظر اب یہ کتاب مستطاب

”بندہ آمد از برائے بندگی“ رومی کہا  
”زندگی بے بندگی شرمندگی“ رومی کہا

یوسف مصر محبت کے حالات زندگی  
ہیں سراسر بندگی ہی بندگی ہی بندگی

شعر رومی کی اگر تفسیر تم کو چاہئے  
”یوسف مصر محبت“ کا مطالعہ کیجئے

عالم علم لدنی، عامل شرع میں  
عاشق صادق، محبت رحمۃ العالمین

ان کی صورت دیکھتے ہی یاد آ جاتا خدا  
ان کی سیرت تھی سراپا اسوۂ خیر الوری

نعت لکھنا، نعت پڑھنا تھا وظیفہ آپ کا  
اور اس پر کار بند ہے ہر خلیفہ آپ کا



حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِإِسْمِهِ وَنُصَلِّيْ وَنُصَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ

صوفیاء کرام (عباد خواص و اہل اللہ) رحمہم اللہ تعالیٰ کا مقدس گروہ  
اسلام کے لئے اتباع شریعت مطہرہ کا عملی نمونہ ہے اور ان کے سچے تذکرے اور  
مبارک حالات مسترشدین کے لئے قیمتی اثاثہ اور رشد و ہدایت کا کافی سامان ہیں۔  
اللہ تعالیٰ انہوں نے کمال درجہ اخلاص اور مثالی تقویٰ سے اپنے قلوب کو اس قدر  
مکمل کیا ہوتا ہے کہ ان کے تذکروں میں بھی روشنی پائی جاتی ہے جن کے مطالعہ سے  
ایہم دی قلبی سکون ملتا ہے جو ان کی پاک صحبتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

وَعَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ "وَذِكْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ"  
(رواہ الدیلمی عن معاذ رَضِيَ اللہ عَنْہُ وَنَقَلَهُ الْجَلَالُ  
السُّوْطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَقَالَ فِي الْخُطْبَةِ وَصْنَةً عَمَّا تَقَرُّدُ  
بِهِ وَضَاعٌ أَوْ كَذَابٌ)

بناء بریں ان سے لوگوں کو روشناس کرانا امور دین سے ہے جس کی دلیل  
قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں مذکور و منقول صالحین کے قصص و واقعات بھی ہیں  
انہیں خود اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور رسول کریم (ﷺ) نے بیان فرمایا  
ہے اور ان میں خصوصیت کے ساتھ خاتونِ صالحہ سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے  
تذکرے نیز ان کے حالات کے بیان کرنے کا حکم ہوتا اس کا ثبوت ہے کہ اللہ

آپ کے فیضانِ انور ہیں لاکھوں مستفید  
خوب تر ہیں اُن میں لیکن بالیقین حضرت منیر

قوم کو جس نے دکھایا ایک "سیدھا راستہ"  
جس کے نورانی قلم سے ہے جہاں آراستہ

حضرت الحاج مولانا منیر یوسفی  
جن کی رگ رگ میں سمایا ہے خمیر یوسفی

حضرت یوسف ہمدانی کے ہیں عاشق زار یہ  
اور ہر باطل سے ہیں بیزار یہ بیزار یہ

جن کی سوچوں کا ہے محورِ مرشدِ عالی مقام  
ہیں انہی کے دامنِ فیضان سے فائز المرام

فیض کے وارث وہی ہوتے ہیں تابشِ بالیقین  
جان و دل سے جو ہوں وابستہ شفیق المذنبین



تبارک و تعالیٰ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے تذکرے کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ ولیہ ہی  
تھیں نبی یا رسول نہ تھیں کہ نبوت و رسالت رجال کے ساتھ خاص ہے: قَالَ اللَّهُ  
تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا وَلَا آيَةً وَقَالَ أَيُّضًا وَادْكُرْ فِي  
الْكِتَابِ مَرْيَمَ الْآيَةَ

پیش نظر کاوش بھی یقیناً اسی سلسلہ کی کڑی ہے جس پر حضرت مؤلف علامہ  
مدظلہ واقعی لائق تحسین ہیں۔ باقی صاحب تذکرہ رحمہ اللہ (سے اگرچہ ذاتی شناسائی  
نہیں تاہم اُن) کے اہل اللہ ہونے کے لئے علماء جن میں بعض اکابر بھی ہیں کی  
شہادتیں کافی ثبوت ہیں جیسا کہ کتاب کی تقریظات و تصدیقات سے بھی خوب ظاہر  
ہے وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ "أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ" زَوَاهِ الشَّيْخَانِ  
عَنْ سَيِّدِنَا أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفِي رِوَايَةٍ "الْمُؤْمِنُونَ شُهَدَاءُ  
اللَّهُ فِي الْأَرْضِ" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۵ ابواب المشی بالجنزاة)  
وَقَدْ أَشَارَ إِلَيْهِ بَلْ تُرْجَمُهُ إِلَى الْأَرْضِ شَيْخُنَا الْكَرِيمُ  
أَعْلَى حَضَرَتْ قُدْسَ سِرُّهُ فِي الْحَدَائِقِ حَيْثُ قَالَ۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے  
یوں نہ فرمائیں "تیرے شاہد" کہ وہ فاجر گیا

نقطہ

کتبہ الفقہ مفتی عبدالجبار سعیدی رضوی  
بقلمہ صدر مدرس و مفتی و مہتمم جامعہ غوث اعظم رحیم یار خاں  
۱۷ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳ جولائی ۲۰۰۷ء  
بروزہ شنبہ

مسعود ملت حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی زید محمد کم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تحفہ اہل سیرت "یوسف مصر محبت" نظر نواز ہوا۔ یاد روی اور کرم فرمائی  
کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ کتاب کا ظاہر بھی حسین باطن بھی حسین۔ مولیٰ تعالیٰ آپ  
کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

ضبط کن تاریخ را زندہ شو  
از نفس ہائے رمیدہ پابندہ شو

نقطہ والسلام  
ڈاکٹر محمد مسعود احمد  
۲۷ مئی ۲۰۰۷ء



جناب ڈاکٹر عبد المجید اولکھ زید مجدد

بسم الله الرحمن الرحيم

محترمی و مکرمی جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محسن ملت، زور ویش کامل، قدوة السالکین بابا جی محمد یوسف علی گھنیدہ صاحب  
رحمۃ اللہ تعالیٰ واقعی اعلیٰ ترین گھنیدہ اُمت اور آئینہ شرح محمد ﷺ ہیں۔ جو اب بھی  
کے سب سے بڑی جائے عام پر اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی صلائے  
عام کا باعث ہیں۔ آپ کی مستقل مزاجی سے اُن کے سلسلہ خدمت اہل سنت  
و جماعت کو اس دورِ فتن میں زندہ و جاوید رکھنا آپ کی بابا جی کے طفیل کرامت ہے۔  
اُعلیٰ صاحب کو اللہ تبارک و تعالیٰ برادرانِ اتفاق سمیت اسی حق کج پر کامل طور اس خدمت  
کو جاری رکھنے کی ایسی ہی ہمت طاقت سے نوازے۔ یہ حضرت شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کی  
آپ کے ہاتھوں اعلیٰ ترین خدمت ہے۔ حضرت کرمانوالے سید محمد اسماعیل شاہ صاحب  
مدظلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عموماً لاہور حضور عثمان علی بھویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمہ  
اللہ تعالیٰ آتے۔ کبھی کبھی چڑیا گھر بھی جاتے۔ کسی کی عرض پر فرمایا کہ میں شیر کو دیکھنے آتا  
ہوں جس کی داڑھی بھنویں موچھیں اور ڈٹی ہوئی کمر کو دیکھ کر مجھے حضرت شیر محمد شرق

از: حضرت علامہ مولانا قاری محمد وزیر القادری مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

واجب الاحترام حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انتہائی ممنون ہوں کہ جناب نے ”یوسف مصر محبت“ کتاب اس ناچیز  
کے لئے روانہ فرمائی ہے میرے پاس شکریہ ادا کرنے کے لئے کوئی الفاظ نہیں ہے۔  
بے حد ممنون ہوں بہترین کتاب وقت کے لحاظ سے دورِ حاضرہ کے حساب سے اچھی  
ثابت ہوئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو مزید اس فہم کی تحریر لکھنے کی توفیق عطا  
فرمائے۔ اس کا پہلا حصہ اگر ممکن ہو تو عنایت فرما کر مشکور فرمائیں جناب کا بے حد  
مشکور و ممنون ہوں گا ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

فقط والسلام

محمد وزیر القادری خادم جامعہ غوثیہ سلطانہ  
شاہی چوک ڈھاڈر ضلع کبھی بولان بلوچستان  
۱۲ اگست ۲۰۰۷ء



پروفیسر رفیق احمد لغاری زید مجہد

بسم الله الرحمن الرحيم

قابل احترام حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو مزید دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔  
آپ کی طرف سے موصول شدہ کتاب ایک قیمتی تحفہ ہے۔ آپ کی یہ کوشش  
کے پر فتن دور میں جہاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ طاغوتی طاقتوں کے جاہ و جلال نے  
کے آگے جال ڈالے ہوئے روشن خیالی کے نعرہ نے جوانوں کو تباہی کی  
آگ لالہا ہے۔ آپ جیسے اللہ والے ہی اپنے روحانی فیض سے امت کو صراطِ مستقیم  
پر لے کر آ سکتے ہیں۔ میرے لائق کوئی حکم ہو تو ضرور لکھیں رحیم یار خان تشریف لائیں تو  
موقع بخشنیں۔

دعا گو

پروفیسر رفیق احمد لغاری زید مجہد  
گورنمنٹ خواجہ فرید کالج رحیم یار خان

پوری کی شان کا مزید اندازہ ہوتا ہے اور میں اس شیر کی طرح اپنے شیر محمد کی مستقل  
مزا جی پاتا ہوں اور دینِ متین پر طاقت سے لوگوں کو راغب کرتا رہتا ہوں۔ آپ کی  
اپنے بابا جی کے قول سے اپنے مسلک حق سچ کی دیے ہی آبیاری فرما رہے ہیں۔  
اپنا ایک تازہ کتابچہ جو پہلی بار اردو میں لکھا بھیج رہا ہوں۔ اسے انگریزی  
میں امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ کی جیلوں میں ان ممالک کے نوجوانوں کے  
مسلمان بننے میں مددگار بنانا ہے۔ نظر سے گزاریں، اب دہلی کی راہ لنڈن، مانچسٹر  
(ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب) سے ہوتا امریکہ جاؤں گا۔ وہاں چار ماہ بطور امریکہ  
شہری پروگرام چلاؤں گا۔ پھر ماہ رمضان شریف میں دس اکتوبر کو واپسی ہے۔ اللہ  
تبارک و تعالیٰ اور رسول ﷺ سے دعا کی عرض ہے۔

والسلام  
احقر ڈاکٹر عبدالجید اولکھ  
۸ جون ۲۰۰۰ء



از:

جناب محمد خان لغاری دامت برکاتہم العالیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

محترم و مکرم جناب منیر احمد یوسفی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ دنوں مجھے جناب کی طرف سے ”یوسف مصر محبت“ موصول ہوئی۔ کتاب خوبصورت، طباعت بہتر اور جس شخصیت کے بارے میں تحریر کی گئی شخصیت بہترین عاشق رسول اور اہل سنت و جماعت کے عالم باعمل اور جنہیں خدا یاد آتا ہے کی صحیح تصویر تھی۔ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ”یوسفی“ تو پڑھتے تو معلوم نہ تھا کہ آپ حضرت علامہ مولانا محمد یوسف علی گھنیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہیں یہ عقدہ کتاب کو پڑھ کر حل ہوا۔

مجھے آپ کی زیارت اور تقاریر سننے کا بارہا شرف حاصل ہوا۔ میں انجمن اسلام کا خادم تھا کئی مرتبہ لاکل پور اور مضافاتی قصبوں میں پروگراموں اور اجلاس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو کئی جلسوں میں حضرت کا خطاب ہوتا تھا تو ہم بھی چند لمحوں کے لیے کرا انجمن طلباء اسلام کا تعارف کراتے اور بعد میں حضرت ہماری سرپرستی فرما کر ہوئے کلمات خیر سے نوازتے۔ پنجابی میں خوبصورت وعظ فرماتے۔ سادگی اور شاعرانہ ہم پر شفقت فرماتے عشق رسول ﷺ کا درس دیتے۔ خوبصورت فرماتے۔ گفتگو میں مزاح بھی فرما لیتے۔ عجب شان کے انسان تھے جن کے رنگ و بو میں حضور ﷺ کی محبت سمائی تھی۔ انہی کا فیض ہے کہ مسلک کے نام لیوا باقی ہیں آج کے دور میں ایسی شخصیات کی سیرت سے آگاہی صراطِ مستقیم پر گامزن کر سکتی ہے اللہ رب العزت آپ کو کتاب کی اشاعت پر جزائے خیر عطا فرمائے اور حضرت کے نقش قدم پر ہم سب کو چلائے۔ (آمین)

طالب دعا: محمد خان لغاری (مدینہ مسجد 108 راوی روڈ لاہور)

۸ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری زید مجدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّ الْاُمَمِیِّ وَعَلٰى آلِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

دلی کابل عالم باعمل حضرت مولانا محمد یوسف علی گھنیز رحمہ اللہ تعالیٰ اُن عظیم اللہ راہبیوں میں سے ہیں جو اگرچہ اس دنیائے فانی سے وصال کر جاتے ہیں لیکن ان کی باتوں کی خوشبو سے ہمارے قلوب و اذہان کے گلشن مہکتے رہتے ہیں اور ان کی یادوں کی ضیاء سے ہماری سوچوں کی اندھیر گہری میں ہر سوروشنی ہی روشنی رہتی ہے۔ اور ان کے کردار اور گفتار زندگی کی مشکل راہوں میں راہنمائی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف علی گھنیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اور تعلیمات کی بات کچھ لکھنا میرے لئے اعزاز کا باعث ہے۔ کہ ان کا تعلق فیصل آباد کی سرزمین سے ہے۔ حضرت صاحب کی زیارت میں نے بچپن میں کئی بار کی۔ کبھی جامعہ رضویہ بمسک بازار فیصل آباد میں منعقدہ جلسوں میں، کبھی شہر میں منعقدہ محافل میلاد میں اور کبھی دوستوں کے ساتھ دہلی گری مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد میں اُن کا خطبہ جمعہ سننے کے لئے حاضر ہو کر۔ اُن کا پُر نور اور بازعب چہرہ ماہتاب کی طرح چمکتا تھا اور سفید لباس اور سفید لباس میں وہ فرشتوں سے بڑھ کر معصوم لگتے تھے۔ اُن کی شخصیت میں ایک ایسی کشش تھی کہ وہ مجسم حلاوت بن کر دل کی گہرائیوں میں اُترتے جاتے تھے۔

حضرت مولانا محمد یوسف علی گھنیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت مختلف اوصاف کا مجموعہ تھی اور کئی صفات اُن کی ذات میں مجتمع تھیں۔ وہ دینی علوم کے حافظ روحانی کلمات کے حامل تو تھے ہی لیکن ایک کہنہ مشق شاعر اور خوش الحان نعت خواں بھی



تھے۔ اس کے علاوہ ایسے مقرر اور خطیب تھے کہ بڑے بڑے مجمع کو اپنی خطابت کے جادو سے مسحور کئے رکھتے اور گھنٹوں ایسے بیان فرماتے جیسے ابھی تازہ دم ہو کر آئے ہوں۔ اُن کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اپنے دور کی تین عظیم ترین شخصیات سے بیک وقت فیوض و برکات حاصل کرتے تھے اور اُن سے اکتساب عرفان کرتے تھے۔ پہلی ہستی تو اُن کے پیر و مرشد قبلہ سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ علی پور شریف ہے۔ جو پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین تھے اور اُن کے روحانی فیوض کے تقسیم کنندہ تھے۔ قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اپنے مرشد سے بہت محبت کرتے تھے اور مرید صادق کی طرح ادب و احترام کے سب تقاضے نبھاتے تھے۔ جیسا کہ اس زیر مطالعہ کتاب ”یوسف مصر محبت“ میں مذکور ہے۔ دوسری ہستی حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جن کی صحبت نے حضرت علامہ مولانا محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی ترقی کو دُر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اور تیسری ہستی مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جن کی علمی رفاقت اور راہنمائی نے اُن کو عقائد اور نظریات کے میدان میں یگانہ بنا دیا۔ اپنے دور کی ان عظیم ترین ہستیوں سے مستفیض ہو کر حضرت قبلہ نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اگر کندن نہ بنتے تو کیا بنتے؟

حضرت پیر مولانا محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ جہت شخصیت اور اُن کی تعلیمات کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے ”یوسف مصر محبت“ کتاب کے مصنف علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی نے ایک گرانقدر خدمت سرانجام دی ہے۔ اور تشنگانِ علم و عرفان کی تسکین کا سامان مہیا کیا ہے۔ جس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ کتاب یقیناً ہمارے صوفیانہ لٹریچر میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ جس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

حضرت مولانا منیر احمد یوسفی کو اُس وقت سے جانتا ہوں جب علامہ اقبال مدظلہ العالی کا لُح لاہور میں ایم بی بی ایس کی تعلیم کے دوران مجھے ہال ڈیوس روڈ نزد ریلوے اسٹیشن میں مقیم رہا۔ پانچ سال سے زیادہ مدت قیام میں جمعہ کی نماز اکثر و بیشتر لاہوری مسجد لاہور میں ادا کرتا جہاں خطبہ جمعہ مولانا یوسفی صاحب دیا کرتے ہیں۔ ان کی منہمی گفتگو شیریں لہجہ اور مدلل تقریر دلوں کو متاثر کر لیتی ہے۔ ایک بار ہم نے اپنے محل میں محفل میلاد کا انعقاد کیا تو یوسفی صاحب کو خطاب کی دعوت دی۔ وہ تشریف لائے اور یوں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ مولانا یوسفی صاحب بھی اپنے مرشد کی طرح روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ شیریں لہجہ کے حامل مقرر ہیں اور دینی تحریکوں میں فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ وہ فیصل آباد کی سرزمین پر درس قرآن کے لئے اکثر تشریف لاتے ہیں۔ اُنہوں نے یہ کتاب لکھ کر یقیناً احباب ذوق پر احسان کیا ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ، پرنٹنگ اور ترتیب و تزئین نہایت اعلیٰ معیار کی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو نوجوان نسل کے مطالعہ کے لئے مہیا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ نیز ملک کی اہم لائبریریوں اور دانشگاہوں میں اس کتاب کی دستیابی لازمی کی جائے۔ تاکہ علم و تحقیق کرنے والے احباب بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مولانا یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری  
۲۶ جولائی ۲۰۰۷ء



از: پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب محترم پیر طریقت رہبر شریعت الحاج علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی! آپ نے اتنی محنت و محبت اور جانفشانی سے سیدی مرشدی روحی قلبی فیض گنجور قبلہ و کعبہ باباجی گھینہ سرکار قدس سرہ العزیز کی سوانح عمری کا دوسرا حصہ ”یوسف مصر محبت“ مکمل کر کے شائع فرمایا۔ دیکھ کر اور پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ باباجی سرکار قدس سرہ العزیز کی زندگی کے ہر گوشہ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ قرآن مجید و احادیث مبارکہ کی روشنی میں اجاگر کیا۔ آپ مبارک باد کے مستحق ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین!

اولیائے کاملین کی زندگیاں قرآن مجید و احادیث مبارکہ کا چلتا پھرتا ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بیحد و بے حد قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: ”اولیاء اللہ اعلیٰ ترین نورانی زندگی کیساتھ لوگوں میں چلتے پھرتے ہیں“۔ (سورۃ الانعام: ۱۲۲)

”اولیاء کی رو میں فرشتوں کی طرح کام کرتی ہیں“ (سورۃ النازعات: ۵) تفسیر نبوی ﷺ جلد ۸، ص ۲۲

تفسیر بیضاوی میں حضرت علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ رب

العزت اولیاء کرام کا ذکر یوں فرماتا ہے: ”جب ان کی رو میں اپنے مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں اور جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریاے ملکوت میں شناوری کرتی ہیں۔ پس بزرگی اور طاقت کے باعث کاروبار عالم میں تدبیر کرنے والوں میں شامل ہو جاتی ہیں۔“

اولیائے کاملین وصال کے بعد بھی اعلیٰ ترین نورانی زندگی میں ہم لوگوں میں موجود ہوتے مگر ہم کثافت نگاہ کی وجہ سے دیکھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ ہمارے سیدی مرشدی نہ صرف کامل ترین ولی اللہ تھے بلکہ کامل ترین ولی گھر بھی۔ آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ بعد از وصال بھی روحانی فیض جاری و ساری ہے۔ جب کبھی کسی سائل کیلئے آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کیلئے فضا میں ہاتھ مبارک بلند فرمائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو مقبول و مستجاب فرمایا اور ساتھ ہی سائل کے دل کی گہرائیوں تک یہ بات گھر کر گئی اور اُسے یقین کامل ہو گیا کہ جس دُعا کیلئے گزارش کی گئی ہے وہ دُعا مقبول ہو گئی ہے۔

خیر اندیش  
محمد رفیق یوسفی



از: صدر انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں انسان کو فضیلت بخشی ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ اور پھر انسانوں میں سے ایمان والوں کو خَيْرُ الْبَرِيَّةِ یعنی تمام مخلوقات میں سے بہتر فرمایا ہے۔ بہترین ہونے کا سبب ایمان اور اعمال صالحہ کو بیان فرمایا گیا۔ پھر ان بہترین لوگوں میں افضل ترین وہ ہیں جو تقویٰ، سچائی، اخلاص، ایثار، غنودہ رکھنے والے، دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی وغیرہ کے اوصاف حمیدہ سے نوازے گئے ہیں۔ وہ رہبر و راہنما کے مقام پر فائز ہیں۔ ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے اچھا انسان بننے کا شوق اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ ہر صاحب ایمان چاہے وہ کیسے مرتبے اور معیار کا ہے، نماز، حج گانہ میں ”انعام یافتہ“ ہستیوں کے نقشے قدم پر چلنے کی دعا کرتا ہے۔ تو جن ہستیوں کے نقشے قدم پر چلنے کی ہر شخص دعا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ ان کی خوبصورت، قابل تقلید اور انقلابی و اصلاحی سیرت سے ایمانی، روحانی اور عرفانی تروتازگی حاصل ہو۔

گذشتہ صدیوں میں بے شمار حضرات نے انعام یافتہ ہستیوں کے ”تذکرے“ لکھ کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انسانوں کی تاریخ، سیرت و کردار رقم کرنا، محفوظ رکھنا، بیان کرنا اور دوسروں تک پہنچانا سُنَّتِ البیہ اور سُنَّتِ نبی آخر الزماں ﷺ ہے۔

ہر دور میں ایسی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے اپنی انقلابی اور اصلاحی تحریکوں سے نسل انسانیت کی دنیا و آخرت کو سنوارنے کا فریضہ ادا کیا ہے۔ انہی پر گزیدہ ہستیوں میں ایک نابغہ روزگار شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گینہ قدس سرہ العزیز ہیں۔ جنہوں نے اپنی سیرت و کردار اور دعوت و تبلیغ سے ہزار ہا انسانوں کو صراطِ مستقیم کی طرف گامزن فرمایا۔

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ انہوں نے اپنے کامل پیر و مرشد کے حالات زندگی اور سیرت و کردار اور مشن کو ”یوسف مصر محبت“ کے عنوان سے انتہائی خوبصورت سادہ اور دلنشین انداز میں رقم کیا ہے۔ ”یوسف مصر محبت“ عرف عام میں محض حالات زندگی پر مشتمل کتاب نہیں بلکہ عقائد کی پختگی، اعمال کی درستگی، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے علوم کا بہترین مجموعہ ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہر پڑھنے والے کے لئے بہترین اور خوبصورت کتاب ہے۔ ”یوسف مصر محبت“ میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحقیقی کام کے چند نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔

خیر اندیش

صدر انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب



از: جناب ریاض احمد قادری صاحب

جناب منیر احمد یوسفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

آپ کا شائع کردہ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ پڑھنے کا اتفاق ہوا بہت خوشی ہوئی  
 ماشاء اللہ بہت اچھا سلسلہ ہے ۴۰ صفحات میں بہت کچھ ہے۔ حمد باری تعالیٰ، تفسیر  
 یوسفی، درس حدیث شریف، کشف المحجوب، امام شاہ احمد رضا بریلوی، حضرت  
 مجدد الف ثانی، صفر کا مہینہ، زبدہ نشری تقریر، بخاری شریف، اقامت، بندگی ہی  
 بندگی، کامل پیر و مرشد غرض ہر تحریر اپنی جگہ چمکتا ہوا گنبد ہے۔ پیر طریقت رہبر شریعت  
 الحاج محمد یوسف علی گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں نکلنے والا یہ شمارہ ہر لحاظ سے منفرد اور اعلیٰ  
 ہے۔ ”یوسف مصر محبت“ کی اشاعت کی خبر ملی بہت خوشی ہوئی کہ باباجی کی سوانح  
 حیات محفوظ ہوگئی۔ اس کتاب کے مطالعہ کی بے حد خواہش ہے امید ہے آپ جولائی  
 کے آخری جمعہ المبارک کے موقع پر جامع مسجد انوار مدینہ رضا آباد گلی نمبر ۳ بازار نمبر ۲  
 فیصل آباد میں آئیں گے۔ میں بھی وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ ۱۹۷۱ء اور بعد والے  
 سالوں میں جامع مسجد دہلی گیری میں باباجی کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کا شرف حاصل کرتا  
 رہا ہوں۔ تب میری عمر ۶-۷ سال تھی۔ میرے دادا مرحوم عبدالکریم اور والد مرحوم غلام  
 رسول سرکار باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہت مداح تھے۔ تمام عیدیں اور جمعے اُن کی  
 اقتداء میں ادا کرتے رہے۔ اب تو اس مسجد کی گراؤنڈ میں سکول تعمیر ہو گئے ہیں۔  
 باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوری شہید میرے دماغ میں محفوظ اور تروتازہ ہے۔ میں ہر  
 جمعہ اُن کی زبان مبارک سے پنجابی نعتیہ مجموعہ ”گنبد دے سنگینے“ میں سے نعتیں سنتا

۱۱۱۔ آپ نے اُن کی سوانح حیات محفوظ کر کے ایک تاریخی کا رنامہ سرانجام دیا  
 ہے۔ مبارک باد قبول فرمائیں۔ والسلام!

ریاض احمد قادری

منقبت الحاج محمد یوسف علی گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ

یوسف	مصر	محبت	آپ	ہیں
راہبر	راہ	شریعت	آپ	ہیں
راہ	گم	کردان	دنیا	کے لئے
بے	شبہ	پیر	طریقت	آپ ہیں
آپ	سے	ملتی	ہے	سب کو آسودگی
روح	کا	سامان	راحت	آپ ہیں
آپ	کے	در	سے	ملے مہر و وفا
دہر	میں	عنوان	الفٹ	آپ ہیں
ہیں	گنبد	معرفت	آپ	ہی
بزم	عرفانی	کی	زینت	آپ ہیں
آپ	سے	پایا	سبق	تطہیر کا
چکر	اطہر	طہارت	آپ	ہیں



صاحبزادہ سید محمد اولیس محبوب شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف

اولیاء اللہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت انسان کے لئے اُس کے مقصد تخلیق سے آگاہی کا ذریعہ بنایا ہے۔ ذات باری تعالیٰ کی جستجو کرنے والوں اور اُس کی راہ میں نگاہ شوق رکھنے والوں کیلئے حکم رب العزت یہی ہے کہ اُس کے پیارے بندوں کے ساتھ رابطہ استوار کیا جائے اور وہ امور جن تک انسانی عقل کی رسائی ناممکن ہے کے بارے میں اُن سے پوچھا جائے۔ وَكُفُّوا نُفُوسَ الصَّادِقِينَ اور فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ کا قول اس بات پر شاہد ہے۔

صلحاء اُمت کے ذریعے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس اُمت کا رابطہ پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا اور یہ اس اُمت کا ہی شرف اور خاصہ ہے۔ ملت اسلامیہ کی بقاء انہی نفوس قدسیہ کے دم قدم سے ہے۔ ان حضرات نے ہر دور میں بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہِ راست کی طرف راہنمائی کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کی معرفت کے جامِ پائے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر اپنے ان برگزیدہ، محبوب اور مقبول بندوں کا ذکر بایں الفاظ فرمایا: يَتَّبِعُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا۔ خالق کائنات نے اپنے نیک اور پسندیدہ بندوں کے حالات و واقعات کا تذکرہ فرما کر یہ سنت جاری کی کہ اُس کے مقبول بندوں کا ذکر سنا اور سُنایا جائے۔ مقصود گمراہوں کو راہِ راست پر لانے کا سامان پیدا کرنا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان پسندیدہ بندوں کو محبت کے ساتھ یاد فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ فَقَالَ الَّذِينَ إِذَا رَوَوْ

فیض لیتا ہے زمانہ آپ سے  
ہر زمانے کی ضرورت آپ ہیں

آپ سے مہکا گلستانِ عشق کا  
عشق کے پھولوں کی نگہت آپ ہیں

آپ سے پائی ہے سب بالیدگی  
میرے شعروں کی لطافت آپ ہیں

آپ سے دیدار ہو اسلاف کا  
اولیاء کی اک زیارت آپ ہیں

آپ ہی کا تذکرہ اعزاز ہے  
جان و دل کی اک سکینت آپ ہیں

آپ کا ہونا کرم اللہ کا  
دہر میں اللہ کی نعمت آپ ہیں



أَذْكُرُ اللَّهَ - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اولیاء اللہ کے بارے میں سوال عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آئے (کما رواہ النسائی)“ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ مِنْ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِذِكْرِ اللَّهِ إِذَا رَوَوْا أَذْكُرُ اللَّهَ ”یقیناً بعض لوگ اللہ کے ذکر کی کنجیاں ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے“ (رواہ الطبرانی)۔ پاکانِ اُمت کے اس مبارک سلسلے میں عالم باعمل پیر طریقت حضرت باباجی محمد یوسف علی گینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات بھی ہے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم فرد ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ کے فضائل و کمالات احاطہ تحریر میں نہیں لائے جاسکتے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہو یا حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری، حضرت خواجہ بابزید بسطامی ہوں یا حضرت مجدد الف ثانی، حضرت باباجی سید نور محمد چورانی ہوں یا حضرت باباجی یوسف علی گینہ رحمہم اللہ تعالیٰ اس سلسلے کا ہر فرد گوہر یکتا ہے۔ بقول حضرت جامی علیہ الرحمہ ”ہمہ شیران جہاں بستہ یں سلسلہ اند“ اولیاء اللہ کیلئے ظاہری و باطنی علوم کا جامع ہونا ضروری ہے۔ ”ولی جاہل نہیں ہوتا اور جاہل ولی نہیں ہوتا“ جو بھی ولایت کے مرتبے پر فائز کیا جاتا ہے علم و عمل کا شاہکار ہوتا ہے۔ بعض حضرات رواجِ زمانہ کے مطابق علم حاصل کرتے ہیں اور بعض امینِ علم لدنی ہوتے ہیں جو بظاہر زانوائے تلمذ طے نہیں کرتے لیکن بارگاہِ حریمِ قدس سے خصوصی تربیت پا کر ”جامع العلوم“ ہوتے ہیں۔ علم لدنی کا حصول اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کا انتخاب خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔ حضرت باباجی یوسف علی گینہ رحمۃ اللہ علیہ انہی صاحبانِ معرفت میں سے ایک ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی ذات کے اندر بیشمار خوبیاں جمع فرمادیں تھیں۔ وہ نعت خوانی، تقاریر، تبلیغ و تربیت غرض کہ ہر شعبہ میں یکنائے روزگار تھے۔ عشقِ رسول اللہ ﷺ کے سفیر کے طور پر آپ کا نام نمایاں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت انسان کو

انہیں تقویٰ کے مقام سے روشناس کراتی ہے۔ ان کے تذکرے و رد کا درمان بن جاتے ہیں اور قوتِ قلب و روح کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ الْحِكَايَاتُ حُلَّةٌ مَنْ جُنُودِ اللَّهِ تَعَالَى يَقْوَى بِهَا قُلُوبُ الْمُرِيدِينَ۔ ”(اولیاء اللہ کی حکایات اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جن سے مریدین کے قلب تقویت پکڑتے ہیں“۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اولیاء اللہ کے تذکروں کو عام کیا جائے ان کی صحبتوں اور مجلسوں کی کیفیات کو آشکار کیا جائے تاکہ معرفتِ الہی کے راز کھلیں اور لوگ قربِ خداوندی کی لذتوں سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ اسے خیر عطا فرمائے علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کو جنہوں نے ”یوسف مصر محبت“ کے تذکروں کو عام کر کے مریدین کے لئے تالیفِ قلب کا سامان مہیا کیا۔ پیر کامل کے لیضان کے جاری رہنے کا ثبوت اُس کے وہ مرید ہوتے ہیں جو اپنے پیر کے احاطہ میں فنا ہوتے ہیں۔ مرید اپنے پیر سے کتنی محبت رکھتا ہے یہ بات اُس کے کردار و گفتار سے آشکار ہوتی ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی سرتا پارنگ یوسف میں رنگی ہوئی نصیحت ہیں جن کے کردار و عمل میں باباجی گمینہ علیہ الرحمہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ یقیناً بارگاہِ گمینہ کا کمال فیض ہے جس نے علامہ منیر احمد یوسفی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور اصلاحِ اُمت کے لئے جو ”سیدھا راستہ“ انہوں نے دکھایا ہے اللہ پاک اُس کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت فرمائے۔ (آمین)۔ بحرۃ الدلین و آخرین ﷺ)۔

خیر اندیش  
سید محمد اویس محبوب شاہ



از: پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محبت اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث مدظلہ العالی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد

المرسلين وعلى واصحابه اجمعين اما بعد

حضرت مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کی کتاب ”یوسف مصر محبت“ کا دوسرا حصہ مختلف مقامات سے نظر سے گذرا، موصوف نے اپنے محسن و مرشد مربی شیخ المشائخ علامہ یوسف علی گنیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات و افکار کا ذکر کیا۔ اور حد درجہ حسن و عذوبت کا اظہار کیا ہے۔

فقیر مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ کتاب عوام الناس کے لئے مشعل و راہ اور چراغ راہ طریقت و شریعت ہے۔ اور یقیناً اکابر اسلاف کا تذکرہ بھی داخل کتاب میں ہونا چاہیے۔ اور کتاب ہذا میں اپنے مرشد مربی کا خوبصورت تذکرہ بھی شامل ہے۔ اور بزرگوں کے نقوش جمیل پر عمل پیرا ہونے میں ہماری کامیابی کا باعث ہے۔

خداوند قدوس مؤلف محترم منیر احمد یوسفی کو اپنے اسلاف کے روحانی فیضان و توفیق فرمائے اور سعی جمیل کو مستجاب فرمائے اور اجر کثیر و جزائے جزیل کا اجر دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین آباد

دعا گو  
(مفتی) محمد جان نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث  
دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ طبرکراچی

پیر طریقت علامہ منیر احمد یوسفی ممتاز عالم دین اور بلند پایہ ادیب ہیں۔ ان کی کتابوں کے مصنف اور ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ زیر نظر کتاب میں انہوں نے اپنے شیخ طریقت حضرت پیر حاجی محمد یوسف علی گنیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات کو بڑے احسن، دل کش اور دل کشا انداز میں مرتب کیا ہے۔ ان کے علم و فضل و عذوبت، خلق خدا کی راہنمائی و ہدایت، زندگی کے حالات، اقوال و ملفوظات، بڑے دل نشین انداز میں مرتب کیا ہے، جس سے ان کی جامع الصفات شخصیت اور پاکیزہ سیرت کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔ بے شک اہل اللہ کا ذکر باعثِ رحمت ہے۔ حضرت کے اسم گرامی کی مناسبت سے یوسفی صاحب نے کتاب کا نام ”یوسف مصر محبت“ رکھا ہے۔

حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے پایہ کے نعت خواں، شیریں بیاں مقرر، منبع شریعت و پیر طریقت اور صاحب سوز و گداز بزرگ تھے۔ ان کے مرید و خلیفہ علامہ یوسفی صاحب نے یہ کتاب مرتب کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ، طباعت اور جلد بند ہے، جب کہ طباعت دور نگہ ہے۔

محبت اللہ نوری

۱۷ جولائی ۲۰۰۷ء





قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیرِ اوجِ شرافت، مصر محبت،  
زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق و صفا، عاشقِ مصطفیٰ، فانیِ المصطفیٰ، پروانہ  
توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

## حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی، قدس سرہ العزیز

کے دُنیا سے پردہ فرمانے  
کے بعد احباب کے

”پیغامات“

اور

”محبت کے نذرانے“

بندۂ ناچیز نے پیغامات ارسال فرمانے والے حضرات  
سے ذاتی طور پر رابطہ کر کے اُن کی شفقتیں حاصل کیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

افتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد حسین نعیمی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ  
(جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہولا ہور)

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت محمد یوسف علی صاحب نگینہ قدس سرہ العزیز  
اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایک خاص بندے اور بڑے عظیم انسان تھے۔ میں نے جوانی  
میں اُن کی نعت خوانی کے منظر دیکھے ہیں۔ جب وہ نعت پڑھتے تھے، جھوم کر، وارفتگی  
میں، دیوانگی میں، فانیِ الرسول ہو کر تو اُس کا وہ اثر ہوتا تھا کہ تمام کا تمام مجمع جھوم جاتا  
تھا۔ وہ نعتِ رسول ﷺ ہی کا فیض تھا جو کچھ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ اس زمانے میں صحیح معنوں میں وارثِ انبیاء (کرام علیہم  
السلام) تھے۔ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) ولایت اور  
(۲) دعوت۔ نبی (اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ولایت کا تعلق قربِ الہی سے ہے اور  
دعوت کا تعلق امت اور انسانوں کی ہدایت سے ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے جو  
وارث ہیں، کچھ وہ ہیں جو ولایت کے وارث ہیں اور کچھ وہ ہیں جو دعوت کے وارث  
ہیں۔ کچھ اللہ کے محبوب اور مقبول وہ بندے ہوتے ہیں جو نبی کی ولایت کے بھی  
وارث ہوتے ہیں اور دعوت کے بھی۔

حضرت پیرِ طریقت محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز اصل میں مجمع البحرین  
تھے۔ شریعت کے بھی جامع تھے اور طریقت کے بھی جامع تھے۔ اولیاء میں اولیاء تھے  
اور علماء میں علماء تھے۔ اُن کا کام اور انداز اپنے مریدین، متعلقین اور معتقدین کو اپنی



ولایت سے اور اپنی دعوت سے اپنے حاضرین اور سامعین کو فیض پہنچانا تھا۔ اس زمانے میں ایسے مجمع البحرین ایسے جامع الصفات نہیں ملتے۔ نظری نہیں آتے۔ میں سمجھتا ہوں اس دور کے وہ ایک سلف اولیاء اور علماء کا نمونہ تھے۔ بقیۃ السلف، کوئی ثانی نظر نہیں آتا، کوئی دوسرا نام نظر نہیں آتا۔ جس میں یہ خوبی، یہ کمالات، تقویٰ، پرہیزگاری یہ اخلاق اور یہ وفا ہو۔ بظاہر ہم مادی طور پر اُن سے محروم ہو گئے ہیں مگر روحانی طور پر آپ کا فیض جس طرح جاری تھا، اب بھی جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اُن کے فیض سے مستفیض فرمائے اور اُن کے ذریعے روحوں کو تازگی عطا فرمائے۔ آمین!

از: حضرت علامہ ابوالبدر محمد شمس الزماں قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ  
(مہتمم جامعہ غوث العلوم سن آباد لاہور)

مبلغ اسلام ممتاز صوفی اور بزرگ عاشق رسول کریم پیر طریقت الحاج محمد یوسف علی صاحب گنیمت قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات کی دلفگار خبر پر بے حد صدمہ ہوا۔ مرحوم حضرت والا کی دینی روحانی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ آپ کی رحلت سے اہلسنت پاکستان ایک عظیم نقصان سے دوچار ہوئے اور ایسا خلاء پیدا ہوا جس کا پُر ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے جملہ متوسلین کو متعلقین اور علماء و عوام اہلسنت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صاحبزادگان والا شان کو اُن کا صحیح جانشین بنائے تاکہ حضرت کا مشن جاری و ساری رہے اور اُمت کی بہتری کا سامان فراہم ہوتا رہے۔ آمین!

ملتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا عبد القیوم ہزاروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ  
(جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

اخبار میں حضرت مولانا محمد یوسف علی صاحب گنیمت قدس سرہ العزیز کے وصال شریف کی خبر پڑھی۔ حضرت صوفی صاحب قدس سرہ العزیز نے مسلک اہلسنت کیلئے جس خلوص سے ایثار و قربانی اور جہاد فرمایا اور پھر ساری زندگی اسی جہاد میں صرف فرمائی، اس پر تمام اہلسنت اُن کے ممنون ہیں۔ اُن کے وصال پر تمام علماء کرام کو صدمہ اور پریشانی ہے کیونکہ اُن کا نعم البدل ملنا ناممکن ہے۔ میری اور جامعہ کے علماء اور طلباء کی طرف سے حضرت کے تمام اخلاف و پس ماندگان اور مریدین اور متعلقین کیلئے صبر و استقامت کی دُعا ہے اور حضرت کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اُن کیلئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخش فرمائے۔ آمین۔ حرمتہ النبی الامین ﷺ

از: حضرت مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب  
(دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگرہاں)

مجھے متعدد مرتبہ حضرت صاحب کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔ ہمارے دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں بھی تشریف لائے تھے۔ الحمد للہ حضرت کو دیکھ کر سکون ملتا تھا اور آپ کی زیارت کر کے سلف صالحین جیسی زندگیوں کی سیرت و کردار کا انقلاب نظر آیا۔ حضرت کا وصال اہلسنت کیلئے عظیم حادثہ ہے جس کی تلافی ممکن نہیں دُعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!



از:

حضرت علامہ مولانا سید محمد فاضل شاہ صاحب

(جزائوالہ)

(۱)

پیر طریقت شیخ کبیر، فخر سادات خطیب اسلام  
حضرت سید کبیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

(آستانہ عالیہ چورہ شریف، نزد کنال ویولتان روڈ لاہور)

مدتوں روتی ہے حسرت اہل چمن  
سالہا رہتے ہیں تر دیدہ چرخ کہن  
تب جا کر پیدا ہوتا ہے کوئی نخل گل بدن  
بایزید اندر خراساں یا اولیس اندر قرن

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ اِنِّیْ جَاعِلٌ

فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۝ ۲

ہر دو ارشادات خداوندی تخلیقِ انسان اور اُس کی عظمت اور وجہ تخلیق کے  
منصب حسین کے انکشاف گزار ہیں۔ ربِ قدیر نے حضرت انسان (جس کو خلیفہ  
مقرر فرماتا ہے اُس) کی تخلیق سے قبل مالک الملک واضح اعلان فرما کر اپنے مقررین  
ملائکہ کو حیران فرمادیا کہ اس تخلیق کو جو میری قدرت کا شاہکار ہے۔ اس کو آپ نے  
سجدہ کرنا ہے جب اس میں اپنی رُوح پھونک دوں۔

فرشتہ کہنے سے یا رب میری توقیر گھنٹی ہے

میں تو مسجود ملائکہ ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو

حضرت انسان سے کام لینے کے لئے جس راہنمائے برحق کو قدرت نے کب بنایا:

۱۔ التین: ۳۔ ۲ البقرہ: ۳۰۔

محقق عالم باعمل حضرت علامہ فہامہ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی  
حضرت حاجی علامہ یوسف علی گنجینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال بہت بڑا المیہ اور صدمہ ہے۔  
آپ صرف بات کہنے والے ہی نہیں بلکہ کر کے دکھانے والے تھے۔ ساری ساری  
رات اللہ اللہ کرنے والے مرد خدا تھے۔ اگر رات بارہ بجے جلسہ ختم ہوتا تو سوتے نہیں  
تھے بلکہ درود و وظائف میں ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ مطالعہ شروع فرماتے تو  
شدائستہ کی پرواہ ہوتی نہ کھانے کا فکر۔ آپ نے درویشانہ زندگی، گاؤں میں گزار دی۔

آپ اسلاف علماء کا بقیہ تھے۔ باقیات الصالحات۔ ایسے عالم ربانی کے  
بارے میں یہی آتا ہے کہ مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ۔ ایسے عالم باعمل کے  
بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسے عالم دنیا سے چلے جائیں تو چالیس دن  
آسمان اور زمین روتے ہیں۔ آپ کی ساری اولاد ماشاء اللہ باشرع صوم و صلوة اور  
تہجد کی پابند ہے۔ بڑے صاحبزادے حضرت پیر طریقت علامہ محمد اللہ دتہ یوسفی  
صاحب کی شکل میں حضرت صاحب نظر آتے ہیں۔

سید محمد فاضل شاہ



کیسا بنایا یہ راز کسی پر منکشف نہ آشکار  
یہ جانے بننے والا یا بنانے والا  
کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے شاہکار قدرت کی عظمتوں کے  
مظاہرے قدم قدم پر فرمائے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے ہر علاقے اور ہر ملک  
میں اپنے غلاموں کو خضر راہ بنا کر بھیجا اور سلسلہ تبلیغ چلتا رہا اور چل رہا ہے۔ وہ سلسلہ  
شنا سائے مزاج نبوت، ادب خوردہ نگاہ محبت سیدنا حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے بھی  
اپنی ذمہ داریاں نبھا کر ایک بے مثال محبوب کی تعمیل ارشاد میں بے مثال باب رقم  
فرمایا۔ وہی سلسلہ چلتا رہا اور توجہ صدیقی سے بے مثال شخصیات اس کائنات حیات  
میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہوتی رہی ہیں۔ تصوف کے پہلے سلطان حضرت  
خواجه بایزید بسطامی ہوں یا حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند گرامی ہوں، حضرت شیخ مجدد  
الف ثانی ہوں یا حضرت نور العارفین خواجه نور محمد ہوں یا مجدد العصر حضرت خواجه فقیر محمد  
گیلانی ہوں یا حضرت سید جماعت علی شاہ لاٹانی یا حضرت پیر سید علی اکبر شاہ ہوں یا  
حضرت الحاج محمد یوسف علی گھینہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہوں۔

حضرت گھینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی چورہ شریف میں آمد کا کیا منظر تھا، خطیب  
العالمین بابا زلفاں والی سرکار کے سالانہ عرس مبارک کی آخری نشست اپنے شباب  
پر ہے۔ حضرت مناظر اسلام مولانا محمد عمر مجددی اچھروی علیہ الرحمہ خطاب فرما رہے  
ہیں تو محفل میں مقتدر مشائخ عظام کرام صوفیا والا شان کا اجتماع کثیر سے یہ فقیر،  
مولانا اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے بعد، علامہ ابوالحقائق شیخ القرآن نازش  
اہلسنت کی ذات گرامی کے اعلان کے لئے اٹھا تو نظر پڑی کہ سب سے پیچھے،  
خاموش ایک پروقار وجہہ شخصیت جو بلا مبالغہ حیران کن وجاہت کے مالک ہیں، بیٹھے  
ہیں۔ فقیر نہ سکا دوستوں کو اشارہ کیا۔ آپ نے وہیں سے ہاتھ باندھ کر خاموشی  
سے ارشاد فرمایا مراد یہ کہ میں یہاں ٹھیک ہوں مگر اصرار کے بعد آپ سٹیج پر تشریف

لائے اتنے میں مجھے کان میں میرے خاندان کے عظیم سپوت الحاج الحافظ علامہ پیر  
علامہ نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی فاضل شخصیت ہیں۔ ان کا نام حاجی  
محمد یوسف علی گھینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے، فیصل آباد سے تشریف لائے ہیں، ان کا ہی  
اعلان کر دیں۔ فقیر نے اعلان کیا پس بابا حاجی تشریف لائے۔ علامہ ابوالحقائق نے بھی  
ارشاد فرمایا: بابا حاجی ذرا کھل کے ارشاد فرمائیں اور مدینے شریف پہنچائیں۔  
بس بابا حاجی جن کا سفید عمامہ لباس کی سادگی جسم کا جھکاؤ نہد شاخ پر میوہ سر بر  
زمین است کی منہ بولتی تفسیر عجز و انکساری ادب و محبت کا وہ پیکر دل نواز خطاب  
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۵ ۳ اللہ والوں سے وہ سوال  
کر (ذکر کرو) جس کا تم کو علم نہیں۔

اللہ نبی اولیاء بھر دیندے نے تو لیا  
ایساں نوں نہ جیڑا منے، انہوں ہو جاندا مانجھو لیا  
لے لے یارویں والے دا ناں  
تے ڈلی ہوئی تر جائیں گی

اجتماع میں عجب سماں بندھ گیا اور آپ نے خوب محفل کو گرمایا اور اسی کیف و  
مستی کے ماحول میں قبلہ والد گرامی زبدۃ الاصفیاء پیر سید محمد فضل شاہ صاحب رحمہ اللہ  
تعالیٰ نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے قاسم فیضان  
ہماقی کے قاسم درویش کے فیضان کو فیضان چورہ ای سے نواز کر آتشہ فرما دیا۔  
آپ لاہور تشریف لاتے تو عشاق کا جم غفیر ہو جاتا۔ ایک دفعہ فقیر کی علالت  
کی خبر سنی تو دین پورہ تشریف لائے جوڑا آستانہ عالیہ سے باہر اتار کر اندر تشریف لائے۔  
فقیر نے اشارہ کیا یا حضرت خیر ہے آپ آئیں، تو آپ نے رو کر فرمایا: حضرت جی ادب  
ای ایمان بچان دا ذریعہ اے اینوں بھڈیاں کچھ دی نکیں رہندا۔



آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا جس عقیدت میں ڈوبے ہوئے انداز میں آپ خطیب العالمین مجدد العصر بابا جی فقیر محمد علیہ الرحمہ کے حضور معروضات گزار رہے وہ انہی کا حصہ ہے ورنہ بڑے بڑے جید خلفاء انہی کے نام کی خیرات کھا رہے ہیں۔ ان کے جانشینوں نے حق نمک خوری بھی ادا نہ کیا بلکہ اپنے اسلاف کی کرامتوں کی کتابیں بھردیں اور اپنے محسن و مربی کا اتنا اظہار کیا کہ آپ بابا جی چورائی کے ہاتھ میں بیعت تھے۔ (بس)

حاجی صاحب کی شخصیت ہمہ صفت موصوف احباب کے لئے ہمدرد رفیق روحانی بیماروں کے لئے بے مثال روحانی طبیب، دکھیوں کے لئے شفیق اور اپنے پیر خانہ پر حاضر ہوں تو مخلص ترین مرید اور اپنے عشاق کے حلقے میں عالی مرتبت پیر، آپ کو مولائے قدس نے نہایت نعمتوں اور عظمتوں سے نوازا ہے۔ وہ تمام پاکیزہ صفات قدسیہ جو ایک اچھے انسان، صوفی کامل کیلئے ہونی چاہئیں، رب قدیر کے فضل و کرم سے حضرت قبلہ بابا جی محمد یوسف علی گینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود تھیں۔ آپ نے کچھ دیر قیام کے بعد تشریف لے جاتے وقت فرمایا حضرت جی قبلہ بابا جی سرکاری اولاد پاک میں میرا بیگ بردار روحانی جو یونیورسٹیوں سے پڑھ کر میرے دامن سے وابستہ ہے خیال فرمانا اور اس کو بہت بڑا صوفی اور رہنما بنانا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کی زبان دُنیا کے سامنے فیض رساں ہو۔ اللہ کریم کے فضل سے جس عقیدت اور پختہ عقیدت کے ساتھ گینہ صاحب کی تعمیری اور اصلاحی خواہشات کے تعمیلی مراحل کی طرف حضرت العلام محمد منیر احمد یوسفی صاحب بڑھ رہے ہیں نہ آرام نہ صحت کا خیال دُنیا کی جاہ اور حرص سے تو پہلے ہی اُن کی عجز و انکساری اور شیخ کامل کی توجہ سے پاک فرما دیا ہے۔ اب علالت کے باوجود ذکر مجددی اور اصلاح انسانیت کے لئے رواں دواں ہیں۔ اللہ کریم بہ تصدق نبی کریم رُوف و رحیم ﷺ آپ کو زندگی اور صحت دے اور خولجہ چورائی کے فیضان کے قاسم آمین رہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

حضور یہ منیر احمد یوسفی صاحب ہیں۔ دُنیا کی تعلیم تو اس نے کافی حاصل کر لی لیکن آپ دھیان فرمائیں۔ ربُّ العزت ان کے ذمہ کوئی اور ڈیوٹی لگانا چاہتا ہے اور اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کے دسین متین کی ذمہ داری سونپنا چاہتا ہے۔ بس اب دُعا فرمائیں ربِّ قدیر اپنے محبوب سراج منیر کے صدقے ان کے لبِ تنویر کو مزید روشن ضمیر اور زلفِ رسول ﷺ کا اسیر بنادے۔

حضرت قبلہ علامہ مولانا پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا چورائی اور علی پوری فیض اپنے روحانی جانشین پیر منیر صاحب کو منتقل فرما گئے اور اس فیضانِ شیخ کو اعلیٰ ظرفی سے پیر منیر صاحب تعلیم فرما رہے ہیں۔

اور بالخصوص غیروں کی سازش جو مدتوں تحریک کے روپ میں قدغن لگا رہی ہے۔ درگاہ کو خانقاہ سے الگ کیا جا رہا ہے لیکن خلیفہ مجاز صوفی منیر احمد یوسفی صاحب درگاہ کو خانقاہ سے وابستہ رکھنے کے لئے دن رات مصروفِ عمل ہیں۔ اللہ کریم بہ تصدق نبی کریم رُوف و رحیم ﷺ، میرے خولجہ چورائی کے فیضانِ قاسم کو صحت کاملہ دے اور ہر چشمہ فیض جاری و ساری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد کبیر علی گیلانی مجددی چورائی



از: استاذ الکل فی الکل حضرت مولانا محمد منشاء تائبش قصوری صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے ۱۹۵۴ء میں اپنے بھائی جان الحاج چوہدری محمد دین صاحب قادری مدظلہ کی معیت میں مناظر اسلام مولانا علامہ محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ کی افتاء میں قصور شریف جمعۃ المبارک ادا کرنے کی سعادت حاصل رہی۔ وہاں حضرت پیر طریقت حامل علم لدنی حضرت مولانا حاجی محمد یوسف علی گینہ فانی المدینہ علیہ الرحمہ کی زیارت و ملاقات کے مواقع فراہم رہے۔

مناظر اسلام علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ گیارہ بجے تک مسجد میں تشریف لے آتے اور اعتکاف کی نیت سے نوافل ادا کر کے سفید چادر لئے لیٹ جاتے، نعت خوانی کے لئے حضرت گینہ صاحب علیہ الرحمہ قبل از اذان جلوہ افروز ہوتے، حوض سے تازہ وضو فرماتے اور پھر نہایت دلکش، دلنشین، ایمان افروز، روح پرور اور پُر درد آواز سے اذان پڑھتے، ایک ایک کلمہ دل میں اترتا جاتا، مسجد نعت و خطاب سے پہلے ہی بھر جاتی۔

مناظر اسلام علیہ الرحمہ نہایت سادہ اور متواضع شخصیت تھے، سفید لباس، سفید دستار، ہاتھ میں عصا، بعض اوقات تو لوگ محسوس کرتے ممکن ہے مولانا آج تشریف نہ لائے ہوں، وہ آپس میں باتیں کرتے۔ انتظار میں محو ہوتے۔ معاً اثناء میں مولانا عام سی صفوں سے چادر لپیٹتے اور تازہ وضو کے لئے حوض پر جلوہ افروز ہو جاتے۔

اسی دوران حضرت گینہ صاحب مائیک سنبھالتے اور خاص ترنم سے درود شریف کا ورد کرتے، پھر نعت شریف پڑھتے، مجمع پر عجیب سی کیفیت طاری ہوتی، لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، ساتھ ساتھ نعروں کی گونج سنائی دیتی رہتی۔ یہاں تک کہ مناظر اسلام منبر شریف کو مزین فرماتے۔

راقم السطور نے بعض اوقات علامہ محمد شریف نوری قصوری علیہ الرحمہ کے ان زیارت کے بعد نعت شریف سننے کا فیض پایا۔ صوفی محمد اسماعیل نقشبندی قصوری، مولیٰ محمد دین صاحب نقشبندی حیدری قصوری، مقبول ترین ثناء خواں مصطفیٰ ہوئے، اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت سے بہرہ مند فرمائے، یہ دونوں حضرات علی پور سیداں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ سے بیعت کا قرب رکھتے تھے۔ کبھی کبھی ان کے ہاں حضرت گینہ علیہ الرحمہ بھی تشریف لاتے، بڑی کلمہ محافل تھیں۔ اُس زمانے کے یہ نعت خوان، نعت گو عملاً بڑے پختہ تھے، انصورت پیکر، ہر ایک کا چہرہ سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سجا ہوتا۔ جسمانی حالت میں حسن نمایاں تھا۔ عشق مصطفیٰ ﷺ اُن کے سراپا میں عجیب نکھار پیدا کرتا، مہین کرام بھی دولت محبت سے اپنی جھولیاں بھر لیتے۔

آج کل کے نعت خوانوں کے لئے اُن کی سیرت مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہے۔ میری عمر زیادہ نہیں تھی تاہم حضرت گینہ صاحب علیہ الرحمہ کا سراپا آج بھی میرے تھوڑے کو منور کر رہا ہے۔ وہ اپنے کردار اور اخلاق میں بلند تھے۔ روپے پیسے بے نیاز نعت خوانی کرتے بلکہ دیگر ثناء خوان حضرات کی حوصلہ افزائی اپنی جیب سے فرمایا کرتے۔ اُن کی آنکھیں ہر وقت تلاش محبوب میں محو رہتیں۔ ثناء خوانی کے وقت اُن پر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی جس سے مجمع پر بے حد اثر ہوتا۔ حاضرین و سامعین کی آنکھیں بھی نمناک ہو جاتیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے جو کچھ دیکھا، سنا لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے روحانی فیوض و برکات سے زمانے بھر کو مستفیض فرماتا رہے۔ آمین ختم آمین۔ بجاو طوبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

محمد منشاء تائبش قصوری

۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور



ابو صاحب رحمہ اللہ علیہ کے سایہ میں گزارہ۔

قبلہ حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سید الاولیاء، زینت العلماء جلوہ  
ابو صاحب شیخ المشائخ ابو طیب مولانا سید علی اصغر شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے  
مکتب پرست پر بیعت تھے۔ نہایت ہی منکسر مزاج اور سادہ لوح و رویش منش فقیر  
تھے۔ ہوشریعت و طریقت میں بالغ ہونے سے لے کر موت کے وسیلہ سے رب  
میں داخل ہونے تک نفس امارہ کی تمام تر خباثتوں اور گناہوں کی علامتوں  
کو مٹا رہے یا پھر یہ کہوں کہ دور کر دیئے گئے تھے یا پھر یہ کہوں کہ ان کے قالب  
میں حسنات کا اس قدر ذخیرہ تھا کہ سینات کی وہاں گنجائش نہ تھی۔ ایسے ہی لوگوں  
کو رحمت کائنات ﷺ کا ارشاد ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے: السَّعِيدُ مَنْ  
كَانَ فِي بَطْنِ أَهْلِهِ سَعِيدًا ۱۔ ”سعادت مند اپنی ماں کے پیٹ میں ہی سعادت  
مندی تک بخت ہوتا ہے۔“ قبلہ حاجی صاحب علیہ الرحمہ کے بچپن یا زمانہ طفولیت کا  
یہ الحروف کو علم نہیں ہاں سنا گیا ہے قبلہ حاجی صاحب گینہ علیہ الرحمہ کو ابتدائی عمر میں  
ابو رسول ﷺ کا محبوب ذکر اس قدر محبوب و مرغوب تھا کہ ثناء مصطفیٰ ﷺ کو  
انہوں نے عبادت سمجھ کر اپنایا۔

حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ”جامع صغیر“ میں یہ حدیث نقل  
کرتے ہیں: ذِكْرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ ۲۔ ”انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر خیر کرنا  
عبادت ہے۔“ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کو جس اخلاق اور شوق  
سے اپنایا جسے آپ کے ذوق سلیم کے کمال نے ذکر نبی ﷺ کو آپ کا مال  
فرمایا۔ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا حال اس پر شاہد ہے۔ آپ نے ہمہ وقت ذکر  
ﷺ کو اپنے مریض عشق دل کا طیب بنالیا تھا۔ یہ ایسا حال ہے جو قال میں  
۱۔ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۰۷، حدیث نمبر ۴۹۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۳۔ ۲۔ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۰۷، حدیث نمبر  
۴۹۱، ۳۳۳، جلد ۱ ص ۱۵، حدیث نمبر ۴۳۳۸، جلد ۱ ص ۱۵، حدیث نمبر ۹۱۸، حدیث نمبر  
۴۳۳۸، کشف الخفاء للعباد جلد ۱ ص ۴۱۹، حدیث نمبر ۱۳۴۵۔

از: حضرت علامہ مولانا ابوالضیاء مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ العالی

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى نُورِهِ الْقَدِيمِ وَعَلَى آلِهِ  
وَأَصْحَابِهِ وَعُلَمَائِهِ مَلَّتِهِ وَأَوْلِيَائِهِ مَلَّتِهِ أَجْمَعِينَ. أَفَابَعُدُ فَأَعُوذُ  
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَمَنْ  
أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ ۱۔

”اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی طرف  
بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔“ اس آیت مقدسہ میں احباب فکر و نظر تمام  
اہل اسلام کا ہر فرد داخل ہے۔ کما فی تفسیر روح البیان و تفسیر کبیر و تفسیر صاوی و حُكْمُ الْآيَةِ  
عَامٌ لِكُلِّ مَنْ جَمَعَ مَا فِيهَا مِنَ الْخِصَالِ الْحَمِيدَةِ الَّتِي هِيَ  
الدَّعْوَةُ وَالْعَمَلُ وَالْقَوْلُ ۲۔ ”اور اس آیت مبارکہ کا حکم عام ہے۔ جس شخصیت میں  
یہ خصائل حمیدہ جمع ہو جائیں دعوت الی اللہ دینا اور عمل صالح اور اچھا قول تو وہ اس کا  
مصدق ہے۔“ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کو رقم کرنے کی غرض و غایت یہ  
ہے کہ مولانا تعالیٰ کے اُن محبوب و مقبول بندوں میں سے جو باری تعالیٰ کی ذات کی  
طرف دعوت دیتے ہیں اُن میں سے کسی ایک ذاعی الی اللہ اور عارف باللہ  
وَعَالِمٌ بِأَحْكَامِ اللَّهِ کی تصویر دکھائی جائے۔ ایسی شخصیت جس کی زمانہ قریب  
میں اکثر لوگوں نے زیارت کے ساتھ ساتھ کچھ ساعتیں صحبت بھی اختیار کی ہو۔ کیونکہ  
خبری علم اور نظری علم میں نمایاں فرق ہے۔ مسکن علی پور شریف اُن کی طاہر مطہر اولاد  
میں سے آپ کے پوتے قطب زمان رشک قدسیاں وحید العصر سایہ حیدر بیچر سید علی  
۱۔ تم السجدة ۳۳۔ ۲۔ تفسیر روح البیان جلد نمبر ۸ ص ۲۵۷۔



نہیں آسکتا۔ کیونکہ قال پینے کی چیز ہے اور حال چکھنے کی شے ہے۔ محترم حاجی محمد صاحب علیہ الرحمہ ذکر محبوب ﷺ بصورت نعت خوانی اس محویت واستغراق کیفیت میں کیا کرتے کہ آپ ذکر وذاکروند کوریکے گرد وکا مصداق نظر آتے تھے گلوکاری یا علم موسیقی کا اس میں کوئی دخل نہیں تھا۔ علم موسیقی کا راگ الاپنے والے لوگ ہیں اور علم حقیقی کا راز جاننے والے لوگوں میں سے حقیقت آشنا شخصیت محمد صاحب علیہ الرحمہ تھے۔ جنہیں نعت رسول ﷺ پڑھتے ہوئے سامعین و ناظرین کا موسیقی وجد نہیں بلکہ حقیقی وجد نصیب ہو جاتا تھا اور دیکھنے والوں کو حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نعتیہ کلام اور محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پڑ و قار مقام نظر میں آ جاتا تھا۔

وہ نفوسِ قدسیہ جنہوں نے سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت خوانی کی ہے اُن میں سے چند اکابر کے اسمائے گرامی امام بوصیری، شیخ سعدی شیرازی، مولانا روم، پیر جامی، شیخ عطار، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، امام اہلسنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ اور حاجی پیر محمد یوسف علی گندین رحمہ اللہ تعالیٰ، یہ وہ احباب ہیں جن کے اجسام پر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت و شریعت کا انعام تھا اور اُن کے قلوب مدینہ منورہ کے چاند علیہ السلام کی ضیاء پاشی سے منور و معمور تھے جیسا کہ کسی الملہ نے کہا ہے۔

رنگ او برکن مثال او شوی  
در جہاں ہم چوں وصال او شوی

”محبوب کے حسن و جمال کے رنگ سے اپنے آپ کو رنگین کرے؟  
پھر جب تو خود کو دیکھے گا تو تجھے وصالِ محبوب ہو جائے گا۔“

محترم حاجی محمد یوسف علی گنیدہ صاحب علیہ الرحمہ نے سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے انوار اور روح کائنات کے اسرار میں گم ہو کر محبوب

عقلمند کی شہداء خوانی اس کثرت سے کی کہ ملکہ پاکستان کے اکثر و بیشتر گویا گواہ ہیں۔ الشفاء للقاظمی عیاض علیہ الرحمہ میں ہے۔ مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا كَثُرَ ذِكْرُهُ ”جس کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے وہ اُس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔“ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہونے کی علامت ہے۔ حاجی صاحب علیہ الرحمہ کا حال یہ تھا۔

☆ محمد ☆ کرینڈے گذر گئی  
☆ نام سوہنا پکیڈے گذر گئی

حضرت نے اپنے شیخ کامل شہنشاہ ولایت، حضرت العلام پیر سید علی اصغر شاہ رحمہ اللہ علیہ کے وسیلہ جلیلہ سے سرور کوٹھن، رسول الطہلین، نبی الحرمین، امام ویسٹانی الدارین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تصور و تصویر میں غلشی بہ قدیر کو پایا۔ گویا قاصد کو مقصود، طالب کو مطلوب، محب کو محبوب اور حامد کو مال کو پھول اور امتی کو محبوب رسول ﷺ مل گیا۔ صاحب قال کو حال نصیب والی حالی نظر آنے لگے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں جسے لطائف سے کہتے ہیں یعنی ہاری و ساری ہو گئے تو قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ العزیز ذکر کی برکت سے پہنچ گئے۔ یہ علامت کامل اولیاء اور مکمل صوفیاء کی ہے۔ اصطلاح صوفیاء میں کی تعریف ان الفاظ میں جیسا کہ غیاث اللغات میں ہے: (از خواہش نفسانی و اشیا عالم را مظهر حق دانستن) یعنی: ”اپنی خواہشات نفسانی سے پاک والے اور تمام کون و مکاں کو حق تعالیٰ کا مظہر جاننے والے کو صوفی کہتے ہیں۔“

میرے دوست محترم حاجی محمد یوسف علی ٹنگینہ علیہ الرحمہ اس وصف سے من  
الوجہ بہرہ ور تھے اور محبوب کی رحمت والی نگاہ نے علوم طریقت و شریعت  
کو لے کر آپ بظاہر اُمتی تھے یعنی کسی اُستاد یا معلم سے تعلیم یافتہ نہیں تھے۔

جلد ۱ ص ۲۳۵، حدیث نمبر ۱۸۲۹، کشف الخفاء للعجلونی جلد ۲ ص ۲۲۲ حدیث نمبر ۱۰۰۰۰، والد یلی عن عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً۔ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔



قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:- هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۶

”وہی ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتے ہیں اور بے شک وہ لوگ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔“

مذکورہ بالا آیت کا مورد خاص ہے اور حکم عام ہے کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت شریفہ میں آپ ﷺ کے محبوب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر قیامت تک کے مومنین و اہل اسلام داخل ہیں تو جس خوش قسمت مومن کا تذکرہ ہوا اور کتاب و حکمت یا سنت کے علوم حاصل ہوئے یہ سب علوم علماء کو باری تعالیٰ کے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت و عطاء ہی سے حاصل ہوئے اور ہوتے رہیں گئے۔

تمام علماء کا علم بھی عطائے رسول ﷺ ہے اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے جمع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم بھی عطائے محبوب ﷺ ہے۔ فرق اتنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبوب رسول ﷺ سے بغیر کسی واسطہ و وسیلہ کے تمام علوم حاصل کئے اور تمام بھی سرور کائنات ﷺ سے ہی علوم حاصل کرتے ہیں لیکن علماء صلحاء کے واسطے سے قرآن پاک کی اس آیت مقدسہ سے ثابت ہوا کہ عطائے مصطفویٰ ﷺ پہلے ہر کوئی ان پڑھ تھا جس جس پہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر پڑی ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے، وہ جمع اہل اسلام کا معلم بن گیا۔ انہی وہ نہیں ہوتے شریعت و طریقت کا علم حاصل نہ ہوں بلکہ انہی لقب ایسا ہے جس کا معنی علماء نے ہے کہ وہ زمانے کے معلمین سے علوم حاصل نہ کرے بلکہ وہ علوم کے حصول میں عالمین جل شانہ یا پھر حضور رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی محتاج ہو۔ تو اگر حاجی یوسف علی گینہ قدس سرہ العزیز کو رب العزت نے اپنے فضل اور اپنے کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے وہ علوم عطا کئے جو ظاہری علماء کو نصیب نہیں۔ آپ علوم طریقت و شریعت کے پر وقار محقق و ماہر تھے۔ اس امر پر محدث اعظم پاکستان معلم العلماء الراشدين سيد العارفين امام المحدثين حضرت مولانا ابوالفضل محمد سرمد راجہ قدس سرہ العزیز کی شہادت ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مرتبہ قبلہ محدث پاکستان علیہ الرحمہ کی خدمت میں ”صادق آباد“ سے بعد احباب آئے عرض کیا کہ ہمیں محقق قسم کا عالم دین، میلاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں درکار ہے تاکہ اگر آغیار کوئی سوال کریں تو ان کا محققانہ انداز میں جواب دے سکے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ ہمارے حاجی محمد یوسف علی گینہ علیہ الرحمہ بہت بڑے محقق ہیں۔ انہیں دعوت دے دو۔ ان میں سے ایک مولوی صاحب کہنے لگے یہ حاجی صاحب انہی ہیں۔ جواباً محدث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ انہی کا یہ معنی نہیں جو آپ کہتے ہیں، ہمارے حاجی صاحب نبی الامی ﷺ سے علم لدنی سے مالا مال ہیں۔ مالک و شبہ حاجی صاحب اس نعمت کے حامل کامل تھے۔

سیدنا سید الاخیار دارہ ولایت کے شہر یار سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِذَا طَلَبْتَ مِنَ اللَّهِ بِالْصَّدَقِ الْمَطَاكَ مَرَاةً تَنْظُرُ فِيهَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ”جب تو صدق و اخلاص سے باری تعالیٰ کا طلبگار بن جائے تو مولا تعالیٰ تجھے ایسا آئینہ عطا فرمائے گا جس میں تجھے دنیا و آخرت کے عجائبات نظر آئیں گے۔“ معلوم ہوا کہ اولیاء کاملین کو ایسا آئینہ عطا کیا جاتا ہے جس میں دنیا و آخرت کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ یہ علم لدنی ہے جسے رب العزت اپنے بعض دوستوں پر منکشف فرماتا ہے۔ ان صاحب کشف لوگوں میں سے حاجی گینہ صاحب علیہ الرحمہ بھی ہیں جنہیں اس نعمت سے نوازا گیا۔ ایک مرتبہ فاضل جلیل علامہ سید پیر عباس علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فاروق آباد (سابقہ نام چوہڑکانہ) ضلع شیخوپورہ میں راقم الحروف اور قبلہ حاجی گینہ



صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بسلسلہ بڑی گیارہویں شریف مدعو کیا جب رات کو محفل کا آغاز ہوا تو پیر عباس علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختصر سا تعارف بیان فرمایا، دوران بیان شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے رسول عطا فرمایا تو رسول اعظم ﷺ اور امیر المؤمنین عطا کیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اگر ہمیں امام عطا کیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ اور اگر پیر عطا کیا تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس دوران میں ایک شخص نے لکھ بھیجا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیر صاحب کون تھے؟ اور ان کی بیعت کس شیخ سے تھی؟ تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجتہدین کو بیعت کی ضرورت نہیں ہوتی تو اس شخص نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر کہا کہ شاہ صاحب یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ مجتہد کیلئے کسی شیخ کی بیعت کی ضرورت نہیں، تو عباس علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ میں نے صحیح جواب نہ دیا ہو تو انہوں نے راقم الحروف کا اور محترم حاجی صاحب کا نام لے کر کہا کہ یہ ان کا موضوع ہے وہ مذکورہ سوال کا جواب دیں گے تو معاً بعد انہوں نے حضرت پیر حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اعلان کر دیا۔ حضرت نے بیان شروع کرتے ہی فرمایا کہ پیر عباس علی شاہ صاحب کا ایسا فرمانا ان کے علم و فضل کے منافی نہیں آج کا اجتماع اگر سوال و جواب کا ہی ہے تو جس کا دل چاہے اور جو بھی سوال کرے یہ فقیر اس کا جواب دے گا۔ جس شخص نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیر یا شیخ طریقت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ کون ہے؟ تو سنو! وہ شیخ قطب عالم سیدنا و مولانا ابی الدار بن زینب اہل بیت رسول گلستان نبوت کے پھول سید ابراہیم بن حسن بن حسن مجتبیٰ علی جدہ علیہم السلام اجمعین ہیں ”کمانی منتخب توارق“ اور ”اسعاف الراغبین“۔ یہ حوالے سن کر سائل مطمئن ہو گیا۔ حاجی صاحب فرماتے رہے کچھ اور سوال کرو مگر کسی شخص میں سوال کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ راقم الحروف نے یہ چند کلمات یا چند حروف نہایت دیانتداری سے بطور ارادت بصورت تذکرہ امین علم لدنی حضرت حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سپرد قلم کئے ہیں اس بناء پر کہ حدیث نبوی

ﷺ میں ہے ”تَنْزُلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ“ ”اولیاء اللہ کے ذکر سے باری تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے“۔ ”الاعلان بالتوبخ امام سخاوی“ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا تذکرہ مولانا تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا باعث ہے۔ اس سے دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔

رحمت کبریٰ کے حصول میں محترم حاجی گینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ کے بہانے رحمت حق کا نشانہ کرنے کی جسارت کی ہے۔ مجھے اپنی علمی اور عملی بے باستگی کا پورا اعتراف ہے کہاں یہ بے مایہ اور کہاں وہ رحمت حق کا سایہ:

گرچہ ناپاکم و لیکن دل پاکان بستہ ام  
در بہارستان عالم رشتہ گلدستہ ام

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلِيَائِهِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ



حضرت پیر محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالی

از:

(صدر مہتمم و سجادہ نشین جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ ٹرسٹ)

چمنستان محدث کبیر پاکستان دربار شریف روڈ اعظم آباد فیصل آباد

مکرمی جناب منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے) مدیر اعلیٰ "ماہنامہ سیدھا راستہ" لاہور  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گنیزہ اہل سنت پیر طریقت حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گنیزہ رحمہ اللہ تعالیٰ  
کے میرے ساتھ گزرے ہوئے خوش گوار لحظات کی تحریر شدہ چند یادیں لف ہیں۔

اسرار کائنات سے خالق کائنات ہی واقف ہے کہ اُس نے کیا بنایا ہے؟ کیسے  
بنایا ہے؟ کس لئے بنایا ہے؟ کب بنایا ہے؟ اُس جیسا کوئی جاننے والا نہیں۔ ہر کوئی  
وقت کی قید میں ہے جس کام کا جو وقت مقرر ہے وہ اُس سے ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں  
ہو سکتا۔ ہاں، جتنا کچھ اُس نے کسی کو عطا فرمایا ہے، وہ اُس کی رحمت ہے۔ اُس کی  
رحمت کو اُس کے بندوں کی بھلائی کے لئے استعمال کرنا ہی خلافتِ الہیہ کا تقاضا ہے۔  
اگر ایسا نہ کیا جائے تو معاشرہ روحانی اور مادی دونوں طرح کی مفلسی، بخل اور افراتفری کا  
شکار ہو جاتا ہے۔ ہمارا اپنا معاشرہ اس کی بدترین مثال ہے۔

اسی طرح جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اُس کے والدین سمیت کوئی بھی اس  
بات سے آگاہ نہیں ہوتا کہ اس کی زندگی صراطِ مستقیم پر گزرے گی یا گمراہی میں سوائے  
خالق کائنات کے یا اُن لوگوں کے جنہیں اُس نے نظر عطا فرمائی ہے۔ پھر اُس بچے کی  
تربیت کی جاتی ہے۔ تربیت کے بے شمار ادارے ہیں۔ ماں کی گود ہے، ماحول ہے،  
معاشرہ ہے، حادثات، سانحات اور واقعات ہیں۔ کوئی سیدھا چلتے چلتے بھٹک جاتا

ہے اور کوئی بھٹکا ہوا صراطِ مستقیم پر آ جاتا ہے۔ انسانی ذہن ہر قسم کا اثر قبول کرتا ہے،  
اثر طیکہ ذہن بیمار نہ ہو۔ اگر کوئی چیز ذہن پر اثر انداز ہی نہ ہو سکے تو پھر راستہ بدلنا ممکن  
نہیں ہوتا۔ اس کے بغیر حصول مقصد ناممکن ہے۔ زندگی سادگی و جامد ہو جاتی ہے۔  
ارتقاء رک جاتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ تعلیم کیسی ہے، یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ یہ  
دور علم کا ہے۔ آج کے معاشرہ میں کوئی اُن پڑھ تلاش کرنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے کبھی  
کسی پڑھے لکھے کو تلاش کرنا مشکل تھا۔ اُس دور میں بچوں کی تاریخ پیدائش، موسموں،  
فصلوں، میلوں اور بعض خاص واقعات کے حوالے سے یاد رکھی جاتی تھی۔ گھروں میں  
بھی شاذ و نادر ہی ایسے اندراج کا اہتمام ہوتا تھا، اس لیے ہمیں تذکروں یا تاریخ کی  
کتابوں سے بے شمار بڑے انسانوں کی تاریخ پیدائش دستیاب نہیں ہوتی۔

حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گنیزہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ چند  
ناقابل فراموش یادیں تحریر کرتا ہوں۔ حضرت علامہ محمد یوسف علی گنیزہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے  
میرے ساتھ ہی میرے والد محترم حضور قبلہ محدث کبیر پاکستان حضرت علامہ شیخ  
الحدیث غلام رسول قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دورۂ حدیث شریف مکمل کیا۔  
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ والد محترم نے ملتان شریف کے ایک دینی جلسہ کی صدارت کے  
لیے مجھے، علامہ حاجی محمد یوسف علی گنیزہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور محترم صائم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ  
کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ ملتان سے ہمارے مریدوں نے بہ اصرار مجھے مظفر گڑھ  
جانے کی دعوت دی۔ میں نے ان دونوں حضرات کو بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا تو  
حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گنیزہ کو محترم صائم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گنیزہ  
صاحب درس حدیث کا ناغہ ہو جائے گا۔ پیر فضل حق کو مظفر گڑھ جانے دیں ہم فیصل  
آباد چلتے ہیں۔ میں نے کہا کہ بخاری شریف کی عبارت تو میں پڑھتا ہوں، میں ابھی  
قبلہ آبا جان کو فون کرتا ہوں کہ ہمیں مظفر گڑھ دعوت پر جانے کے لئے ایک دن کی چھٹی  
مرحمت فرمادیں تو حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گنیزہ رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب



نے فوری طور پر جواب دیا کہ چشتی صاحب، پیر فضل حق صاحب میرے استاد زادے بھی ہیں اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نواسے بھی ہیں اور محدث اعظم پاکستان عاشق رسول ﷺ تھے اُن کو برطابق سنت نبی پاک ﷺ نواسوں سے بہت پیار تھا تو ایمان کا تقاضا یہ ہے ایک بڑے محدث کے نواسے سے پیار کرنا سنت رسول ﷺ اور نبی پاک ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ خیر!

ہم مظفر گڑھ کی طرف روانہ ہوئے مولانا عبدالقوی ہمارے مرید تھے اُن کو جب معلوم ہوا کہ پیر محمد فضل حق صاحب معہ رفقاء مظفر گڑھ تشریف لارہے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ موضع گوہ پور علاقہ رہلانوالی کے مقام پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ حضرت علامہ حاجی یوسف علی گھینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب مناظرہ کی آواز سنی تو فرمانے لگے کہ حضور پیر صاحب آج اس بندۂ ناچیز کو اجازت فرمادیں تو میں اس مناظرہ میں شامل ہو جاؤں۔ میں نے کہا کہ حضور یہ مسلک اہل سنت کا معاملہ ہے آپ اس میں ضرور شامل ہو کر مسلک اہل سنت کی ترجمانی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے عقائد اہل سنت و مسائل حنفیہ اور حضور نبی کریم ﷺ کے معاملہ پر آیات و احادیث اور عقلی و نقلی دلائل قاہرہ کی برسات فرمائی تو مسلک اہل حدیث کے مولانا سعید احمد چروڑوی زنج ہو کر رہ گئے اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے۔ حضرت علامہ حاجی محمد یوسف گھینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج میں نے خادم اہل سنت ہونے کا حق ادا کر دیا۔

ایک دفعہ میری اور حضرت پیر طریقت علامہ حاجی محمد یوسف علی گھینہ رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کی درج ذیل سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

**سوال:** مردانِ حق کون ہیں اور پیری کن کے لیے مسلم ہے؟

**جواب:** مردانِ حق وہ ہیں جو شیطان کی دسترس سے نکل آئے ہیں۔ اور امام و مقتدا ہو گئے ہیں۔ پیری اُن کے لیے مسلم ہے۔ مردانِ حق وہ ہیں جو بارگاہِ خداوندی کو

انتخاب کئے ہوئے ہیں اور دنیا کو لات مارے ہوئے ہیں۔

**سوال:** اگر کوئی چاہتا ہے کہ اُس سے ایسے کام ظہور میں آئیں جو شیطان نہ ہوں تو وہ کیا کرے؟

**جواب:** اُس کو چاہئے اپنے کام کی باگ ڈور ایسے مردانِ حق کے ہاتھ میں دے کہ جن کا نام ”اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ“ کے دفتر میں درج ہو تاکہ وہ تمہیں ہدایت دیتے رہیں کہ یہ کام کرو اور وہ کام کرو۔ کیونکہ اُن کی ہدایات اور اُن کے احکام شیطان کے احکام نہیں ہوتے۔ اس لیے کہ ابلیس کو اُن تک راہ نہیں ہے۔ اُن کے دل سے جو فرمان صادر ہوتا ہے وہ سب رحمانی ہوتا ہے، شیطان نہیں۔

**سوال:** اگر کوئی یہ سوال کرے کہ دنیا میں کوئی ایسا بھی ہے جس تک شیطان کی پہنچ نہ ہوئی ہو؟

**جواب:** کوئی شخص شیطان سے نہیں بچا اور نہ چھوٹا۔ لیکن شیطان کے خاص قبیح اور اُس کی رعایا وہی لوگ ہوتے ہیں جو اُس کی ہر بات مانتے ہیں اور مردانِ حق جو کبھی کبھی ابتلاء کے طور پر شیطان کی چوٹ کھا جاتے ہیں۔ وہ پھر شیر کی طرح بھر کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کی تمہارا ایک خاص گھوڑا تمہاری سواری ہے اگر تمہارا غلام تھوڑی دیر کے لیے اُس پر بیٹھ کر اُس کو پانی پلانے کے لئے لے جائے تو کیا اتنی دیر اُس کی سواری میں رہنے کے سبب گھوڑا اُس کا ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم نہیں ہوگا۔

**سوال:** کیا پیر معصوم ہوتے ہیں؟

**جواب:** معصوم ہونا پیر کے لیے شرط نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ وہ راہِ خداوندی طے کئے ہوئے ہوں اور کاموں کی حقیقت تک اُن کی نگاہ پہنچی ہوئی ہو مثلاً تم اگر چاہو کہ کسی سے علم حاصل کرو اُس کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو بلکہ شرط یہ ہے کہ اُس علم کا وہ



ماہر ہو۔ معصوم ہونا، انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے پیروں کا نہیں۔

**سوال:**۔ مردانِ خدا کی صفات کیا ہیں؟

**جواب:**۔ مردانِ خدا کھاتے بھی ہیں، سوتے بھی ہیں، پینتے بھی ہیں، بال بچے بھی رکھتے ہیں، اور بازار میں بھی جاتے ہیں۔ ظاہر پرستوں کی نگاہ ظاہری حال پر ہوتی ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھتی لیکن وہ دولت عظمیٰ جو مردانِ خدا اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں جہاں ہم کو تم کو اور ہم جیسے سارے لوگوں کو راہ نہیں۔

**سوال:**۔ کیا ایک وقت میں ایک ہی مرد کامل ہوتا ہے؟

**جواب:**۔ یہ شرط نہیں کہ سارے جہان میں ایک وقت میں مرد کامل بھی ایک ہی ہو یہ بھی شرط نہیں کہ وہ شہر میں ہی ہو۔ یہ بھی روا ہے کہ وہ دیہات میں ہو۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ دیہات میں رہا کرتے تھے اُن کے کمال کا وہ مرتبہ تھا کہ ہزاروں سال آتے جاتے رہیں پھر بھی اس کا احتمال ہے کہ اُن کے کمال تک کوئی پہنچے یا نہیں (اللہ جسے چاہے اپنے فضل سے جتنا دے) اگر کوئی یہ کہے کہ یقیناً اُن میں کوئی ایک کامل تر ہوگا۔ تو کہو کہاں ہو سکتا ہے؟ دس بیس تیس چالیس اور اس سے بھی کم و بیش ایک ہی جگہ ہوں لیکن اسے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں صاحبانِ کشف جن کو کشف کامل ہو وہ معلوم کر سکتے ہیں۔

**سوال:**۔ کیا کہتے ہیں اس بارے میں کہ خداوند تعالیٰ کی معرفت بندے کو بغیر پیر کے حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں؟

**جواب:**۔ اس معرفت سے مراد اللہ کی ہستی اور یکتائی ہے تو اس کا حصول بغیر پیر کے خود عقل سے ممکن ہے۔ اگر اس معرفت سے وہ کمالات مراد ہیں جو معرفتِ خداوندی میں اُس راہ کے چلنے والوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت خواجہ اولیس قرنی، خواجہ بایزید بسطامی، خواجہ معروف کرخی، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول شارجہ بخاری رحمہم اللہ

تعالیٰ کے کمالات ہیں۔ یہ بھی اُن مجاہدوں اور ریاضتوں کے ذریعے جو پوری شرائط کے ساتھ کئے گئے ہوں بغیر کسی پیر و رہبر کے ممکن تو ہے لیکن نادر الوقوع، شاذ و نادر اور بہت ہی کم ہے۔ لیکن ایک جماعت ایسی ہے جسے اویسیہ کہتے ہیں ان لوگوں کو پیر کی حاجت نہیں ہوتی (نبوت) خود اپنی آغوش میں پیر کے واسطے کے بغیر پرورش کرتی ہے۔ جیسے حضرت خواجہ اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش کی گئی۔ اگرچہ حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی۔ نادر الوقوع بہت ہی کم ہیں۔ اس لیے ایسی استعداد شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ لیکن بہت زیادہ غالب تر طریقہ و دستور یہی ہے کہ یہ نعمت کسی پیر یا رہبر کے سایہ دولت ہی میں حاصل ہوتی ہے۔

خیر اندیش

محمد فضل حق

جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ فیصل آباد



از: حضرت علامہ مولانا قاضی محمد مظفر اقبال مصطفوی رضوی صاحب مدظلہ العالی

ابن مفتی محمد غلام جان قادری رضوی علیہ الرحمہ

(اندورن ٹکسالی گیٹ لاہور)

عالم باعمل صوفی باصفاء بے ریا حضرت مولانا محمد یوسف علی گھنیزہ صاحب علیہ الرحمہ کے متعلق خود دیکھی سنی یاد سپرد قلم کر رہا ہوں۔ غالباً ۱۹۵۵ء کا دور ہے جب بندہ کو محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ دارالعلوم مظہر اسلام لائل پور میں میرے والد گرامی حضرت ابوالمظفر مفتی محمد غلام جان قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حصول تعلیم کی غرض سے لائل پور بھیجا۔ یہ وہ مبارک دور تھا کہ لائل پور کی بنجر زمین کو ہموار کر کے محدث اعظم پاکستان نے محبت رسول ﷺ کا پودا لگایا تھا اور بڑی محنت شاقہ سے اس کی آبیاری کی تھی وہ اب تن آور سایہ دار درخت بن چکا تھا جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر غلامان رسول محبت رسول (ﷺ) کی نعمتیں پڑھتے، صفت و ثناء بیان کرتے اور اُجڑے ہوئے دلوں کی دُنیا کو آباد کرتے۔

جگہ جگہ محافل اور جلسوں کا انعقاد ہوتا جہاں ملک کے گوشے گوشے سے نامور علماء کرام تشریف لا کر اپنے مواعظِ حسنہ سے مسلکِ حقّہ اہلسنت و جماعت کی حقانیت لوگوں پر واضح کرتے اور باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرتے۔ ہر طرف رضا کی دھوم اور چرچا ہوتا۔ ان انیسویں پر خوش الحان بھی چہچہاتے۔ لیکن جس جلسہ میں حضرت محمد یوسف علی صاحب گھنیزہ رحمہ اللہ تعالیٰ نعت پڑھتے تو وہ بھرا مجمع لوٹ لیتے۔ جلسہ کے حسن میں نکھار آ جاتا کیونکہ اُن کے نعت پڑھنے میں جذب و حال کی

ہاکی سے لطف دو بالا ہو جاتا۔ ایک دن یہ خبر گرم ہوئی کہ شاہی مسجد میں حضرت محمد یوسف علی گھنیزہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) آرہے ہیں شوق دیدار امن گیر ہوا۔ جلسہ پر حاضری کے بعد متلاشی نگاہیں اسٹیج پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک دوست نے بتایا کہ وہ علی گھنیزہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) اُن کا سراپا دیکھتے ہی دید شنید سے بغل گیر ہو گئی بمقدار طابقی السَّعْل جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا ہے۔ سرخ چہرے پر حسین داڑھی کا اچھلدار آنکھیں، معصوم سی مسکراہٹ، گندی رنگ کے کھدر کے لباس میں ملبوس، گلے میں ایک چھوٹا سا بیگ آویزاں، یہ سادگی ہی اُن کا حسن تھا۔ جلسہ میں جب آپ کے نعت پڑھنے کا اعلان ہوا، تو میں ہمہ تن گوش ہو گیا، سکوت کی چادر تن گئی۔ حضرت محمد یوسف علی گھنیزہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اُس کے پیارے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد اپنے بیگ سے کتاب نکالی، کتاب ’حُفَا شَرِیف‘ تھی۔ اُس سے ایک عبارت سنائی اور پھر اپنی ترنم ریز اور مسرور کن آواز میں اشعار کے گھنیزے جا بجا جڑنے شروع ہوئے۔ وجد و جذب کی حسین محفل کا ایک ماں بندہ گیا، ہر طرف سے واہ واہ اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں، محدث اعظم پاکستان بھی محفوظ ہو کر دائرِ تحسین دینے لگے۔

اُن کے چند بول آج بھی میرے کانوں میں رس گھول رہے ہیں جو وہ جھوم جھوم کر اور مزے لے لے کر اور مزے دے دے کر پڑھا کرتے:

سورت احزاب کڈھ ذرا بانیوں سپارے نظر نکا  
پڑھن فرشتے تے خدا صلی علی نبینا

پھر اللہ کے اس بندے پر ایک ایسا وقت آیا، علماء کرام کی صحبت رنگ لائی کہ وہ مقبول بارگاہِ الہی ہو گیا۔ ایک نعت خواں، علمی مدارج طے کر کے دیکھتے ہی



صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا حاجی محمد صادق صاحب علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آلہاب ولایت فخر المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت قبلہ بابا جی  
مولا محمد یوسف علی گیندہ رحمۃ اللہ علیہ زیب آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف، فیصل آباد۔

الحمد للہ مجھ فقیر نے آپ کو مجلس رضا کے یوم کے موقع پر خطاب کرتے  
ہوئے آپ کے بیان میں محبت رسول، عشق رسول کی بے پناہ چاشنی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ  
میں واؤدی عطا فرمایا تھا۔ علم و عرفان کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر خطاب فرماتے  
تھے۔ آپ محدث پاکستان مفتی اعظم حضرت علامہ پیر سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ  
کی نگاہ ولایت سے فیضیاب ہوئے۔ رئیس المناظرین حضرت علامہ مولانا  
اکبروی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے عظیم کتب خانہ سے علمی پیاس بجھاتے تھے۔ عبادت و  
اطاعت اکساری، سادگی، آپ کا شعار تھا۔ یاران طریقت کے لیے پیغام ہوتا تھا۔  
کی طرف سے تالبعدار بن جاؤ۔ آپ علیہ السلام کی پیروی میں آپ علیہ السلام کی ہر سنت کو  
الفاظ۔ اسی میں دین و دنیا کی کامیابی ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے  
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

امام اہلسنت مجدد دین و ملت علامہ الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ  
اور مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کمال درجہ عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ جب  
صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

دیکھتے وہ نامور علماء کی صف میں شامل ہو گیا اور لوگوں کا مرجع بن گیا کہ علمی دنیا میں  
نام پیدا کیا۔ انعامات الہی کا سلسلہ اور آگے بڑھا اور مسند رشد و ہدایت پر جلوہ گر ہو  
کر علمی و روحانی سوغات لٹاتے لٹاتے بڑے بانکپن سے اس جہاں کو سدھار گئے۔  
کہاں یہ تعارف ہوتا تھا کہ نعت خواں محمد یوسف گیندہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور  
کہاں اب یہ اعزاز کہ عالم باعمل فاضل اکمل صوفی باصفاء عامل بے ریا حضرت مولانا  
محمد یوسف صاحب گیندہ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ وسعہ

این	سعادت	بزرور	بازو	نہیت
تا	نہ	بخشد	خدائے	بخشندہ

خاکپائے علماء و سب درگاہ و رضا

محمد مظفر اقبال مصطفوی رضوی ابن مفتی محمد غلام جان قادری رضوی علیہ الرحمہ  
اندورن نکسالی گیٹ لاہور۔



اشعار تقریر کی زینت بناتے تھے تو ایک وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی تھیں۔

حضور ﷺ کی بارگاہ میں بصورت نعت شریف ہدیہ پیش فرماتے تو محفل چار چاند لگ جاتے۔ لاکھوں کے اجتماع پر سناٹا چھا جاتا تھا جب قرآن وحدیث بیان کرتے تو آپ کا بیان مدلل ہوتا تھا۔ بغیر کتاب کے حوالہ کے گفتگو نہ فرماتے۔ آپ ایک چلتی پھرتی لائبریری تھے۔ کوئی سوالی کسی حوالہ کے بارے میں سوال کرتا تو فوراً کتاب کا صفحہ اور سطر تک بتا دیتے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر کروڑوں رحمتیں نازل فرماوے۔ اُن کا فیض روحانی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری رہے۔ آمین!

مجھے آپ کے جنازہ میں بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مشائخ اور علماء کرام کی اکثریت تھی۔ چہرہ مبارک نورانی تھا۔ آج بھی اُن کے مزار پر انوارِ لوگ حاضر ہو کر فیض پاتے ہیں۔ حضرت علامہ پیر طریقت محمد منیر احمد یوسفی صاحب اُن کے فیض کی تصویر ہیں۔ اُن کے صاحبزادگان میں حضرت صاحب کی جھلک نظر آتی ہے۔

سدا بہار دیویں اس باغ کدیں خزاں نہ آوے  
ہوون فیض ہزاراں تاکیں ہر پھکھا پھل کھاوے

فقیر محمد صادق قادری

خطیب جامع مسجد مدینہ

چوک شالامار باغ۔ لاہور نمبر ۹

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالنواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ  
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ  
مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ..... (فاطر: ۲۸)

حضرت حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں (عبدالنواب صدیقی) نے پچیس سال سے جانتا ہوں۔ ابھی مولانا منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی کی رحلت نہیں ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کے ہمارے اور مولانا حاجی محمد یوسف صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ تعلقات ہیں۔ حضرت قبلہ یوسف گینہ صاحب علیہ الرحمہ اگرچہ علی پور شریف مرید تھے مگر تمام بزرگوں کا احترام کرتے تھے۔ شرفیور میں میاں غلام اللہ ثانی لاٹانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور اللہ عرس مبارک کے موقع پر میاں غلام اللہ ثانی لاٹانی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کو شیخ اُس خطاب دیتے تھے جب کوئی مقرر بولنے کو تیار نہیں ہوتا تھا یعنی رات ۲/۱ بجے کے بعد۔ والی صاحب، ثانی لاٹانی رحمہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق وعظ شروع کر دیتے تھے اور کچھ دیر پہلے ختم کرتے تھے۔ اگرچہ بعد میں مولانا محمد شفیع اوکاڑی رحمۃ اللہ علیہ سے بیڑیوں کی اور آخر میں بولتے رہے مگر اس سے پہلے حاجی صاحب علیہ الرحمہ کی اہمیت کرتے تھے۔ مولانا محمد یوسف گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ مختلف بزرگوں کی خدمت میں ہوا کرتے تھے اور جنین نیاز جھکانے میں اپنی مثال آپ تھے۔ بزرگوں کا ادب و احترام و طریقت مولانا محمد یوسف علی گینہ صاحب اس انداز میں کرتے تھے کہ جس کی اس کی وہ جاتے وہ بزرگ اُن پر خوش ہی ہوتے تھے کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔



ایک دفعہ مجھے مولانا محمد یوسف علی گلیہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود بتایا کہ میں سندھ میں ایک پیر صاحب کے دربار پر بیٹھ کر حاضری دی اور کافی دیر تک میں دوزانو بیٹھا رہا جبکہ عام لوگ اتنی دیر دوزانو نہیں بیٹھ سکتے۔ دربار کے سجادہ نشین حضرات دیکھنے کے لیے آئے کہ کون شخص ہے جو اتنی دیر سے دربار شریف پر دوزانو بیٹھا ہے انہوں نے مجھے اتنی دیر دوزانو بیٹھا دیکھنے کے بعد ملاقات کی تو کہا کہ یہ مولانا صاحب شیر محمد شر قپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہے کہ آپ اتنی دیر تک بیٹھے ہیں اور عام آدمی اتنا دراز وقت دوزانوں نہیں بیٹھ سکتا۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی اُن کو بڑی عقیدت اور محبت تھی اور گرامی کی محبت کی وجہ سے ہم سے بھی محبت کرتے تھے۔ آخری وقت تک میں نے ایسی ملاقات مولانا یوسف صاحب سے نہیں پائی جس ملاقات میں انہوں نے میرے ہاتھ نہ چومے ہوں حالانکہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تو اُن کو عقیدت تھی اور ان کے ہاتھ تو چومتے تھے، میں تو اُن سے چھوٹا تھا۔ میں اُن کے چھوٹے بھائیوں کی مانند ہو سکتا ہوں بزرگ تو نہیں ہو سکتا لیکن صرف والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے میرا احترام کرتے تھے کہ اُن کا بیٹا ہے اور ہم بھی اس لیے اُن پر خوش تھے کہ ان میں تکبر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، کبھی اُن کے دل میں غرور نہیں آیا تھا۔ کبھی انہوں نے اپنے آپ کو کسی ایسے مسئلہ میں نہیں الجھایا تھا کہ لوگ کہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور عشق اُن کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے میرے برادر مکرم مولانا عبدالوہاب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اچھرہ میں اپنے گھر ”دارالمناس“ میں نجی محفل میلاد منعقد کیا یعنی اپنے اہل احباب اُس میں شامل تھے۔ عوام الناس میں سے کوئی نہیں تھا۔ خاص خاص دوستوں بلایا تھا اور دو تین نعت خواں وہاں آئے ہوئے تھے۔ آخر قریشی صاحب ایک صاحب نعت خواں ہوتے تھے وہ تھے اور ایک اور صاحب تھے وہ بھی نوجوان تھے

خواں تھے۔ گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت ہوا تو پیر طریقت حاجی محمد یوسف گلیہ صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے آپ کا یہ کمال تھا کہ جب بھی آپ کا گزرا ہو یا لاہور کے قرب و جوار سے ہوتا تھا۔ تو وہ ہمارے گھر ضرور تشریف لاتے تھے اور ایک دو دن نہیں آٹھ آٹھ دس دس پندرہ پندرہ دن ہمارے گھر میں رہتے تھے۔ خیر! نعت خواں نعتیں سنار ہے تھے جناب حاجی محمد یوسف علی گلیہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو کچھ بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ اب محفل میں اور ذوق پیدا ہوگا۔ حاجی محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود شاعر بھی تھے اور نعت گو بھی تھے نعت پڑھتے ہی تھے۔ آپ کے پڑھنے میں خلوص اور محبت و عشق اتنا ہوتا تھا کہ سننے والے عشق عراں لیتے تھے۔ چنانچہ سب نے کہا کہ حاجی صاحب اب آپ پڑھیں۔ مجھے اب اسی طرح یاد نہیں ہے لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ نصف رات کے قریب وقت تھا۔ حاجی صاحب نے جب نعت شریف پڑھنی شروع کی تو پہلے انہوں نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کلام شروع کیا۔

پھر اُس کے بعد حاجی صاحب نے اپنی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھنی شروع کی اس کے دو مصرعے مجھے ابھی تک یاد ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ماہی میرا عربی میں عربی نہیں جاندا  
بڑا فرق ہوندا اے یارو ملکی زبان دا

آدھا گھنٹہ اسی نعت کو بمعہ دہڑوں کے پڑھتے رہے مختلف نعت خواں حضرات کے دوہڑے کی گیرہ بھی لگاتے رہے اور محفل کشت زعفران بنی ہوئی تھی لوگ دل میں کر رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی لکھی ہوئی ایک اور نعت پڑھی۔

اللہ نبی اولیاء بھر دیندے نے تو لیا  
اینا جتنا نوں نہ منے جیوا اُونوں مانجھ لیا



ایسے سرور اور درد سے پڑھتے رہے کہ خود بھی روتے رہے مجمع کو بھی رولاتے رہے۔ یہاں تک کہ اذان سے آدھا گھنٹہ پہلے حاجی صاحب نے خود ہی کہا کہ تہجد کا وقت ہو گیا ہے اب نعت خوانی بند۔ لہذا مختصر سا سلام پڑھا اور اس محفل کو رخصت کیا یعنی ختم کیا اور حاجی صاحب نے تہجد کے نوافل پڑھنا شروع کر دیئے۔ بات بھی میرے علم میں ہے کہ حاجی صاحب تہجد کے بچپن سے ہی بڑے پابند تھے۔ میرے والد گرامی کی خدمت میں آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے جب حاضر ہوا کرتے تھے تو آپ اُس وقت بالکل جوان تھے اور تہجد اُس وقت بھی آپ نے کبھی نہیں چھوڑی فرض نمازیں بھی خوب پابندی سے ادا کرتے تھے۔

مولانا حاجی محمد یوسف علی گلیہ والد صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اور والد صاحب کے پاس کئی کئی دن رہتے۔ والد گرامی حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے جو حوالہ کسی کتاب سے کسی کو نہ ملتا ہو تو حاجی محمد یوسف علی گلیہ صاحب کی ڈیوٹی لگا دیں تو حاجی یوسف صاحب وہ حوالہ نکال لیں گے چنانچہ آپ وہ حوالہ نکال لیتے۔ تو والد صاحب اُن سے یہی کام لیا کرتے تھے اور یہی کام اُن کو دینے تھے۔ حوالہ جات تلاش کرنے میں مولانا عبد الوہاب صاحب بھی محنت کرتے اگر اُن کو نہ ملتا تو والد صاحب نے میری ڈیوٹی لگانی مجھے بھی نہ ملتا تو ہم انتظار کرتے تھے کہ حاجی یوسف صاحب جب آئیں گے تو اُن سے کہیں گے تو وہ ڈھونڈ لیں گے چنانچہ حاجی محمد یوسف علی گلیہ صاحب وہ حوالہ جات نکال کر والد صاحب کو دکھایا کرتے تھے اور کتاب کے شروع میں بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ حاجی صاحب کے حوالہ تلاش کرنے کا انداز بہت پیارا اور تیز تھا۔ حاجی صاحب یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس حوالہ کی کس باب کے ساتھ مناسبت ہوگی۔ ہم حوالہ ڈھونڈتے وقت یہ کرتے تھے کہ ابواب کی مناسبت سے کتاب کو دیکھتے تھے۔ اور منتخب ابواب سے حوالہ جات ڈھونڈتے تھے۔ حاجی صاحب فرماتے تھے کہ ایسے ٹھیک نہیں رہے گا۔ ابتداء سے دیکھتے ہیں اگر چہ کتاب کی

جلد میں ہی کیوں نہ ہوں۔ حاجی صاحب پہلی جلد کی بسم اللہ سے عبارت اپنے اٹل میں رکھ کر ورق گردانی شروع کر دیتے گو حوالہ دسویں جلد میں ملتا تو دس کی دس جلد میں اسی طرح ہی تلاش کرتے اور حوالہ نکال لیتے تھے۔

ہمارے کتب خانہ میں جو کتابیں ہیں اُن پر حاجی صاحب کے قلم سے حوالہ ہاتھ لکھے ہوئے ابھی تک موجود ہیں۔ حاجی صاحب جو حوالہ ڈھونڈتے تھے اُسی وقت قلم سے کتاب کے شروع میں درج بھی کر لیتے تھے اور متعدد ایسی کتابیں ہیں جن میں حاجی صاحب نے حوالے ڈھونڈ کر نشان لگائے ہوئے ہیں اور وہ کتابیں ابھی تک ہم سے پاس موجود ہیں اور پھر اس کے علاوہ بعض حوالہ جات ایسے ہوتے تھے جو حاجی صاحب خود کسی سے سنتے تھے یا کسی مصنف کی کتاب کو پڑھتے ہوئے اُس نے کوئی حوالہ لکھا ہوتا اور حاجی صاحب کے پاس وہ کتاب نہ ہوتی تو حاجی صاحب اُس حوالہ کو ایلی انری (قرطاس یوسفی) میں درج کر لیتے وہ ہماری لائبریری کی تمام کتابوں کو پڑھتے تھے کہ یہ حوالہ فلاں کتاب میں ہے۔ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھی اُس نایاب حوالہ کو پیش کرتے تھے۔

وہ سوالات جو غیر عقیدہ والے کرتے اُن کے اکثر کے جوابات حاجی صاحب کو معلوم ہوتے اور جب کوئی ایسا سوال اٹھتا جس کا جواب حاجی صاحب کو معلوم نہیں ہوتا تھا تو والد صاحب سے آکر پوچھتے فلاں اعتراض کا جواب کیا ہے۔ والد محترم اُس کا جواب بھی بتاتے اور اُس جواب کا حوالہ بھی دکھاتے اور حاجی صاحب اُسے قرطاس یوسفی میں درج کرتے تھے۔

حاجی صاحب بزرگوں کے احترام کے ساتھ ساتھ خدمت بھی کرتے تھے خالی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس شرق پور شریف جاتے تو اُن کی خدمت کرتے تھے۔ والد گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آتے تو اُن کی خدمت کرتے تھے۔ جو کام والد صاحب فرما دیتے تھے اُس کو بڑی ذمہ داری سے مکمل کر دیتے تھے۔ الحمد للہ مجھے



حضرت علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی (رحمہ اللہ)  
(مکرم ان مرکزی مجلس رضالاہور مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

مجھے پیر طریقت حضرت علامہ محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندگی کے کئی ماہ و سال گزارنے کا موقع ملا ہے۔ اُن کی زندگی کے کئی شب و روز کے مشاہدات میرے ذہن میں ہیں، جنہیں نہایت اختصار کے ساتھ قلم بند کر رہا ہوں۔ ابھی پاکستان نہیں بنا تھا۔ میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ مؤلف تفسیر نبوی (پنجابی) کے زیر تربیت تعلیم پڑھا تھا۔ حضرت علامہ حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت پیر طریقت سید جماعت علی شاہ لاٹانی علی پوری قدس سرہ العزیز کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ صاحبزادگان علی پور سیداں اُن دنوں لاہور تشریف لاتے تو حضرت علامہ حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دارالعلوم میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ علی پور سیداں سے دو صاحبزادے پیر سید علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور پیر سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کئی کئی دن قیام فرماتے تھے۔ صاحبزادہ علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک نوجوان محمد یوسف علی گینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، ایک مرید باصفا اور خدمت گار کی حیثیت سے آیا کرتے تھے۔ خدمت گزاری کے جوہر کے ساتھ حضرت محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی خوش آوازی سے نعت رسول ﷺ پڑھا کرتے۔ اس طرح وہ جان محفل بھی تھے، حسن مجلس بھی۔ حضرت محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ میرے ہم عمر تھے۔ اُن کی نعت خوانی نے ہمارے دلوں میں اپنا گھر بنالیا تھا۔

حاجی صاحب کے ساتھ جلسوں میں بھی تقریر کرنے کا موقع ملا، حاجی صاحب صاحب علیہ الرحمہ سے نسبت کی وجہ سے بہت احترام کرتے، وہ نیچے بیٹھ کر میری تقریر سنتے تھے اور اس بات کے مولانا منیر احمد یوسفی صاحب بھی گواہ ہیں۔ گوجرانوالہ میں حاجی صاحب کے مریدوں نے جلسہ کروایا اور میری تقریر تھی جو حاجی صاحب نے زمین پر بیٹھ کر سنی تھی۔

حاجی صاحب ہمیشہ عجز و انکساری کرتے اور علماء کا احترام کرتے تھے۔ میں نے حاجی صاحب کو خلاف سنت کام کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ دستار شریف باندھتے تھے۔ آپ کا سارا لباس سنت کے مطابق ہوتا تھا اور معاملات میں بھی سنت کو مقدم رکھتے تھے۔ مطالعہ میں انہماک کی وجہ سے بعض لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے پیر طریقت حاجی محمد یوسف علی گینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ مطالعہ بھی انتہائی انہماک سے کرتے تھے بعض اوقات ہم کھانا دیتے تو کتاب میں توجہ کی وجہ سے لقمہ کا پتہ نہ ہوتا کہ کس میں لگا رہے ہیں اتنے انہماک سے مطالعہ کرتے تھے۔ مگر اتنے انہماک سے مطالعہ کے باوجود نماز یا نفل نہیں چھوڑتے تھے۔

خیر اندیش  
عبداللہ صاحب صدیقی



حضرت صاحبزادہ علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب آتے تو رونقیں ساتھ لاتے اور حضرت محمد یوسف علی گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خوش آوازی سے محفلیں زندہ ہو جاتی تھیں۔ اُن دنوں زیر تعلیم طلباء میں سے حافظ محمد عالم سیالکوٹی، مولانا غلام حسین گوجروی اور صاحبزادہ محمد اسلم علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے نوجوان ہم سبق تھے اور حضرت محمد یوسف علی گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ پنجابی میں نعت سناتے اور دلوں کو خوش کر دیتے تھے۔ اُن دنوں مولانا باغ علی نسیم رحمہ اللہ تعالیٰ طلباء کے انچارج پیر طریقت حضرت علامہ نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خاص خدمت گزار، آنے والے مہمانوں کی خاطر و مدارت کرتے تھے۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد یوسف علی گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انہیں خصوصی الفت تھی۔ حضرت مولانا باغ علی نسیم رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لائبریری کے منصرم، کتابوں کے نگران اور اُن کی تالیفات کو ترتیب دیا کرتے تھے۔ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ جب لاہور آتے اُس لائبریری کی کتابوں کو درست کرتے، کتابوں کی جلدیں باندھتے تھے۔ پھر بازار سے نادر اور نایاب کتابیں خرید کر لاتے۔ کتابوں کی مجالس میں رہتے رہتے انہیں مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، وہ زیادہ وقت کتابوں کے مطالعہ میں گزارتے۔ اپنے پیر و مرشد کے جانے کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد نبویہ بیرون دہلی دروازہ میں قیام کرتے، نعت سناتے، مطالعہ کرتے اور کئی کئی دن قیام کرتے تھے وہ ایک حجرے میں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ کرتے۔ اور اُن کے اس کتابی ذوق نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ کئی بار میں نے دیکھا کہ ساری ساری رات مطالعہ میں گزار دیتے۔ میں اُن کے اس ذوق مطالعہ سے بے حد متاثر تھا اور بعض اوقات انہیں ”سلطنت مطالعہ کا شہنشاہ“ کہا کرتا تھا۔ اُن دنوں مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لائبریری میں مصر کی چھپی ہوئی بڑی بڑی علمی کتابیں موجود تھیں۔ حضرت گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ اُن کتابوں کا مطالعہ کرتے تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان عربی کا

مطالعہ کرتے تو مجھے بعض مقامات کے مطالب بیان فرماتے۔ مجھے مطالعہ کا ذوق پیدا ہوا مگر جو انداز مطالعہ حضرت مولانا محمد یوسف علی گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تھا وہ نہ اہل کلام نہ اتنے انہماک سے کر سکا۔ مجھے یہ یاد نہیں کہ آپ نے ابتدائی کتابیں کس عالم دین سے پڑھیں مگر اُن کے ذوق مطالعہ نے انہیں ایک عالم دین بنادیا تھا۔ پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد ہم اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے اور جدا ہو گئے مگر گاہ بے گاہ ملاقات ہوئی رہتی تھی۔ غالباً ۱۹۶۰ء یا ۱۹۶۱ء میں مجھے فیصل آباد (لاکھ پور) قیام کا موقع ملا۔ میں اُن دنوں ضلعی آفیسر بن کر گیا تھا۔ انہی دنوں شیخ محمد ابراہیم صائم چشتی مرحوم سے تعارف ہوا۔ صائم چشتی مرحوم علی پور شریف سے روحانی نسبت رکھتے تھے۔ چشتی کتب خانہ کے بانی تھے۔ نعت گوئی میں ایک معروف شاعر کی حیثیت سے سامنے آئے تھے۔ وہ میرے دفتر بھی آتے اور میں شام کے وقت اُن کی مجلس چشتی کتب خانہ میں چلا جاتا جہاں علماء، شعراء اور دوسرے اہل اوق حضرت جمع ہوتے تھے اور اس طرح علم و ادب کی محفل جمتی۔ اُس محفل میں حضرت مولانا محمد یوسف علی گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لاتے تو رونقیں دوہلا ہو جایا کرتی تھیں۔ کارخانہ بازار لاکھ پور میں مجھے ایک عرصہ تک اُس چوہارے میں رہنے کا موقع ملا، جہاں مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب لاکھ پوری کے دست راست کو شہید کیا گیا تھا۔ رات کو یہ کمرہ اہل علم و فضل کی مجلس سے بارونق ہوتا۔ اُن دنوں جناح کالونی میں ہجویری مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو حضرت مولانا حاجی محمد یوسف علی گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ نماز جمعہ سے پہلے خطاب فرماتے چونکہ آپ نعت خواں تھے، خوش آواز تھے اور راسخ العقیدہ عالم دین تھے اُن کی تقریر نے دھوم مچا دی۔ لاکھ پور کے اکثر باذوق سنی آپ کی تقریر سننے کے لئے دُور دُور سے آتے اور مسجد کے ارد گرد نمازیوں کے ٹھٹھہ کے ٹھٹھہ لگ جاتے۔ حضرت مولانا محمد یوسف گیندہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب لاکھ پور آتے تو امیروں کی کوٹھیوں کو چھوڑ کے



میرے چوبارے میں رات بسر کرتے، جہاں رات کو اہل علم جمع ہوتے۔ جمعرات کے پچھلے پہر چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد میں محفل ہوتی، جہاں حضرت گنیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ میر محفل ہوتے اور بہت سے شعراء اور ہاذوق لوگ جمع ہوتے۔ دن کے وقت میں اپنے دفتر چلا جاتا۔ حضرت گنیمہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے دارالعلوم میں چلے جاتے۔ صائم صاحب اپنے کاموں میں مصروف ہوتے مگر رات میرے گھر آتے اور محفل جمتی۔

مجھے یہ معلوم نہیں کہ پیر طریقت حضرت مولانا محمد یوسف علی گنیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ جامعہ رضویہ میں باقاعدہ زیر تعلیم تھے یا ”ساعی“ طالب علم کی حیثیت سے حاضری دیتے۔ مگر اُن کے علم میں ترقی ہوتی رہی۔ پھر ایک وقت آیا کہ انہیں سند تعلیم و تدریس ملی اور ہم نے اُن کے اعزاز میں ایک محفل برپا کی جس میں صائم چشتی نے ایک منقبت سنائی۔

حضرت مولانا محمد یوسف گنیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک شاعر کی حیثیت سے بھی مشہور ہوئے۔ اُن کی نعتیں زبانِ زو عام ہونیں، بعض بڑی مشہور ہوئی:

دن دسواں تے رات یارویں سی  
لے یارہویں والے داناں تے ڈلی ہوئی تر جائیں گی

بچہ بچہ پڑھتا تھا

آپ جب جلسہ عام میں تقریر کرتے تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔ آپ کا خطاب شعر و بیان کا گلدستہ ہوتا۔ ہم نے کئی بار اُن کی تقریریں سنیں۔ اُن کے چلے دیکھے اور لوگوں کو داد دیتے اور جھومتے دیکھا۔ لوگ اُن کی تقریر سننے کے لئے دُور دُور سے آتے اور رات گئے تک آپ کا بیان سنتے تھے۔ دیہاتی علاقوں میں تو گنیمہ گنیمہ کے نعرے بلند ہوتے۔

آپ نے جب تصانیف کی طرف توجہ دی تو اعتقادات پر بڑی عمدہ تحریریں لکھنے لگے۔ روحانیت کی طرف توجہ دی تو بہت سی روحانی تحریریں عوام تک پہنچیں۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد یوسف گنیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عقیدت مندوں کا ایک حلقہ ترتیب دیا اور انہیں اعتقادی اور روحانی تربیت سے پختہ کیا۔ اپنے اصحاب اپنے مریدوں، اپنے شاگردوں اور اپنی اولاد کو اپنے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر تیار کیا۔

میں نے حضرت گنیمہ علیہ الرحمہ کو سادگی کا نمونہ پایا۔ میں نے حضرت گنیمہ علیہ الرحمہ کو علمی میدان میں ایک عالم دین پایا۔ میں نے حضرت گنیمہ قدس سرہ العزیز کو ایک روحانی پیر طریقت کی حیثیت سے دیکھا تو اُن کے حلقہ مریدین کو مودب پایا۔  
نور اللہ مرقدہ



کہ آپ کے مریدوں کے بارے کبھی کوئی غلط بات کہتا تو آپ پسند نہ کرتے۔ اپنے مریدوں اور اوتمندوں کی محبت کو اپنا سرمایہ سمجھتے۔ اپنے مریدوں کے لئے آپ کی ذات مبارک رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم تھی۔ اپنے مریدوں کی ہول سے چھوٹی پریشانی دیکھ کر بے چین ہو جاتے۔ ان کے حق میں نبی پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیشہ دعائیں مانگتے رہتے۔

ذاتی مخالفین سے کبھی انتقام نہ لیتے اور کبھی جوابی کارروائی نہ کرتے اور نہ ہی کسی بددعا دیتے۔ ہمیشہ فرماتے جب حقیقت کا علم ہوگا تو خود ہی راہ راست پر آجائیں گے۔ ان کے حق میں راہ راست پر آنے کی دعا فرماتے۔

آپ اپنے ہم عصر اولیائے کرام اور بزرگان دین کے لئے علم و عمل کے اندر سے کم نہ تھے۔ وہ جب چاہتے جیسے چاہتے آپ کی ذات اکمل سے بدرجہ اتم لیں یا ب ہوتے۔ آپ کی ذات مبارک میں ظاہری باطنی بے شمار گنیمتیں پنہاں تھیں۔ اپنے معصروں میں بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ وقت کے مشائخ عظام، علمائے کرام اور اولیائے عظام آپ سے ظاہری باطنی فیض کے حصول کی خاطر آپ کی بارگاہ میں دوزانوں بیٹھنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے۔

قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ انتہائی مشکل روحانی، فقیہی اور دینی مسائل کو آسانی سے حل فرما دیتے۔ آپ نہ صرف خود ولی تھے بلکہ ولی گربھی تھے۔ کرامات سے اللہ نظر ہمیشہ اپنے آپ کو چھپا کر زندگی گزاری۔ آپ نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر مسلمانوں کی خدمت کی۔ آپ کی سادہ اور مدلل گفتگو سامعین کے دل پر انمٹ نقوش ڈالتی۔ ملک کے طول و عرض میں آپ کو تبلیغ دین کے لئے دعوت خطاب دی جاتی تھی آپ نبی منتظم ﷺ کی سنت ادا کرتے ہوئے قبول فرما لیتے۔ آپ کا خطاب سنے کے لئے لوگ جوق در جوق تشریف لاتے۔ آپ کی آواز سن کر لوگ کھینچے جاتے۔ آپ کا خطاب سن کر لوگوں کے دل اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت سے مزین و منور ہو جاتے۔

از: پیر طریقت حضرت فخر السادات سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی  
(ٹاؤن شپ لاہور)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور رسولوں علیہم السلام کے ذریعے اپنا پیغام روئے زمین کے لوگوں تک پہنچایا۔ نبی مختتم ﷺ کی مبارک ہستی کے جلوہ افروز ہوتے ہی دنیائے کفر کی سیاہی چھٹ گئی۔ آپ ﷺ معلم انسانیت اور پیغمبر کائنات، شان رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی ذات مبارک سے فیض حاصل کرنے والے دنیا و آخرت میں بے مثال ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، بزرگان دین، الغرض مئی پاک ﷺ کے درانور سے فیض یافتگان کی ایک نہ ختم ہونے والی فہرست موجود ہے۔ اس فہرست میں ایک انمول ہیرے کا نام نامی اسم گرامی قبلہ پیر و مرشد "حاجی محمد یوسف علی گھمنہ" صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آپ سرکار کا نام مبارک مصطفیٰ کریم ﷺ کے عشاق کے لئے سرور قلب و سینہ سے کم نہیں۔ آپ پیر طریقت، رہبر شریعت کے عظیم منصب پر فائز ہیں۔ قطب الاقطاب کا مقام آپ کے بے پایاں روحانی کمالات کا منہ بولا ثبوت ہے۔ آپ ولایت محمدی ﷺ کا عین نمونہ تھے۔ مریدین، متوسلین، ارادتمندوں، دوست احباب اور رشتہ داروں کیلئے سراپا محبت، شفقت اور رحمت و کرم تھے۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ دین اسلام اور انسانیت کیلئے نعمت سے کم نہیں۔

کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ مریدوں کے احوال سے خوب آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، عیوب کی پردہ پوشی فرماتے۔ آپ اپنے مریدوں کی رسوائی کبھی برداشت نہ فرماتے۔ اپنے مریدوں سے اس درجہ محبت



حضرت مولانا الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی  
(سرپرست اعلیٰ: ادارہ رضائے مصطفیٰ پاکستان گوجرانوالہ)

شیخ طریقت مولانا حاجی محمد یوسف علی گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ اہلسنت وجماعت  
کا نامور عالم دین، عاشق شان رسالت، واعظ شیریں بیان اور درویش منش شخصیت  
محبوب محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمہ  
اللہ تعالیٰ فیصل آباد سابق لائل پور تشریف فرما ہوئے تو پہلے ابتدائی دورہ حدیث شریف  
لی جماعت میں فقیر بھی شامل تھا۔ اُن دنوں مولانا حاجی محمد یوسف علی گنبد رحمہ اللہ  
تعالیٰ کا بھی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آنا جانا ہوتا تھا بلکہ حاجی  
صاحب اور شیر اہلسنت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ  
الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں منعقد ہونے والے جلسوں اور پروگراموں میں  
معاشرتی شرکت ہوا کرتے تھے۔ دیوبندیت زدہ لائل پور میں سنتیت کے حق میں رائے  
مذاہب کو بہت قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا فالحمد للہ علی ذالک  
العمل حاجی صاحب پیشوائے غیر مقلدین قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب ”جلاء  
الہام“ کے حوالہ سے حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بکثرت پڑھا  
میں نے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کوئی ایسا بندہ نہیں جو مجھ پر زور و دشمنی  
کے ساتھ مجھے اُس کی آواز پہنچ جاتی ہے چاہے وہ کہیں بھی ہو“۔ پھر عاشقانہ انداز میں  
حضرت شریف کی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی سماعت مبارکہ مسئلہ حیاۃ  
الانسان اور الفہام عربی میں ہے۔ ابن قیم جوزی نے لکھی ہے اور عربی سے اردو میں قاضی  
الانصاری نے ”اصول و السلام علی خیر الانام“ کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ (ادارہ)

قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطالعہ سے بے پناہ محبت فرماتے۔ آپ  
اُس وقت تک کوئی بات بیان نہ فرماتے جب تک خود بحوالہ مطالعہ نہ فرمالیتے۔ بچپن سے  
تادم رحلت آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ، سنت رسول کریم ﷺ پر عمل پیرا رہے۔ آپ  
کے عقائد میں پاکیزگی تھی۔ عقائد باطلہ کے حامل ہزاروں لوگوں کو اپنی نظر شفقت سے  
عشق مصطفیٰ ﷺ فانی المصطفیٰ ﷺ کی منزل کی طرف گامزن فرمایا۔

بابا حاجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر عالی مرتبت ہونے کے باوجود اپنی  
ساری زندگی چھپ کر گزاری۔ کبھی اپنے روحانی عہدوں، روحانی تصرف پر نازاں نہ  
ہوئے، نمود و نمائش سے گریز فرماتے۔ اخلاص میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ زندگی  
بھر نبی پاک ﷺ کی محبت و عنایت کو اپنے لئے عظیم سرمایہ سمجھا۔ ادب رسالت مآب  
ﷺ آپ کی شخصیت کا جو ہر اُصول تھا۔ نبی پاک ﷺ کے عشق کا آپ کی شخصیت  
اور آپ کی ذات پر ہمیشہ غلبہ رہا۔

کبھی کسی قسم کے پروٹوکول کا تکلف نہ کیا۔ امیر و غریب سے ایک جیسی محبت اور  
اچھا سلوک کرتے۔ ہر میزبان کے لئے یکساں پُر خلوص دُعا فرماتے۔ تصنع، بناوٹ اور  
کاری سے ہمیشہ دُور رہے۔ حلال روزی کمانے، کھانے اور کھلانے پر ہمیشہ زور دیتے۔  
ہمیشہ سادہ غذا کھاتے اور بے تکلف دسترخوان کو پسند فرماتے۔ سخاوت و ایثار آپ کی  
زندگی مبارک کا حسن تھا۔ کبھی کسی سائل کو خالی نہ لوٹاتے۔

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ والا قرآن مجید ۷ سال کی محنت  
کاوش اور لگن کے بعد حاصل کیا۔ اگلے ہی روز ایک شخص نے وہ نسخہ آپ کے پاس رکھ  
کر اُس کے حصول کا اظہار کیا۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بلا توقف وہ نسخہ اُس  
سائل کو عطا فرما دیا اور اُس نسخہ کی جدائی میں ۱۳ روز بیمار رہے۔



النبی اور مسئلہ علم غیب اور حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ اپنے انداز میں اس طرح بیان فرماتے کہ حاضرین و سامعین کے دل و دماغ میں نقش ہو جاتا۔ آپ کی نعت کا ایک شعر بھی یاد آ رہا ہے کہ

آکھے جبریل روح الامیں  
مشرق تے مغرب میں پھریا زمیں  
مینوں لبھا نہ پاک محمد جیہا  
صل علی محمد

ایک مرتبہ آپ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاکل پور کے اولین دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے مستانہ انداز میں دامن پھیلا کر یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا کہ

اللہ نبی اولیاء بھر دیندے تولیا

بڑا پیارا روحانی منظر تھا کہ حاجی صاحب یہ شعر بار بار پڑھتے جا رہے تھے اور حضرت شیخ الحدیث مسکرا رہے تھے۔ سبحان اللہ!

حقیقی مجازی: ایک مرتبہ جماعت رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پاکستان کے زیر اہتمام محفل پاک میں بیان فرماتے ہوئے مسئلہ ”حقیقت و مجاز“ سمجھاتے ہوئے بہت آسان و دلنشین مثال بیان فرمائی کہ دیکھو بھائی بارش ہو رہی ہو تو آپ لوگ کہیں ہیں کہ ”پرنا لہ گدا پیا لے“ حالانکہ پرنا لہ تو اپنی جگہ پر قائم ہے اور جو ”وگدا پیا لے“ پانی ہے پرنا لہ نہیں۔

منقبت اعلیٰ حضرت: اہلسنت و جماعت کے بین الاقوامی محبوب ترجمان ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ میں آپ نے شائع شدہ ایک منقبت میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے:-

### منقبت

مہر دین و ملت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
حکیم اہلسنت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
محمد مصطفیٰ محبوب حق کے علم کے وارث  
محدث باکرامت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
کسی تصنیف کو دیکھو کسی تحریر کو پڑھ لو  
بلاغت ہی بلاغت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
نبی کے ذکر میں رہنا نبی کی یاد میں رونا  
محبت ہی محبت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
شریعت کے طریقت کے مسائل خوب سمجھائے  
شہنشاہ طریقت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
امام اعظم کے نائب بن کر دکھلایا زمانے کو  
کہ چشمہ فقہت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
ہے اُن کی شاعری قرآن و سنت کا صحیح نقشہ  
صداقت ہی صداقت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
کوئی گستاخ احمد جب بھی اُن کے سامنے آئے  
تو اک بحر فصاحت اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے  
کہاں سے وہ زباں لاؤں کرے جو آپ کی مدحت  
کہ یوسف اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت ہیں بریلی کے

اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ یہ منقبت حضرت قبلہ بابائی گلیز سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے نعتیہ کلام ہے۔ حصہ اول میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ طے کا پتا جامع مسجد محمدیہ A-977 بلاک بی III لاہور۔



## نذرانہ عقیدت

الحاج حافظ محمد حسین حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا نذرانہ عقیدت  
بجضور حضرت پیر گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ

### کامل پیر ایسا

لڑ گئیاں دی لاج نبھاؤں والا مرشد مل دا اے نال تقدیر ایسا  
میتوں دسدا کوئی نہیں جگ اندر کامل پیر ایسا دھگیر ایسا  
نیویں گھراں وچ چاننے کرن والا کتھوں لپائیے ہن مہر منیر ایسا  
صدیاں بھال دے رہن گے لوگ حافظ پھر وی نہیں ملنا کامل پیر ایسا

### اُچے اُچے عالم بکے بکے کیتے

مرشد بابے گنبد نے دین خاطر کم عمر بھر جے ہو سکے کیتے  
اپنے علم کمال دا بندھ لا کے بے ادباں دے بند سب کئے کیتے  
ہر مخالف نوں پختہ جواب دتا کسے مسئلے تے کدی نہیں دھکے کیتے  
چھاپے راہواں وچ باطل دے آئے جے ٹوٹے ٹوٹے کیتے ڈکے ڈکے کیتے  
ایس سادے جے عالم نے قسم رب دی اُچے اُچے عالم بکے بکے کیتے  
کچے پلے جو لگ گئے نال حافظ سٹ کے عشق دی آگ وچ کچے کیتے

الحاج محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ کا نذرانہ عقیدت  
بجضور حضرت قبلہ بابا جی گنبد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

### عالم لوزی، فاضل یلمعی

عالم	لوزی	فاضل	یلمعی!
شیخ	تفسیر	قرآن	گنبد مرا
درد	محبوب	عالم	کو دیتا رہا
درد	دنیا	کا	درماں گنبد مرا
وہ تھا حق	حق	پہ اُس کا	عقیدہ رہا
دشمنان	نہی	سے کشیدہ	رہا
جو بھی وابستہ دامن سے اُس کے ہوئے	اُن کی بخشش کا	ساماں گنبد مرا	
شوکت	اصفاء	زینت	اولیاء
عاشق	صادق	سرور	انبیاء
ہر زمانے میں تیار تھا ہر گھڑی	حق پہ ہونے کو	قرباں گنبد مرا	



یوسف مصر حق و صداقت ہے وہ  
 بن گیا زینت باغ جنت ہے وہ  
 میرے دل کی محبت ہے یوسف علی  
 میری آنکھوں کا ارمان نگینہ مرا  
 عالم بے ریا فاضل دل ربا  
 اولیاء کی مجالس کی زینت رہا  
 شاعر مصطفیٰ\* راہبر و راہنما!  
 ہے محبت کا عنوان نگینہ مرا  
 گھر کا گھر جس کا سارا دیندار ہے  
 یوسفی کو ملی جس کی دستار ہے  
 اپنے ہر ایک طالب پہ ہے آج بھی  
 لمحہ لمحہ مہربان نگینہ مرا  
 اس کے جانے سے فرحت بھی جاتی رہی  
 دل کی صائم وہ راحت بھی جاتی رہی  
 شعر کہنے کی لذت بھی جاتی رہی  
 کر گیا ایسا حیراں نگینہ مرا



قطب جلی، پیر طریقت، رہبر شریعت، نیر اوج شرافت، مصر محبت،  
 زبدۃ العارفین، ہیکر صدق و صفا، عاشق مصطفیٰ، فنا فی المصطفیٰ، پروانہ  
 توحید و رسالت، امین علم لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی، قدس سرہ العزیز

کی زندگی کے

”حالات“

و

”واقعات“



لَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

### ولادت باسعادت:

سیدی مرشدی پیر طریقت، رہبر شریعت، امین علم لدنی، یوسف مصر محمد عالم یلمعی فاضل لودھی واقف رموز حقیقت و طریقت شیخ معظم حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی صاحب گلیہ قدس سرہ العزیز، ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۲ء کو اپنے آبائی گاؤں پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶-اگ-ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ (رحمہا اللہ تعالیٰ) نے آپ کا اسم گرامی "یوسف علی" رکھا۔ بعد ازاں بزرگان دین نے فرمایا کہ نام کے ساتھ "محمد" ضرور ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ کا اسم مبارک "محمد یوسف علی" (قدس سرہ العزیز) ہوا۔

آپ کے والد محترم کا اسم شریف حضرت قبلہ بابا جی ریشم دین صاحب (رحمہم اللہ تعالیٰ) ہے اور والدہ محترمہ کا اسم مبارک علم بی بی (رحمہا اللہ تعالیٰ) ہے۔

### خوبصورت بچپن:

آپ نے چھوٹی سی عمر میں ہی قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا۔ پیدائشی طور پر آپ کی طبیعت اچھائی کی طرف راغب تھی۔ بچپن سے ہی آپ کو عبادت اور ریاضت کا شوق تھا۔ ابھی آپ چوتھی جماعت میں تھے کہ باقاعدگی سے نماز تہجد پڑھتے تھے۔ دُرود شریف کا کثرت سے ورد فرماتے تھے۔

### ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول سے حاصل فرمائی۔ صرف کلاس ہفتم تک

سکول کی تعلیم حاصل فرماتے رہے۔ رجوع الی اللہ، عشق مصطفیٰ ﷺ، محبت دین کا اس قدر غلبہ تھا کہ سکول کی تعلیم بدل سے آگے جاری نہ رہ سکی۔ ادھر گھریلو ذمہ داری اور بھتیجی باری میں اپنے والد محترم کا واحد سہارا تھے۔ آپ اپنے والدین کی واحد ترین اولاد تھے۔ آپ پانچ بہنوں کے اکیلے بھائی تھے۔

### خاندانی واقعہ:

اس سلسلہ میں ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے خاندان میں کئی پشتوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ پانچ بہنیں ہوتیں اور کبھی پانچ بھائی۔ مثلاً آپ کی پانچ بہنیں اور آپ اکیلے اُن کے بھائی، آپ کے والد صاحب پانچ بھائی اور ایک بہن۔ آپ کے دادا صاحب کی پانچ بہنیں اور وہ اُن کے واحد بھائی تھے۔ آپ کے پردادا پانچ بھائی اور ایک بہن۔ علیٰ ہذا القیاس

### گھریلو حالات:

اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد نے قرآن مجید میں ارشاد عظیم فرمایا ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ ۱۱۹ "ہم تمہیں کچھ خوف، بھوک، مالوں، اور جانوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔ اور صابرین کیلئے خوشخبری ہے۔" رب ذوالجلال والاکرام کی شان کہ آپ کو بچپن سے ہی ان آزمائشوں کا سامنا ہوا۔ گھر میں بہت زیادہ غربت تھی۔ ادھر آپ کے دادا جان کا دین کی طرف خاص رجحان نہ تھا۔ کچھ گھریلو اختلاف بھی آڑے آئے۔ آپ کے والدین نے بڑے صبر و استقامت سے ان حالات کو قبول فرمایا۔ اور گھر سے باہر گھڑیاں ۲ میں ڈیرا لگا دیا۔ آپ کے والد ماجد چونکہ اپنے باپ کے کھیت میں کام



کرتے تھے اس لئے تھوڑا بہت اناج گزر اوقات کیلئے دے دیا جاتا مگر یہ اناج سات آنکھ افرا کیلئے بہت قلیل ہوتا چنانچہ کی کوپورا کرنے کے لئے ”پگھاٹ“ سے کام لیتے۔ پگھاٹ کو گندم میں پیس لیتے۔ تیرہ، چودہ سال کی عمر تک آپ گندم میں پگھاٹ ملا کر کھاتے رہے۔ آپ کے گھر والے بھی انہی حالات سے دو چار تھے مگر آپ اور آپ کے گھر والے صبر و شکر بجالاتے رہے۔

### حافظ بننے کا شوق:

گھریلو تنگی پیش نظر تھی۔ حافظ بننے کا بھی شوق تھا۔ سکول میں سلسلہ تعلیم جاری رکھنا مشکل تھا۔ آپ کی فیس وغیرہ کے معاملہ میں آپ کے مکرم و محترم اساتذہ تعاون فرماتے تھے۔ اس قدر تنگی کی حالت میں رب ذوالجلال والا کرام سے کبھی کسی قسم کا شکوہ یا گلہ نہیں کیا۔ بلکہ صبر و شکر کر کے مالک حقیقی کی رضا پر راضی رہے۔ ولید محترم کو پتا چلا کہ آپ قرآن پاک حفظ کرنا چاہتے ہیں۔ لازماً اس کام کیلئے کچھ عرصہ کیلئے اپنے آپ کو وقف کرنا تھا۔ مگر عسرت آڑے آئی۔ گھریلو حالات کی بناء پر والد محترم کی طرف سے گھر سے جانے کی اجازت نہ ملی۔ اور یہ حسرت دل میں رہ گئی۔

### حافظ چپ:

ایک دفعہ آپ نے اس سلسلہ میں گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری دعا تھی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد مجھے حافظ بنادے مگر جیسے اللہ جل مجدہ الکریم کی رضا میں حافظ تو نہ ہو سکا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے مجھے ایک ایسا حافظ عطا فرما دیا جو ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ میں نے اُس کا نام ”حافظ چپ“ رکھا ہوا ہے۔ اور یہ بولنے والے سچ پگھاٹ گندم کی فصل میں خورد و پودا ہوتا ہے۔ اس کو سیاہ رنگ کے دانے لگتے ہیں جو سرسوں کے دانوں کے برابر ہوتے ہیں۔

حافظ کی نسبت جلد آیات یا سورتوں کا پتا بتا دیتا ہے۔ یہ ”حافظ چپ“ ایک کتاب ہے جو الفاظ کو مصادر کے لحاظ سے قرآن کریم کی آیات مبارکہ ڈھونڈنے والی لغت ہے۔ اُس کا نام ہے ”المعجم المفہرس“۔

### نعت خوانی:

آپ کو بچپن سے ہی نعت خوانی کا شوق تھا۔ کبھی باڑی کیلئے جب گھر سے کھیتوں کی طرف تشریف لے جاتے تو سارے راستہ میں نعتیں پڑھتے رہتے۔ اسی طرح کھیتوں میں جا کر ہل چلاتے ہوئے اور فصل کاشت کرتے وقت بھی پیارے محبوب کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح سرائی کرتے رہتے۔ ہر وقت با وضو رہتے۔ ایک نعت شریف آپ اکثر پڑھا کرتے تھے جس کا ایک شعر یہ ہے:

مجھ کو ہے تیری جستجو مجھ کو تیری تلاش ہے  
جان جہاں کہاں ہے تو مجھ کو تیری تلاش ہے

سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام و التحسینہ و الثناء سے عشق و محبت سرمایہ حیات تھا۔ عشق شاہ کائنات علیہ التحسینہ و الثناء کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت آپ ﷺ کے ذکر سے رطب اللسان رہتے تھے اور کمال یہ تھا کہ نہ صرف زبان مصروف ذکر ہوتی تھی بلکہ ذکر پاک کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے عشق و محبت اور فراق کی وجہ سے آنسوؤں کے موتی محبت کی مالا بناتے رہتے۔

### خوش الحانی:

اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے آپ کو خوش الحانی، سوز و گداز اور وجد و رقت کی نعمت سے مالا مال فرمایا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خاص نگاہ و کرم تھی کہ جب آپ اپنے خصوصی انداز میں حضور ﷺ



کے عشق و محبت میں نعت پڑھتے تو محفل میں وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ اس نعت عظمیٰ کا شکر یہ اپنے ایک شعر میں اس طرح فرماتے ہیں۔

نعت جب بھی میں پڑھتا ہوں یوسف وجد محفل پر ہوتا ہے طاری  
یہ کرم ہے میرے مصطفیٰ کا میری جادو بیانی نہیں ہے

### نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی شفقت:

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی آپ پر سماعت نعت شریف کے بارے میں خصوصی شفقت تھی۔ اوائل کی بات ہے ایک دفعہ آپ نے ”جگنی“ کی طرز پر چند اشعار پڑھے۔ وہی سوز اور وہی درد جو آپ کا طرہ امتیاز اور اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی عنایت ہے ”جگنی“ کی طرز پر پڑھنے میں غالب تھا۔ اس واقعہ کے بعد آپ قریبی ایک موقع پر پیر روشن ضمیر حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف کراماں والی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے سلام دعا ہوئی۔ بعد ازیں حضرت صاحب کراماں والہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی محبت اور پیار بھرے انداز میں اپنی دائیں طرف بٹھاتے ہوئے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ نے آپ کیلئے پیغام دیا ہے کہ جب (حضرت) محمد یوسف علی گیندہ (صاحب) آپ کے پاس تشریف لائیں تو انہیں آپ فرمادیجئے گا کہ ”جس منہ سے آپ میری نعتیں پڑھتے ہیں، اُس منہ سے ”جگنی“ نہ پڑھا کریں آپ کی نعتیں میں (ﷺ) خود سننا ہوں۔“ سبحان اللہ!

آپ نے جب یہ پیغام سنا کہ میرے پیارے محبوب، میرے چین و قرار، میری روح، میری جان (ﷺ) نے مجھے نوازا ہے تو آپ پر عجیب رقت طاری ہوئی۔ وجدانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ سرکار کائنات ﷺ کی اس عنایت کا آپ اکثر مواقع پر

ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

فرمایا کرتے تھے۔ نیز حضرت قبلہ بابا جی سرکار گیندہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، سرکار وید، سکون قلب و سینہ ﷺ کی سماعت بے مثال کا حدیث پاک کے حوالہ سے ذکر فرماتے کہ (طبرانی شریف کے حوالے سے ابن قیم الجوزی نے جلاء الافہام) (اور اُس کے ترجمہ) ”المصلوۃ والسلام علی خیر الانام“ از قلم: قاضی محمد سلمان منصور پوری) میں ہے کہ یحییٰ بن ایوب العلاف نے سعید بن ابومریم سے انہوں نے خالد بن زید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے اور انہوں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جمعة المبارک کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود (شریف) پڑھا کرو کیونکہ یہ عظیم مشہود ہے فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں جو بندہ دُرود (شریف) پڑھتا ہے وہ خواہ کہیں ہو اُس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا، کیا وصال (مبارک) کے بعد بھی؟۔ (سرکار کائنات ﷺ نے) فرمایا ہاں ادنیٰ سے پردہ فرمانے کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ (کریم) نے زمین پر انبیاء (کرام علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔“ جی اور انہی سے مروی دوسری حدیث پاک میں یہ الفاظ ہیں۔ ”فَنَبِیُّ اللہِ حَتَّى یُرْزَقَ ۝“ (اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے (پیارے) نبی (علیہم السلام) زندہ ہوتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔“

آپ نے اپنے ظاہرہ زمانہ حیات میں سرکار کائنات ﷺ کی سماعت پر نور کا کمال نہ صرف یہ کہ دلائل نقلیہ سے ثابت فرمایا بلکہ آپ کا ذاتی عمل مبارک ان دلائل کا واضح مصداق بنتا رہا ہے۔ کتنا احسان ہے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا کہ سرکار کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”میں محمد یوسف علی گیندہ کی نعتیں سننا ہوں۔“

جی جلاء الافہام ص ۵۶-۵۷ ابن ماجہ ص ۱۱۹ حدیث نمبر ۱۶۳۷ مشکوٰۃ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۳۶۶ جلاء الافہام ص ۳۶ (چھاپہ بیروت)۔



## دینی رجحان:

آپ کو پیدائشی طور پر قدرت کی طرف سے دین کی محبت عطا ہوئی تھی۔ نہ صرف یہ کہ دینی محبت تھی بلکہ آپ چھوٹی سی عمر میں ہی غوثوں۔ قطبوں۔ ابدالوں۔ سالکوں۔ مجذوبوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ آپ کے علاقہ کے لوگ بھی اُن بزرگوں اور ابدالوں کی زیارت کیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب کرمانوالے سید محمد اسماعیل شاہ صاحب، حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب، حضرت سید علی اکبر شاہ صاحب، حضرت پیر جماعت علی صاحب محدث علی پوری امیر ملت رحیم اللہ تعالیٰ اور حضرت قبلہ بابا حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (یہ آپ کے علاقہ شریف کے قطب تھے)۔

آپ خود بزرگان دین سے بڑے شوق وادب سے ملتے اور اُن کی زیارت سے فیض یاب ہوتے۔ آپ جن بزرگوں سے بھی ملتے وہ بھی نہایت محبت اور پیار سے خصوصی توجہ فرماتے اور ان بزرگوں کے مریدین یہی سمجھتے کہ یہ ہمارے پیر صاحب کے مرید ہیں۔

سیدی مرشدی حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس پیر فقیر سے بھی روحانی تعلق قائم کیا، روحانی محبت کی مثال قائم کر دی۔ ویسے تو آپ کا پیر خانہ علی پور شریف ہے۔ لیکن آپ چونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے عشق میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے ہر بزرگ، شیخ اور پیر فقیر سے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت کا جام نوش فرماتے۔ آپ نے اسی نسبت سے ایک شعر لکھا ہے:

اک تیرا جلوہ دیکھن لئی میں سو سو منتیں منیاں میں  
تھاں تھاں نذرانے ڈھوئے میں نہیں چھڈیا پیر فقیر کوئی

## حضرت قبلہ بابا حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ کا عالم بچپن سے ہی ان بزرگوں سے روحانی تعلق قائم تھا۔ حضرت

اللہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاقہ کی باطنی حکومت کے بادشاہ تھے۔ ان بزرگوں کو حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے خاص دلی لگاؤ اور روحانی محبت تھی۔ آپ کے آستانہ عالیہ کے ارد گرد ہی رہتے تھے۔ آپ قوم کے آرائیں تھے مگر گاؤں کے لوگ ان کو بابا حسن شاہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ جذب کی حالت میں تھے۔

## سلسلہ بیعت:

آپ کا بچپن ہی سے پیروں، فقیروں، درویشوں، سالکوں اور بزرگوں سے محبت بھرا تعلق تھا، علاوہ ازیں (رجال غیب) کو بھی آپ سے محبت تھی۔ جب آپ نے ساتویں جماعت کا امتحان پاس کر لیا تو آپ کے دل میں ظاہری طور پر کسی مرشد کامل کی رحمت کا خیال موجزن ہوا۔ چنانچہ آپ کو خواہش ہوئی کہ شمس المشائخ، مرشد کامل دلی گرولی حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب المعروف لاٹانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پر بیعت کی جائے۔ ۱۔

آپ خود فرماتے تھے انہی دنوں ہمارے گاؤں میں حضرت قبلہ لاٹانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے سلطان العارفین، امام السالکین، شیخ المشائخ، مجمع الاولیاء لاٹانی پیر طریقت رہبر شریعت قبلہ عالم حضرت پیر سید علی اصغر شاہ صاحب علی گاہی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے ہوئے تھے تو ہماری مسجد واقع چک نمبر ۶ اگ۔ ب پہلے کو جراس (شریف) کے امام وخطیب جناب سید محمد شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا یہ حضرت قبلہ قطب عالم لاٹانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں اور بہت بڑے بزرگ ہیں انہی کے مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ محترم شاہ صاحب نے انہی کا مرید کروادیا۔

۲۔ علی پور شریف میں دو مایہ ناز اولیاء اللہ ہوئے ہیں ایک لاٹانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے بابا حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہیں امیر ملت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے ہیں۔ ان کا اسم مبارک سید جماعت علی شاہ ہے اور دونوں عظیم بزرگ ہستیاں شمس المشائخ قدوة السالکین مدد العارفین عارف باللہ ثانی اللہ حضرت قبلہ باباجی خواجہ فقیر محمد صاحب چورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید اور خاص الخاص خلفاء تھے۔



آپ اپنے شیخ معظم کے بارے میں اپنی مایہ ناز نعتیہ مجموعہ کتاب "گلے دے گلینے" حصہ اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

### منقبت

سید	حنی	لاٹانی	دا	جگر	پارا
میرا	حیر	لاٹانی	ایں	علی	اصغر
چھنے	علی	پور	دی	قسمت	بدل
اودھی	پاک	نشانی	ایں	علی	اصغر
علی	اکبر	سرکار	دا	ویر	اصغر
فدا	حسین	دا	جانی	ایں	علی
میری	بیعت	اے	اودھناں	دے	ہتھ اُتے
میرا	قبلہ	روحانی	ایں	علی	اصغر
اودھی	مرضی	اے	دیکھے	یا	نہ دیکھے
میں	تے	جان	دا	مالک	بنا بیٹھاں
منزل	اُتے	میں	یوسف	پانچ	جانا
بانہ	سید	دے	ہتھ	پھڑا	بیٹھاں

گو آپ مجمع انوار لاٹانی حضرت قبلہ پیر طریقت سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو گئے تھے مگر مرکز انوار تجلیات حضرت قبلہ سید پیر جماعت علی شاہ لاٹانی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی بڑی تڑپ رہتی تھی۔ چنانچہ اسی تڑپ اور شوق زیارت کو سینے میں لئے ہوئے آپ اپنے آستانہ عالیہ سے علی پور شریف کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔

### علی پور شریف کی طرف پیدل سفر:

یہ واقعہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کا ہے۔ جب آپ نے علی پور شریف پیدل سفر کرنے کا ارادہ فرمایا تو مگر ام یہ مرتب فرمایا کہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ سفر اختیار کیا جائے۔ چنانچہ ان میاں سے جھوک دینے اسٹیشن سے ہو کر روڈ لا روڈ اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ جب آپ لائن سے گزرنے لگے تو اسٹیشن ماسٹر نے آپ کو روک لیا۔ اسٹیشن ماسٹر جو کہ ہندو مذہب تھا، اُس نے ٹکٹ مانگا۔ آپ کے پاس ٹکٹ تو نہیں تھا کیونکہ آپ گاڑی پر سفر کرنے کے ارادے سے اسٹیشن پر تشریف نہیں لائے تھے بلکہ اسٹیشن کو محض ابتدائے لاکھانہ بنانا تھا۔ وہاں سے لاہور، امرتسر اور رامداس جے سے ہوتے ہوئے علی پور شریف پہنچنا تھا۔ مگر اسٹیشن ماسٹر نے اس وجہ سے پکڑ لیا کہ آپ کے پاس ٹکٹ نہیں تھا۔ آپ نے اسٹیشن ماسٹر کو اپنے علی پور شریف کی طرف جانے کے بارے میں بتایا مگر اُس نے ایک نہ سنی۔ جب شام کا وقت ہوا تو پنڈت کہنے لگا اب آپ کے بھاگنے کا وقت آگیا ہے، اندھیرے میں بہانے سے بھاگ جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا، اگرچہ تم نے مجھے اجازت پکڑا ہے لیکن جب تک تم مجھے خود نہیں چھوڑو گے میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔

آپ نمازوں کے اوقات میں نمازیں ادا فرماتے رہے۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ نے آپ سے روٹی کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہندو ہو اور میں مسلمان، اس لئے میں تمہارے ہاتھ کی روٹی نہیں کھاؤں گا۔ اس پر پنڈت نے کہا، ہمارے یہاں ایک تیلی مسلمان ہے اگر آپ کہیں تو اُس کے گھر سے روٹی منگوا دیتا ہوں۔ آپ نے ان کے جواب دیا۔ چنانچہ آپ نے اُس مسلمان کے گھر سے منگوائی ہوئی روٹی تناول کر لی۔ بعد از نماز عشاء آپ کیلئے چار پائی بچھا دی گئی اور اُس کے ارد گرد تین چار، چار پائیاں اور بچھا دیں اور کہنے لگا، ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ آپ بھاگ نہ جائیں۔

بعد ازاں کے صوفی محمد دین صاحب ہر سال رامداس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت عرس کرواتے تھے اُس میں بھی شرکت کا ارادہ تھا۔ پھر یہی عرس کوہرہ میں ہوتا رہا۔



آپ نے رات کو پچھلے وقت نماز تہجد ادا فرمائی۔ پنڈت آپ کا نماز پڑھنا، ذکر کرنا اور نوافل کی ادائیگی سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ صبح جب لاہور کیلئے گاڑی چلنے لگی تو اسٹیشن ماسٹر (پنڈت) نے گاڑی کے گاڑ کے کان میں کوئی بات کہی اور اُدھنی آواز سے کہا ان کو لاہور لے جا کر قید کر دینا۔ آپ فرماتے تھے جب میں لاہور کا نام سنا تو میں نے شکر کیا کہ چلو لاہور تو پہنچ جائیں گے۔ خیر! جب شاہدہ اسٹیشن آیا تو گاڑی نے آپ کو گاڑی سے اتار دیا۔

پنڈت آپ کی باتوں کو سن کر سمجھ گیا تھا کہ شوقِ زیارت آپ کو اتنی دُور پیدل جا رہا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ کو کہیں نہ کہیں پہنچا دیا جائے۔ اُس کی سختی یا خفگی ظاہر نہیں۔

شاہدہ اسٹیشن سے اتر کر آپ مقبرہ جہانگیر پر تشریف لے گئے اور وہاں مغل دور کے تاریخی نوادرات دیکھے۔ وہاں سے پیدل چلتے ہوئے بادشاہی مسجد اور شاہی قلعہ میں نوادرات کی زیارت فرمائی۔ پھر عباس گھر کی طرف چل دیے۔ وہاں سے چڑیا گھر اور پھر شالامار باغ میں قدرت کی نشانیاں اور آثارِ قدیمہ کو دیکھنے کے بعد امرتسر کی طرف رخ کیا۔ یہ سارا راستہ پیدل ہی طے ہو رہا تھا۔ راستے میں دو نوجوان ملے اُن کو اپنی ساری کہانی سنائی۔ اُن نوجوانوں نے ”اُتو کے اعوان“ جانا تھا۔ ان نوجوانوں نے اپنی طرف سے آپ کو راستہ بتلایا کہ فلاں فلاں راستہ سے جائیں وہ آپ کو منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔ شوقِ دیدار آپ کو کشاں کشاں لئے جا رہا تھا اور پیدل ہی سفر طے ہو رہا تھا۔ جب آپ رامداس پنچے تو پتا چلا کہ حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے داغِ مفارقت دے دیا ہے۔ آپ اس دارِ فانی سے سفر کر گئے ہیں۔ اس خبر سے آپ کے دل کو زبردست دھچکا لگا اور آپ درد و فراق سے تر پنے اور روئے لگے اور اپنے آپ سے گویا ہوئے کہ یوسف تو کتنا بد نصیب ہے کہ لاٹانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے بھی محروم ہو گیا۔

آپ کی طبیعت میں پہلے ہی سوز و گداز اور رقت تھی۔ اس واقعہ نے آپ کو تڑپا کے رکھ دیا۔ جب آپ علی پور شریف پہنچے تو آپ ہجر و فراق کی وجہ سے تر پنے اور

حضرت قبلہ پیر لاٹانی علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بیان فرماتے ہیں:

### منقبت

دوہتا	نبی	دا	علی	دا	جگر	گوشہ
علی	پوری	لاٹانی	اے	پیر	میرا	
مشکل	بنی	تے	آندا	اے	کم	میرے
تاجدار	میرا	دھگیر				میرا
اُٹھے	پہر	خیالاں	دے	وچ	رہندا	
مالک	جان	دا	مہر	منیر	میرا	
اودھے	کرم	تے	پورا	اے	مان	مینوں
نئے	لاوے	گا	بیڑا	آخر	میرا	
اودھی	لٹھے	دی	سادی	جی	ٹوپی	اُتوں
شہنشاواں	دے	تاج	میں	وار	دیواں	
اودھی	سادہ	پوشاک	تے	فقر	اُتوں	
یوسف	راجپاں	دے	راج	وار	دیواں	

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصاحبہ وبارک وسلم۔ ۵ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



## حضرت قبلہ ثانی صاحب شرف پوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

قطب زمان حضرت قبلہ عالم میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا واقعہ بڑا باکرامت اور عجیب ہے۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ کے دادا صاحب بزرگوں کی اپنی رغبت نہیں رکھتے تھے۔ اُن کا بیٹا یعنی آپ کا چچا بیمار ہو گیا۔ اُس کو سخت بے ہوشی کی شکایت تھی۔ کبھی یکدم چینی مارنا شروع کر دیتا تھا اور کبھی روتا اور چلاتا۔ پھر یکدم اُس کی کیفیت ہو جاتی۔ دیکھنے والے کہتے اس کو آسیب ہے، کوئی سایہ کی شکایت کسی نے جادو کر دیا ہے۔ آپ فرماتے تھے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

آپ کے گاؤں میں ایک شخص بابا اسماعیل، شیر ربانی اعلیٰ حضرت صاحب شریف محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا معتقد تھا۔ اُس نے کہا کہ اس بیمار کو شرف پور شریف جاؤ اور وہاں سے دم کروا لاؤ۔ اُس وقت قطب زمان حضرت قبلہ میاں غلام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین تھے۔ جب مریض کو شرف پور شریف کی طرف چلے تو راستے میں اُسے شدید تکلیف ہو گئی۔ چنانچہ گھر واپس لے آئے۔ اگلے دن تیاری کی اور اللہ تعالیٰ کے شرف پور شریف پہنچ گئے۔ جب حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے تو آپ فرمانے لگے کہ تم لوگ تو کل آنے والے تھے پھر یہاں ہی سے واپس کیوں ہو گئے؟

چونکہ بعض لوگ عقیدہ رکھتے ہیں اور اُس کا پرچار کرتے ہیں کہ نبی صلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا (نعوذ باللہ من ذالک) ہو سکتا ہے لوگوں نے بھی یہ بات سنی ہو۔ جب ایک ولی اللہ ایسی بات بتائیں جو کئی دیواروں کے پیچھے کی ہو تو حیرانگی کا شکار ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ آنے والوں نے جب آپ کی زبان ہدایت سے یہ ارشاد سنا تو دل میں انقلابی کیفیت پیدا ہوئی۔ بڑے بڑے ہوئے کہ حضرت کو کیسے پتا چل گیا؟ کہ ہم کل آتے آتے واپس ہو گئے۔

خیر! حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانی کی بوتل دم کر دی اور فرمایا کہ شگنائے باقاعدگی سے ادا کرو اور داڑھی رکھ لو، بفضلہ تعالیٰ بحرمۃ سید الا برار خیر ہو جائے گی۔ جب حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دادا صاحب دم کروا کر واپس آئے تو اُنہوں نے سارا واقعہ سنایا اور کہنے لگا کہ عجیب پیر ہے، نماز بھی پڑھتا ہے اور شریعت کا بھی پابند ہے اور دوسروں سے بھی شریعت کی پابندی کیلئے کہتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اُس پیر نے تو ہمیں کل کی گزری ہوئی بات بھی بتادی کہ کل تم آنے لگے تھے تو پھر واپس چلے گئے۔

حضرت قبلہ بابا جی صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جب میں نے ہاتھیں سینوں تو میرے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ ان بزرگوں کی ضرورت زیارت کرنی ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اگرچہ میں ابھی چھوٹا تھا مگر بیروں فقیروں سے ملنے کا شوق تھا۔ مذکورہ بالا واقعہ سن کر خیال آیا کہ کتابوں اور وعظوں میں ایسے واقعات کا ذکر آتا ہے مگر ایسا اللہ والا مقبول بارگاہ الہی اس وقت بھی موجود ہے۔ جب شوق زیارت دل میں موجزن ہوا تو دل میں بات آئی کہ خود بلائیں تو پھر لطف و کمال ہے کہ ”اپنا جانا اور ہے اور اُن کا بلانا اور ہے“۔

آخر جب وہی عزیز بچا محمد شفیق تندرست ہوئے تو شرف پور شریف جا کر حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو گئے۔ پھر جب شیر ربانی حضرت ہاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا عرس مبارک آیا تو آپ کے چچا صاحب آپ کو بھی اپنے ساتھ شرف پور شریف لے گئے۔ آپ اُس وقت ابھی نعتیں پڑھا کرتے تھے اور ابھی آپ کو داڑھی شریف بھی نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے تھے اگلے دن صبح کے وقت میں نے چند نعتیں پڑھیں۔ آپ کو بہت پسند آئیں۔ پھر اُسی وقت مجھے آزمائش کا حال دیا کہ کیا یہ دل کا سخی بھی ہے یا نہیں۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔ یوسف بچوں کو نعتیں لکھوا دو۔ میں نے بچوں سے کہا کہ کاپیاں لاؤ پھر میں نے بچوں کو آٹھ آٹھ دس دس نعتیں لکھوا دیں۔ اسی دوران حضرت قبلہ ثانی



صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ دیکھنے کیلئے آئے۔ اسی کام میں صبح کے گیارہ بجے گئے۔ پھر آخری مرتبہ آپ تشریف لائے اور فرمانے لگے یوسف یہیں بیٹھے رہنا ہے۔ تو میں نے آپ سے عرض کیا حضور!

وہ اور ہی ہو گئے تیری محفل سے نکلنے والے  
حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

(بات تو اصل میں اُسی وقت بن گئی تھی جب بزرگوں سے نگاہ ملی تھی) پھر حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور ایک عربی رومال ملا فرمایا۔ بعد ازاں میں نے حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے گاؤں تشریف لانے کیلئے عرض کیا۔ فرماتے تھے گاؤں لانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شریفور شریف روانگی سے قبل میری دادی صاحبہ مرحومہ نے فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو گاؤں آنے کی دعوت دینا۔ فرماتے تھے جب میں نے حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دعوت دی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی اور گاؤں تشریف لائے۔ مگر اس وقت تھا میری دادی صاحبہ مرحومہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گئی۔ آپ نے آنکھوں سے چشمہ اٹھایا اور پوچھا کیا بات ہے؟ تو عرض کرنے لگی۔ حضور محمد شفیع کے گھر لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے، یوسف تم دعا کرو۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور! کیلئے تو آپ کو زحمت دی گئی ہے میں تو آپ کے ساتھ تیار ہوں۔ آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی۔ شان رب کریم کہ دعا کے پورے نو ماہ بعد اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے چچا محمد شفیع کو بیٹا عطا فرمایا۔ پھر اس کے لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوئے۔ ماشاء اللہ۔

وقت کے ساتھ ساتھ حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت قبلہ میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ روحانی محبت بڑھ گئی اور حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی خوب نظر کرم فرماتے رہے۔ آپ کی

دعائے میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نعتیہ مجموعہ لکھنے دے گئے (حصہ اول) میں ایک منقبت لکھی ہے۔

### منقبت

میرے قبلہ عالم لاٹانی واہ واہ لاکے توڑ بھائی اے  
جیہوی نعمت ویر نے بخشی سی ایہنے رَج رَج کے درتائی اے  
ایہہ حبیب طیب حقانی واہ ایہہ ویر ہے شیر ربانی واہ  
ایہہ در تے جیہوا آ ڈگیا اوہنوں بخش دتی اولیائی اے  
ایہناں نور دیاں تصویریاں نے ایہناں میریاں سونیاں بھراں نے  
ایہناں دوہاں سکیاں ویراں نے گھر گھر رحمت ورسائی اے  
اس در تے جیہوا آوندا اے مونہوں منگیاں مراداں پوندا اے  
اتھے فیض ہمیشہ جاری اے نہ وقت دی قید لگائی اے  
ایہہ میاں صاحب دی بہتی اے اتھے رحمت رب دی سستی اے  
اوہنوں خیر کرم دا پے جاندا جھنے جھولی آن پھیلائی اے  
شالا وسدا رہوے ایہہ میخانہ میرے سوہنے پیر لاٹانی واہ  
جیہدے کیف نے لہندے چڑھدے تک کر چھڈی مُست خدائی اے  
یوسف نے جو بھی پایا اے بس ایسے در توں پایا اے  
کھا قسم خدا دی کہندا ہاں ہر نعمت ایتھوں پائی اے

حضرت قبلہ بابا جی گنیدہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھائی حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے اور



انسانی معاشرہ میں دو سگے بھائیوں کے لئے بہترین نمونہ قائم کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ سگے بھائیوں کو ان دو عظیم بھائیوں کی زندگی سے نمونہ حاصل کرنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے دونوں عظیم شخصیات کی مدح میں اپنی عقیدت کا اظہار اس طرح فرمایا۔

### مدح

لاٹانی ، میاں صاحب دی ، لاٹانی پاک نشانی این  
کر دیر نے دیر تے نظر کرم کر پھٹیا قطب رہانی این  
ایہ نقشہ شیر محمد دا ، ایہ جلوہ شیر محمد دا  
اکو جیہ سیرت دوہاں دی اکو جیہ شکل نورانی این  
ہے دوہاں دا اکو میخانہ ہے دوہاں دا اکو پیانہ  
اک ساقی اک ورتاوا اے دوہاں دی خلق دیوانی این  
جو ایہدا نہیں سو اوہدا نہیں جو ایہدا اے سو اوہدا اے  
گھر گھر دج دوہاں ویاں نے ورتایا فیض روحانی این  
اس کرم کما کے دسیا اے ، اس توڑ مہما کے دسیا اے  
اک پل دی پاک شریعت توں نہیں کیتی روگردانی این  
کیوں منگتو بوہے گن دے او ، ہر پاسے فیض ہے اوسے دا  
جس پاسے جھولی پھیلائیے ، ہو جاندی فیض رسانی این  
یوسف ہے سگ لاٹانی دا ، اس کامل مرد حقانی دا  
جتھے یار دا نقشہ دسا این اسیں رکھ دینی پیشانی این

### مزار پر پھول چڑھانا:

آپ نے اپنا ایک واقعہ خود سنایا کہ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت شیر رہانی میاں شیر

رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر انوار پر چند احباب نے مراقبہ کیا اور بندہ بھی مراقبہ  
مراقبہ کے بعد تمام دوستوں نے یہ کہا کہ ہمیں میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ  
ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے کہا مجھے شرف زیارت نہیں ملا۔ اسی طرح  
ایک راتیں مراقبہ ہوتا رہا۔ ہر کوئی کہتا کہ مجھے حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ  
تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ بڑی حیرت ہوئی کہ سب کو ملاقات کا شرف بخشا ہے لیکن بندہ کو  
محروم رکھا ہے۔ آپ فرماتے تھے بعد ازیں میں شرقپور شریف سے لاہور آیا۔ یہاں  
میں نے علاقہ چمرہ میں محفل میلاد میں شرکت کرنا تھی۔ دوران تقریر مجھے دو ہار  
پھٹائے گئے۔ بعد از تقریر میں نے انہیں اتار کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا۔ جلسہ سے فارغ  
ہونے کے بعد میں کوئٹہ شریف گیا اور وہاں حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ  
تعالیٰ کے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت میاں امیر الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے  
مزار پر انوار پر حاضری دی اور وہ دونوں ہار جو میرے پاس موجود تھے ان کو جوڑ کر ایک  
لہا ہار کر لیا اور اُسے حضرت موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ مبارک پر ڈال دیا۔ فرماتے  
ہیں کہ وہ ہار مزار پاک پر پڑا بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ حاضری سے فارغ ہونے کے  
بعد میں گھر واپس آ گیا۔ رات کو آرام کرنے کیلئے چارپائی پر لیٹ گیا۔ سونے کی حالت  
میں خواب میں اعلیٰ حضرت شیر رہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور خواب میں ہی  
میں نے آپ سے سوال کیا کہ تین دن آپ کے مزار اقدس پر بندہ نے مراقبہ کیا لیکن  
شرف زیارت نہ بخشا اور آج زیارت سے نوازا رہے ہیں۔ فرمایا آج اس لئے ملاقات  
کیلئے آیا ہوں کہ آپ نے میرے شیخ معظم پیر و مرشد حضرت قبلہ میاں امیر الدین  
صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر منور پر پھول ڈالے ہیں۔

### وصال کے بعد سلسلہ فیض:

آپ فرمایا کرتے تھے جس طرح ظاہری زمانہ حیات میں اولیاء اللہ فیض  
دیتے ہیں اسی طرح دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی بزرگ سلسلہ فیض جاری رکھتے



ہیں۔ خاص طور پر دو عظیم بزرگوں قطب الاقطاب پیر طریقت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی ملاقاتیں ہوئیں اور ان سے کئی برکات حاصل کئے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں لکھتے ہیں:

صدقے جاواں محمدؑ دے شیر انٹوں شرق پور دے بھاگ جگائے جہ  
اُس دی نظر نوازی توں جاں صدقے ولی غوث تے قطب بنائے جہ  
کرماں والے دے کرم جگائے جتنے رنگ گھنگ شریف نوں لائے جہ  
کر دیر نوں دتا لاٹانی یوسف کیلیا نوالے وچ جھنڈے جھلائے جہ

**صاحب مزار اور گدی نشین کا تعلق:**

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ جب حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کیلئے شرق پور شریف تشریف لے جاتے تو پہلے شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر انوار مر کو تجلیات پر حاضری دیتے۔ اسی سلسلہ میں آپ کا ایک واقعہ شاعر اہل سنت جناب احمد علی قائد شرق پوری صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ آپ (حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مجھے ایک واقعہ سنایا جس نے مجھ پر رقت طاری کر دی۔ بلکہ جب میں نے حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی گنیزہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو ان کی آنکھیں بھی پر نہم تھیں۔ آپ نے بتایا کہ ان کو حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوئے پندرہ سال گزر گئے تھے۔ اس عرصہ میں میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ان (حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) سے کبھی مسکرا کر نہ ملے۔ وہی آنا جانا اور دال روٹی، بنگلر شریف کھانا اور زیارت سے مشرف ہو کر واپس چلے جانا۔

بہارِ علی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

راوی جناب احمد علی شرق پوری مرحوم بیان کرتے تھے کہ حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی صاحب گنیزہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں شرق پور شریف گیا تو پہلے سید ہادد بار اعلیٰ حضرت شرق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری دی۔ اے دل ہی دل میں قطب الاقطاب حضرت قبلہ ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اعلیٰ حضرت شرق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی مل کر نہیں ملے پھر یہ بھی عرض کر دیا کہ ہمیشہ دال روٹی کی دعوت فرماتے ہیں۔

راوی جناب احمد علی شرق پوری مرحوم بیان کرتے تھے حضرت قبلہ گنیزہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں حضرت قبلہ عالم ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا تو آپ اُسی بیٹھک میں تشریف فرما تھے جس میں اعلیٰ حضرت شرق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ بندہ نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھ دیئے اور میں دیکھتے ہی سوچ میں پڑ گیا کہ آپ میرے دل کی گہرائیوں کے محفوظ رازوں سے بھی واقف ہیں۔ آپ نے بڑی شفقت و محبت سے میرے کلمے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ کھاتے کیوں نہیں؟ کھاؤ! تم میرے بھائی جان سے دو ہار شریف پر انہی کھانوں کے بارے میں کہہ رہے تھے اور ہاں مسکرانے کے متعلق بھی سن لو کہ جس دن سے میرے برادر بزرگوار اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے پردہ فرمایا ہے میری ساری ہنسیاں اور مسکراہٹیں وہ اُسی دن سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اب میری زندگی میں قطعاً کوئی مزہ نہیں رہا۔ یہ فرما کر آپ کی آنکھوں میں آنسو موتیوں کی طرح نکل پڑے۔ یہ دیکھ کر میں بھی بے اختیار رونے لگا اور کھانے کا خیال تک نہ رہا اور یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ گدی نشین کا صاحب مزار سے رابطہ ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ صاحب مزار مرشد کامل دلوں کی گہرائیوں میں رکھتے ہیں اور کامل پیر مرشد گدی نشین سے رابطہ رکھتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے صاحب مزار کے پاس حاضری دی جائے پھر گدی نشین کی زیارت کی جائے۔



بندہ ناچیز حقیر منیر احمد یوسفی نے بھی یہ واقعہ آپ کی زبانی سنا۔ آپ اس واقعہ کو سنانے کے بعد فرمایا کرتے تھے مجھے کون کہہ سکتا ہے کہ صاحب مزار کو کچھ خبر نہیں ہوئی یا صاحب مزار کا گدی نشین سے تعلق نہیں ہوتا۔

### باکمال واقعہ:

حضرت قبلہ بابا جی سرکار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آپ کی کرامات اور واقعات تو بہت ہیں مگر وہ اپنا ہی ایک بڑا باکمال واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ اللہ رب العزت نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ لڑکے کی خوش خبری سنانے اور نام رکھوانے کیلئے میں حضرت قبلہ میاں ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا۔ آپ نے بچے کی ولادت کی خبر سنی تو خوش ہوئے اور مبارک باد دی۔ نام رکھنے کے لئے عرض کیا تو فرمایا: ”منیر احمد رکھ لو اور بشیر احمد نام رکھ لینا“۔ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں سمجھ گیا کہ منیر احمد کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا۔ جس کا نام آپ نے پیشگی رکھ دیا۔ چنانچہ پھر بیٹا پیدا ہوا تو آپ کی بشارت پوری ہو گئی۔ لیکن بچے کی ولادت کے موقع پر یہ بات سمجھ میں آئی کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ایک نہیں بلکہ دو رمزیں تھیں۔

”ایک یہ کہ لڑکا پیدا ہوگا اور دوسرے یہ کہ اُس وقت ہم دنیا میں نہیں ہونگے تم خود ہی بشیر احمد نام رکھ لینا“۔ جب مجمع انوار گینہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب پیدا ہوئے تو حضرت قبلہ میاں ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس فانی دنیا سے سفر فرما چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے اُس دن مجھے ناقابل تلافی صدمہ ہوا۔ آپ جب یہ واقعہ سنایا کرتے تھے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور کافی دیر تک روتے رہتے تھے۔

### بزرگوں سے اظہار عقیدت و محبت:

آپ نے کئی غوثوں قطبوں اور ابدالوں سے اکتساب فیض فرمایا اور کئی بزرگ یزدہ بزرگوں، عالی مرتبت اولیاء اللہ کی مدح سرائی فرمائی:

۱۔ شیخ معظم پیر کامل حضرت قبلہ سید علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (علی پور شریف) کی مدح میں فرماتے ہیں:

سوہنا	پیر	میرا	سید	علی	اکبر
سُچا	لال	لاٹانی	خزانے	دا	اے
دامن	موتیاں	تھیں	چنے	بھر	دیتا
میرے	جیسے	غریب	دیوانے	دا	اے
نظراں	والیاں	نے	صاف	دیکھیا	اے
سید	پاک	ابدال	زمانے	دا	اے
تارے	ذریاں	تائیں	بنا	دیتا	
کٹاں	فیض	اے	سخی	گھرانے	دا
دادے	پاک	حیاتی	وچ	فقر	دیاں
سکھ	منزلاں	طے	کروا	چھڈیاں	
جدھر	جدھر	سی	گذریا	لاٹانی	
یوسف	راہواں	اودھ	سکھ	وکھا	چھڈیاں



۲۔ قطب وقت، محدث اعظم پاکستان حضرت قبلہ علامہ مولانا محمد سردار امجد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

بڑے بڑے محدث نے جگ اندر  
محدث اعظم دی شان کچھ ہو ای اے  
بھر بھر جھولیاں فیض رضا و نڈیا  
ایہناں اُتے فیضان کچھ ہو ای اے  
میرے سخی سردار دا سُنیاں تے  
خاص الخاص احسان کچھ ہو ای اے  
جدھر نظر کیتی عالم گئے بن دے  
ایہدا علم پڑھان کچھ ہو ای اے

عالم گر عالم ولی گر عارف قطب وقت سردار سی سُنیاں دا  
کی میں اُس دی یوسف تعریف لکھاں میرا سخی سالار سی سُنیاں دا  
۳۔ حضرت قبلہ پیر طریقت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری  
امیر ملت کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش فرماتے ہیں:

واراں جان محدث علی پور توں  
امیر ملت دا جنہوں خطاب ملایا  
چنے ویکھیا اوے دا ہو رہیا  
ایسا حسن اُس نوں لا جواب ملایا  
اکے نظر تھیں قطب بنایا چنے  
ہی پیر وی قطب الاقطاب ملایا

اودے یو ہے تے جیہدا گدا آیا  
اودہوں فیض ملایا بے حساب ملایا  
سید پاک شہزادہ سی مصطفیٰ دا  
شہنشاہ وی سی تے فقیر وی سی  
کر دا خاک در خاک سی دشمنان نوں  
یوسف قدماں دی خاک اکیر وی سی

### ۱۔ کیسے شروع فرمایا:

جیسا کہ آپ پچھلے صفحات میں مطالعہ فرما چکے ہیں کہ حضرت قبلہ بابا جی  
رحمہ اللہ تعالیٰ شروع شروع میں نعت خوانی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر  
ایک جلسہ میں آپ حضرت قبلہ ثانی صاحب شریف پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے  
تھے کہ آپ نے فرمایا: ”مولانا آپ اٹھ کر تقریر فرمائیں“۔ اُس کے بعد پھر  
خطبہ تقاریر شروع ہو گیا۔ جس طرح آپ کو نعت خوانی میں ملکہ حاصل تھا اسی طرح  
ان کی آن میں آپ کو میدانِ خطابت میں بھی ملکہ حاصل ہو گیا۔

آپ بچپن سے ہی حضور اکرم ﷺ کے عشق و محبت میں مستغرق اور جذب  
والی سوز و گداز اور زہد و اتقا کا مرقع تھے۔ جب یہ رنگ نعت خوانی کے علاوہ وعظ و  
خطابت کے ذریعے ظاہر ہوا تو جس طرح میدانِ نعت خوانی میں آپ ہر خاص و عام کی  
دل کا مرکز تھے اسی طرح میدانِ خطابت میں بھی توجہ کا مرکز بن گئے۔ آپ کی تقاریر  
لوگوں کے اُتار چڑھاؤ پر مبنی نہ ہوتی تھیں بلکہ پُر مغز، پُر سوز، تعلیمی، علمی، اعتقادی،  
دلائل اور مستند حوالہ جات سے دل کی گہرائیوں میں اُترنے والی ہوتی تھیں۔

رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔



## سامعین کی کیفیت:

آپ کی آواز میں اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و احد جل مجدہ الکریم نے ایسا سوز و گداز اور درد دیا ہوا تھا کہ آپ جب خطبہ فرماتے تھے تو سامعین محفل میں وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ تقریر میں اس قدر جوش و ولولہ ہوتا تھا کہ سننے والے کا دل تڑپنے لگتا تھا۔ علاوہ ازیں آپ کا انداز خطابت اچھوتا، نرالا، سادہ اور عام فہم بھی تھا۔ آپ کے زبردست جوش و جذبہ اور سوز و گداز کی وجہ سے جلسہ گاہ میں دو ہندے بھی شہید ہو گئے۔ جب پیر طریقت حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت صاحب کراماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس کا پتا چلا کہ آپ کے ایک جلسہ میں دو ہندے شہید ہو گئے ہیں تو آپ نے حضرت باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو تقریر میں نرمی اختیار کرنے کیلئے فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے انداز خطابت میں قدرے تبدیلی فرمائی۔

## خطاب نگینہ:

نعت خوانی اور خطابت میں نرالے اور خصوصی انداز کی بنا پر ہر طرف سے وعظ و تقریر کی دعوتیں ملتیں۔ تقسیم ہند سے قبل فیروز پور شہر میں ”بزم شاہ جیلان“ نے آپ کو تقریر کیلئے بلایا، اُس موقع پر آپ کو ”گنیمت ہند“ کا خطاب دیا گیا۔ سراج الاولیاء خواجہ خواجگان حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز نے دوبارہ انوار پر تقریر کیلئے بلایا گیا۔ وہاں اشتہارات میں آپ کو ”گنیمت ہند“ کہا گیا اور پھر آپ ”گنیمت ہند“ کے نام سے پکارے جانے لگے۔ آپ بذات خود اس خطاب سے گھبراتے تھے۔ یہ بات دراصل بزرگان دین کی روایتی تواضع اور انکساری کی آئینہ دار تھی۔ تشکیل پاکستان کے بعد آپ ”گنیمت پاکستان“ کے نام سے پکارے جانے لگے۔ بعد ازیں آپ کا نام مبارک ہی ”محمد یوسف علی گنیمت“ لکھا جا رہا ہے۔ (قدس سرہ العزیز)

## حالت جذب:

دوست احباب فرماتے ہیں کہ عالم شباب میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ پر غور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ اپنے آپ سے بالکل الگ ہو کر رہ گئے۔ آپ کی نہ کھانے پینے کی طرف توجہ تھی اور نہ پہننے کی۔ یہ حالت تقریباً اکیس دن رہی۔ انہی دنوں حضرت پیر سید علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے گاؤں تشریف لائے۔ اور اس جذب کی حالت سے نکالنے کیلئے ایسی ہی توجہ فرمائی۔

## علمائے دین سے محبت:

آپ کو بچپن سے ہی علمائے اہلسنت و جماعت سے محبت اور ملاقات کا شوق تھا۔ اکثر اوقات جلسوں میں نعشیں پڑھنے کیلئے تشریف لے جاتے تو وہاں علماء کرام سے ملاقات کا موقع مل جاتا۔ کئی علماء کرام سے تو بہت قریبی خصوصی تعلقات اور روحانی اور علمی رابطے تھے۔

چند علماء کرام جو اپنے دور کے علمائے ربانی میں سرفہرست تھے، کا ذکر بغیر یہاں کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت قبلہ علامہ مولانا بابا نبی بخش صاحب حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی منش عالم دین اور بزرگ ولی اللہ تھے۔ آپ نے پنجابی میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی ہے جو ”تفسیر نبوی“ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار گنیمت رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنی تقاریر اور خطابات میں ان کی تفسیر سے حوالہ جات اور اشعار سنایا کرتے تھے۔ آپ جب لاہور تشریف لاتے تھے تو آپ حضرت مولانا نبی بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر ضرور حاضری دیتے۔



(۲) فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف صاحب محدث رحمہ اللہ تعالیٰ (ال)  
لوہاراں شریف، سیالکوٹ)

(۳) محقق و مدقق عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ  
تعالیٰ (سیالکوٹ)

(۴) شمس العلماء، استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی صاحب رحمہ  
اللہ تعالیٰ (وزیر آباد)

(۵) حضرت جناب مولانا قبلہ سیدنا ظہر حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (زبورہ شریف)

(۶) عالم نبیل فاضل شہیر جناب حضرت مولانا مولوی محمد مسعود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۷) حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (کاجپور پورہ لاہور)

(۸) حضرت علامہ مولانا صوفی محبوب عالم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (سلطان پورہ لاہور)

(۹) مفسر قرآن شارح مشکوٰۃ حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمہ اللہ  
تعالیٰ۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تفسیر نور العرفان، تفسیر نعیمی،  
مرآۃ شرح مشکوٰۃ، جاء الحق، شان حبیب الرحمن وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

(۱۰) غزالی زمان حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمہ اللہ  
تعالیٰ (مٹان)۔

(۱۱) مناظر اسلام، ولی کامل حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب رحمہ اللہ

تعالیٰ۔ آپ سے ملاقات حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس  
پاک پر ہوئی۔ حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ عظیم اور مایہ ناز  
مناظر ہوئے ہیں۔ آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و ہدایہ

و بے حد کی مدح حقیقی اور سرکار کائنات ﷺ کی خصوصی نگاہ کرم سے بڑے  
بڑے مخالفین، گمراہوں، بے دینوں، مرزائیوں، خارجیوں، رافضیوں،  
نیچریوں، چکڑ الویوں، اور دہریوں وغیرہ کو مناظروں میں ذلت آمیز شکستیں

دی ہیں۔

آپ کی مدح میں لکھتے ہیں:-

### منقبت

محمد ﷺ دے پیارے محمد عمر سن  
عمر\* دے دلارے محمد عمر سن  
عمر ساری کیتی عمر\* دی غلامی  
ہدایت دے تارے محمد عمر سن  
فقاہت وضاحت بلاغت دے پیکر  
دقائق دے دھارے محمد عمر سن  
دلائل دے انبار لا دتے جا کے  
جیتے وی سدھارے محمد عمر سن  
سدا ستیاں فیض اُوہناں توں لینا  
جو کر دے اشارے محمد عمر سن  
کوئی آیا بھاویں مخالف مناظر  
کدی وی نہ ہارے محمد عمر سن  
اہل سقت دی کر کر حمایت  
مقدر سنوارے محمد عمر سن



والا نام محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی معلومات:

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالنواب صدیقی مدظلہ العالی کو ایک مناظرے میں ہانا تھا تو حضرت قبلہ بابا جی گنیمہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا۔ بندہ ناچیز منیر احمد علی بھی آپ کے ساتھ مناظر اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ اقدس پر گیا۔ لاہریری میں دیکھی، قلبی سکون حاصل ہوا۔ حضرت مولانا عبدالنواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے گفتگو کے دوران ایک حوالہ کا ذکر کیا تو بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کتاب دیکھیں، اُس میں حوالہ موجود ہے اور وہ کتاب حضرت مناظر اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی لاہریری میں موجود ہے۔ مولانا عبدالنواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے کہا میں نے تو بہت تلاش کی ہے وہ کتاب مجھے ملی نہیں تو حضرت بابا جی گنیمہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ نے وہ کتاب کسی کو دے نہ دی ہو ورنہ کتاب ادھر ہی گئی ہوگی۔ انہوں نے جواباً کہا یہاں سے کوئی کتاب کسی کو نہیں دی گئی تو آپ نے فرمایا لاہریری میں ہی ہوگی۔ مولانا عبدالنواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے کہا میں نے بہت تلاش کی ہے مگر ملی نہیں۔ اتنے میں آپ اٹھے اور الماریوں کو دیکھنے کے بعد دُور سے سفید پتے والی ایک کتاب کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا وہ سامنے والی کتاب نکالیں۔ جب وہ کتاب نکالی تو مولانا عبدالنواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے ان ہو گئے کہ وہی کتاب تھی جس کو بہت تلاش کیا اور مل نہ رہی تھی۔ اس موقع پر مولانا عبدالنواب صاحب نے کہا کمال ہے لاہریری ہماری ہے لیکن کتابوں کا علم حضرت گنیمہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) کو ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا: اباجی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت گنیمہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو چاہیاں دے دیتے تھے اور کسی پر اتنا اصرار نہ کرتے جتنا گنیمہ صاحب پر اعتبار کرتے تھے۔ کتاب کو دیکھنے کے بعد ایک اہم حوالہ ہوا کہ اس کتاب کے شروع میں بڑے اہم حوالہ جات لکھے ہوئے تھے اور وہ حضرت بابا جی گنیمہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔

ہے حق کیڑے پائے تے باطل ہے کدھر  
ایہ کر دے تارے محمد عمر سن  
طوفاناں چوں کڈھ اہل سنت دی کشتی  
لیائے کنارے محمد عمر سن  
میں یوسف اونہاں نوں ولی کیوں نہ آکھاں  
کہ ولیاں دے پیارے محمد عمر سن

### لاہور میں مقام قیام:

آپ اکثر لاہور تشریف لایا کرتے تھے اور امام المناظرین، مناظر اسلام ولی کامل حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قیام فرما کرتے تھے۔

بقول حضرت علامہ مولانا عبدالنواب صدیقی مدظلہ العالی، مناظر اعظم حضرت قبلہ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں کے بارے میں حضرت قبلہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گنیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھرپور اعتماد فرماتے تھے اور اپنی لاہریری کی چابیاں سوائے اُن کے کسی کو نہ دیتے تھے۔ حضرت گنیمہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سارا سارا دن لاہریری میں محو مطالعہ رہتے کھانے پینے کے بے نیاز ہو کر مطالعہ فرماتے رہتے اور کتابوں کے شروع میں قیمتی حوالہ جات نوٹ فرماتے رہتے تھے۔



## علمی شخصیات سے ملاقاتیں:

لاہور میں جتنی بڑی بڑی علمی شخصیات تھیں مثلاً حضرت قبلہ پیر طریقت (۱۱۱۱) بخش حلوا کی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت قبلہ پیر طریقت صوفی مولانا محبوب عالم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سلطان پورہ والے، حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا پورہ مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب دکن پورہ والوں سے خصوصی علمی ملاقاتیں رہتی تھیں۔

## محفل میلاد شریف زیارت کا وسیلہ:

مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب مرحوم دکن پورہ والے آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے حاجی محمد یوسف علی گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ میری ساری عمر کی کمائی ہیں۔ ایسی شخصیت ہیں اگر ہاتھ میں چراغ رکھ کر بھی تلاش کیا جائے تو ایسی شخصیت نہیں مل سکتی۔ مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب مرحوم اکثر و بیشتر حضرت قبلہ بابا جی گینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ آپ کا ذکر خیر سن کر آپ کے دیدار کا اشتیاق رہتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب مرحوم نے دکن پورہ کی حاجی مسجد حنفیہ (المشہور صوفی صاحب والی مسجد) میں میلاد النبی ﷺ کی محفل میں آپ مدعو کیا۔ فیصل آباد سے لانے کا اعزاز بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی کو حاصل ہوا۔ دیدار سے سلف صالحین کی یاد تازہ ہو گئی۔ واقعی عظیم علمی روحانی شخصیت تھے۔ اسی محفل سے ناچیز کو آپ کی شفقتوں کے ملنے کا آغاز ہوا۔ اور اسی شب جلسہ کے بعد آپ کے دست ہدایت پر بیعت کی۔

## خوش نصیبی:

اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل مجدہ الکریم کے پیارے دوستوں سے روحانی تعلق اور محبت بڑی خوش نصیبی ہے۔ بندہ ناچیز منیر

والی اور ہم پیر بھائیوں کو اس بات پر کروڑوں شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہمیں حضرت قبلہ (۱۱۱۱) علی گینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی عظیم المرتبت ہستی کی سنگت اور روحانی نسبت نصیب ہوئی یہ دراصل رب کائنات جل شانہ کی عطا ہے کہ ہمیں وہ کامل رہبر اور مرشد نصیب ہوئے ہیں جو فانی الرسول، عاشق مصطفیٰ کریم ﷺ اور شریعت و طریقت کے جامع ہیں۔

رب کائنات کو ازل سے یہ بات پسند تھی کہ ہم لوگوں کی حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روحانی نسبت ہو۔ آپ سے روحانی نسبت سے قبل بندہ نے کئی حضرات کی صحبت اختیار کی مگر دل مطمئن نہ ہوا۔ بلکہ سالہا سال کی صحبت بھی مطمئن نہ کر سکی۔ بالآخر جب حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا تو کہتے ہی اطمینان قلب کی دولت حاصل ہو گئی۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے کیا خوب فرمایا ہے:

الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِتَّكَفَ وَ مَا تَنَافَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ ۹ ”روحیں مخلوق لشکر ہیں تو ان میں سے جو جان پہچان رکھتی ہیں وہ الفت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہتی تھی وہ الگ رہتی ہیں۔“

یعنی انسانی روحیں بدنوں میں آنے سے پہلے آپس میں مخلوط تھیں۔ جب وہ روحیں بدنوں میں آئیں تو ہر روح کو اس روح سے الفت ہو گئی جس کے ساتھ پہلے خلط ملط رہ چکی تھی۔ اگرچہ دنیا میں مختلف زمینوں میں رہیں۔ جیسے بندہ ناچیز اور دیگر خوش نصیب پیر بھائی حضرات جو مختلف شہروں اور ملکوں میں رہتے ہیں مگر ان کی محبت چمک پھر ۷۶ اگ۔ ب۔ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے عظیم روحانی رہنما اور کامل پیر و مرشد قدوۃ السالکین، عمدۃ العارفین، شیخ طریقت، واقف رموز حقیقت، ماحی شرک و بدعت، عالم یلمعی، فاضل لوزعی، امین علم لدنی، قطب جلی

فی بخاری جلد ۱ ص ۳۶۹ مشکوٰۃ ص ۳۳۵ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۶۰ مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱ فی اعمال جلد ۹ ص ۶ حدیث نمبر ۲۳۶۶۔



یوسف مصر محبت نیز اُدراج شرافت حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گندھاری  
تعالیٰ سے ہوگئی۔

آپ سے محبت صرف اور صرف رب کائنات جل و علا کی خوشنودی اور  
رسول کریم امام الانبیاء حبیب کبریاء شفیع المذنبین راحۃ العاشقین مراد المومنین  
الثقلین نبی فیلین رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت و پیروی پر ہے۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ  
ورجیم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ  
بِحَبْلِيْ؟ اَلْيَوْمَ اُظْلِمُوْهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ ۝۱۰  
”اللہ (تبارک و تعالیٰ جل سبحانہ) قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں  
میری عظمت کے لئے آپس میں محبت کرنے والے؟ آج میں انہیں اپنے سایہ  
(رحمت) میں جگہ دوں جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔“

یعنی وہ صاحب ایمان لوگ ہماری بارگاہ میں حاضر ہوں جو صرف ہماری  
رضا کی خاطر آپس میں محبت کرتے تھے، ہمارے بندوں کو راضی کرتے تھے اس لئے  
کہ میں راضی ہو جاؤں۔

### بہترین انسان:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں انہوں  
نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اَلَا اَنْتُمْ كُمْ بِخَيْرٍ رَّحْمَةً  
قَالُوْا بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَيْرٌ كُمْ الَّذِيْنَ اِذَا رَاَوْا اُذْكِرُ اللّٰهَ ۝۱۰  
”کیا میں تمہیں بہترین مومن کی خبر نہ دوں؟ صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض

۱۰ مشکوٰۃ ص ۲۲۸ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۷ داری جلد ۳ ص ۳۱۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص  
۲۲۳ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۵ کنز العمال جلد ۹ ص ۶ حدیث نمبر ۲۳۶۵۵ مسلم حدیث  
نمبر ۲۵۶۶۲ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۱۹ مشکوٰۃ ص ۲۴۷ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۵۹ کنز العمال  
جلد ۱ ص ۳۱۹ حدیث نمبر ۱۷۸۸۔

کہانی ہاں ایسا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو (آپ ﷺ نے) فرمایا: تم میں  
بہترین وہ ہیں کہ جب دیکھیں جائیں تو اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق  
الہدایہ و بے حد) یاد آ جائے۔“

یقین جائیں یہ حقیقت جس میں کسی قسم کا مبالغہ اور جھوٹ نہیں کہ جب بھی  
حضرت قبلہ بابا جی سرکار گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوتی تو بے ساختہ منہ سے نکلتا  
”سبحان اللہ! ما شاء اللہ“

### فرشتوں کی حفاظت میں:

جب کوئی شخص اللہ جل مجدہ الکریم کی خوشنودی اور اللہ ﷻ کے بندوں کی  
زیارت کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے تو رب کائنات (جل جلالہ) کے خصوصی فرشتے  
اُس کی حفاظت کرتے ہیں اور اُسے اُس کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں اُن سے رسول کریم  
ﷺ نے فرمایا: اَلَا اَذْنُكَ عَلٰی مَلَکٍ هٰذَا اَلْمُرْسَلِ  
الَّذِيْ نَصِيْبُ بِهِ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ  
السَّكْرِ ”کیا میں تمہیں اُس چیز کی رہنمائی نہ کروں جس سے تم دنیا اور آخرت کی  
ہلائی حاصل کر لو تم ”اہل ذکر“ کی مجالس اختیار کرو“۔ وَ اِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ  
لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَ اَحْبَبْ فِي اللّٰهِ وَ ابْغُضْ فِي  
اللّٰهِ ”اور جب تم تنہائی میں ہو تو جہاں تک کر سکو اپنی زبان اللہ (تبارک و تعالیٰ جل  
شاندہ) کے ذکر میں ہلاتے رہو اور اللہ (رب العزت) کی راہ میں محبت کرو اور اللہ  
(عز و جل) کی راہ میں عداوت رکھو“ پھر فرمایا: يَا اَبَا رَزِيْنَ هَلْ شَعَرْتَ اِنَّ  
الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ زَانِبًا اَخَاهُ شَيْعَةً سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ  
كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّهُ وَصَلَ فِيْكَ فَصِلْهُ فَاِنَّ



اَسْتَطَعْتُ اَنْ تَعْمَلَ جَسَدَكَ فِي ذَلِكَ فَاَفْعَلُ ۱۲

”اے ابورزین کیا تمہیں خبر ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے اپنے (ایمانی) بھائی کی ملاقات کے لئے نکلتا ہے تو اسے ستر ہزار فرشتے (منزل تک) پہنچاتے ہیں وہ تمام اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ذوالجلال والا کرام اس نے تیری راہ میں جوڑا ہے تو اسے جوڑ تو اگر کر سکو تو اپنے جسم اس (کام) میں مشغول رکھو تو ضرور کرو“۔

یعنی یہ محافظ فرشتے اس شخص کو گھر تک پہنچاتے ہیں۔ یہ پہنچانا عزت افزائی کے لئے ہوتا ہے اور دعائے خیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسے دعائیں دیتے ہیں اور ساتھ چلتے جاتے ہیں۔

بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی کا تو معمول تھا کہ بندہ ہر جمعہ المبارک حضور قبلہ بابا جی سرکار گلینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس نماز جمعہ المبارک کی ادائیگی کے لئے فیصل آباد میں جامعہ مسجد و سنگیری غلام محمد آباد جایا کرتا تھا۔ ۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے کہ جب بھارت نے ہمارے ملک مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان پر حملہ کر دیا۔ بندہ کے گھر والوں نے کہا کہ اس جمعہ المبارک کو فیصل آباد نہ جاؤ، جنگ ہو رہی ہے۔ بھارتی ہوائی جہاز حملہ کر رہے ہیں، خدا نخواستہ راستے میں کوئی حادثہ نہ پیش آجائے۔ لیکن بندہ ناچیز اپنے وظیفہ میں ناغہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا نام لے کر صبح ۹ بجے جمعہ المبارک کے دن روانہ ہوا۔ جب بس ابھی دریائے راوی کے پل سے گزر رہی تھی کہ آٹھ دس بھارتی ہوائی جہاز حملہ آور ہوئے ڈرائیور نے ہوائی جہازوں کا شور سن کر بس ایک طرف لگا دی، ہوائی جہاز دریائے راوی کے پل کو تباہ کرنا چاہتے تھے مگر ان کا نشانہ خطا گیا۔ بس پھر روانہ ہو گئی اور بخیر و عافیت فیصل آباد پہنچی اور بندہ ناچیز حضرت قبلہ بابا جی سرکار گلینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے فیض یاب ہوا اور جمعہ المبارک کا خطبہ سنا اور نماز جمعہ المبارک

۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۷۷ مرآۃ جلد ۶ ص ۶۰۳، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۸۳۷ حدیث نمبر ۳۳۲۹۔

عالی۔ آج آپ کا انداز کچھ مختلف تھا آگے پیچھے، جب بندہ جمعہ المبارک کی نماز پڑھنے جاتا تھا تو کبھی نہیں فرماتے تھے کہ ”پتر منیر“ گھر واپس پہنچو لیکن آج فرمانے لگے ”پتر منیر“ فوراً گھر پہنچو، گھر والے فکر کر رہے ہیں۔ چنانچہ بندہ کو خود لاہور کی بس میں سوار کیا اور دعائیں دیتے ہوئے روانہ فرمایا۔

### شعر و شاعری:

شعر کے معنی ہیں دانائی اور عقل مندی۔ اسی سے ہے شعور۔ اصطلاح میں قافیہ اور وزن والے کلام کو شعر کہتے ہیں کہ یہ شاعری دانائی بتاتا ہے۔ نیز جھوٹے اور دلچسپ کلام کو بھی شعر کہا جاتا ہے۔ جیسے ناول۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ ۱۳ ”ہم نے انہیں شعر نہ سکھایا“۔ یہاں یہی ناول گوئی مراد ہے۔ ۱۳

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف وریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً ۱۵ ”بعض شعر حکمت ہیں“۔ جس شعر میں علم اور دانائی کی بات ہوتی ہے وہ حکمت سے بھرپور ہوتا ہے۔

حضرت لبید بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ عرب کے مشہور شاعر ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے اشعار بارگاہ رسالت مآب رضی اللہ عنہ میں مقبولیت پا گئے اور وہ خود بھی مقبول ہو گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ان کے بارے میں رسول کریم رؤف وریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ ۱۶ ”کلمہ لیبید الا کُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلٌ ۱۶“ نہایت ہی سچی بات جو

۱۳۔ یسین ۶۹: ۱۳ تفسیر نور العرفان ص ۷۰۹ زیر آیت ۵۱۔ شرح اللہ جلد ۶ ص ۶۱۱ بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۰۸ حدیث نمبر ۶۱۴۵، مشکوٰۃ ص ۳۰۹ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۹ داری جلد ۲ ص ۲۵۷ مرآۃ جلد ۹ ص ۳۳ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۱۷۱ (طبع جدید)۔ ۱۶۔ مشکوٰۃ ص ۳۰۹ ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۵۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۱۷۱ بخاری جلد ۲ ص ۹۰۸ مسلم جلد ۲ ص ۲۳۹۔



شاعر کہے وہ (حضرت) لبید (ؓ) کی بات ہے کہ یقیناً اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

امیہ بن ابی صلت کے اشعار نبی کریم ﷺ و رحیم ﷺ بڑے شوق سے کرتے تھے۔ اگرچہ اس نے اسلام کا شروع زمانہ پایا، نبی کریم ﷺ و رحیم ﷺ کی ابتدائی تبلیغ پائی مگر ایمان نہ لایا۔ اپنے دین ترک و دنیا پر تھا۔ اس کے اشعار جن میں رب ذوالجلال والا کرام کی توحید کا ذکر تھا، نبی کریم ﷺ و رحیم ﷺ سنا کرتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ آمَنَ لِسَانُهُ وَ كَفَرَ قَلْبُهُ عا "اس کے دل میں کفر تھا مگر زبان میں ایمان تھا۔"

حضرت عمرو بن شریذ علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں رسول کریم ﷺ و رحیم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمِّيَّةِ ابْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟ "کیا تمہیں امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟" میں نے عرض کیا جی ہاں! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو آپ ﷺ نے فرمایا: هِبْ فَأَنْشُدْهُ بَيْتًا فَقَالَ هَيْهَ حَتَّى أَنْشُدْهُ مَائَةً بَيْتٍ ۱۸ "لاؤ، میں نے ایک شعر پڑھا، فرمایا اور لاؤ، حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کو سو اشعار سنائے۔"

حضرت حسان بن ثابت ؓ نبی کریم ﷺ و رحیم ﷺ کے درباری شاعر تھے۔ جب حضرت حسان بن ثابت ؓ اشعار پڑھتے اور کفار کی جھو بیان کرتے تو آپ ﷺ اُن کے لئے دُعا فرماتے تھے۔

حضرت براء ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ و رحیم ﷺ نے حضرت حسان ؓ کو فرمایا:

عا مرقاة جلد ۹ ص ۳۵-۱۸، مشکوٰۃ ص ۲۰۹، مرقاة جلد ۹ ص ۳۵، مسلم جلد ۲ ص ۲۳۹ (اشارہ) مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۲۶، الادب المفرد حدیث نمبر ۲۹۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۳۱۵، حدیث نمبر ۲۲۸، قرطبی جلد ۷ ص ۱۳۱، حدیث نمبر ۱۳۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۱۷۲۔

أَهْجِ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ وَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ لِحَسَّانٍ أَجِبْ عَنِّي اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدْسِ ۱۹

"اے حسان (حضرت) جبرائیل (ؑ) تمہارے ساتھ ہیں مشرکین کی تباہی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے جواب دو۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی بارگاہ میں دُعا کی "اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) روح القدس سے اس کی مدد فرما۔"

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، اہل بیت میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسان ؓ سے فرماتے ہوئے سنا: اِنَّ رُوحَ الْقُدْسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَا فَحُتَّ عَنِ اللَّهِ وَ رَسُولُهُ (حضرت) روح القدس (ؑ) تمہاری تائید کرتے ہیں جب تک کہ تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) اور رسول کریم ﷺ و رحیم ﷺ کی طرف سے دفاع کرتے ہو اور فرماتی ہیں میں نے رسول کریم ﷺ و رحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: هَبْجَا هُمْ حَسَّانُ فَشَفِي وَ اشْتَفَى ۲۰ (حضرت) حسان (ؓ) نے کفار کی جھوکی تو شفا دی اور شفا پائی۔" کفار قریش نے مسلمانوں کی جھوکی جس سے مسلمانوں کے دل زخمی ہو گئے۔ حضرت حسان ؓ نے ان سے بدلہ لیتے ہوئے کفار کی جھوکی تو مسلمانوں کے زخموں پر گویا مرہم رکھ دیا۔ اُن کے اشعار دلوں کے زخموں کے مرہم ہیں۔

شاعر اسلام حضرت حسان ؓ کی کیسی شان ہے؟ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

۱۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۱۷۳، مشکوٰۃ ص ۲۰۹، بخاری جلد ۲ ص ۹۰۸، کنز العمال جلد ۱ ص ۶۷۲، حدیث نمبر ۳۳۲۵، ۳۳۲۶، ۳۳۲۷، مشکوٰۃ ص ۲۰۹، مسلم جلد ۲ ص ۲۰۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۲۸، دلائل النبوة جلد ۵ ص ۵۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۲۳، جلد ۱ ص ۶۷۲، جلد ۲ ص ۳۲۱، حدیث نمبر ۳۶۹۵، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۲۸، حدیث نمبر ۳۵۸۱، کنز العمال جلد ۱۳ ص ۳۲۱، حدیث نمبر ۳۶۹۵۔



كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَنَ مِنْبَرٍ فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يَخْرُجُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ يَنْفَعُ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَنَ بَرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَالَهُ أَوْ فَاخِرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۱۲

”رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت حسان ﷺ کیلئے مسجد میں شریف رکھتے تھے جس پر وہ سیدھے کھڑے ہوتے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فخر کرتے تھے یا دفاع کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) حضرت حسان (علیہ السلام) کی مدد فرماتا ہے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے فخر کرتے ہیں یا دفاع کرتے رہتے ہیں۔“

اشعار کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پسند فرمایا ہے جب شاعر اسلام کی شان، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی عظمت اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی فضیلت بیان کرتے تھے تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ان کے لئے دُعائیں فرماتے تھے۔

شعر کے دو مصرعوں میں بڑی تفصیل بیان ہو جاتی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا بہت بڑا مضمون ہے جسے مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال مرحوم نے دو مصرعوں میں بیان کر کے کمال حاصل کیا۔ ملاحظہ ہو۔

مغز قرآن ، روح ایمان ، جان دین  
ہست حُب رحمۃ اللعالمین

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسے شاعر تھے جن کا کلام، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا ترجمہ ہے۔ آپ کے کلام میں توحید باری تعالیٰ اور

ہفت و ثنائے مصطفیٰ کریم ﷺ اور تصوف و طریقت کے حقائق بیان کئے۔ آپ کے کلام میں کوئی شعر بے مقصد اور بے معنی نہیں۔ آپ کے کلام کے تین اور بات نگینے دے نگینے (حصہ اول) نگینے دے نگینے (حصہ دوم) اور ضیائے گد (حصہ اول) کئی بار شائع ہو چکے ہیں۔ ضیائے نگینہ حصہ اول میں حمد پاک اور حضرت شریف کے ہر شعر کی سند اور حوالہ جات بھی رقم ہیں۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ کے دل میں اشعار کا اُبال اُٹھا تو آپ نے نعتیہ شعر لکھے۔ پھر وہ شعر جلسوں میں پڑھ دیئے۔ نعت خوانی کا شوق پہلے ہی تھا اس لئے جہاں بھی آپ کو نعت و تقریر کا موقع ملتا تو آپ اپنے لکھے ہوئے کلام کو وہاں پیش فرماتے تھے، کلام شاعر بزبان شاعر۔ آپ فرماتے تھے پتا نہیں یہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے کس قول بندے کی دُعا کا کمال ہے کہ میں اپنے اشعار جس مجلس میں پڑھتا اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ انکریم کی مہربانی اور حضور اکرم ﷺ کے صدقے سے مقبول و منظور فرماتے۔

صحیح ہے جو آپ فرماتے تھے مگر یہاں یہ بات قارئین کرام کی خدمت میں عرض کرنا مناسب ہے کہ آپ خود بھی مقبول بارگاہ الہی اور فانی الرسول تھے۔ حضوری ملے تھے۔ اس کمال کا بھی تو پورا پورا دخل ہے۔ آپ نے تو ساری زندگی اپنی نفی الہی آپ میں بے شمار کمالات موجود تھے۔ مگر آپ تو ہمیشہ چھپاتے تھے اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بھیا چل اوتھے دینے جتھے دین ائے  
نہ کوئی سانوں دیکھ پچھانے نہ کوئی سانوں منے  
نمونہ کے طور پر حمد باری تعالیٰ اور نعت مبارکہ اور درس طریقت سے متعلق اشعار پیش کئے جاتے ہیں:



## حمد باری تعالیٰ

قرار آتا خدا کی یاد سے ہے بے قراروں کو  
سکون دیتا ہے ذکر حق تعالیٰ دلفگاروں کو  
اگر مرضی خدا کی ہو تو شاہ کر دے فقیروں کو  
اگر چاہے گدا کر دے جہاں کے تاجداروں کو  
بنایا ہے اسی نے آسمان و چاند سورج کو  
اسی نے نور بخشا ہے درخشندہ ستاروں کو  
اسی کے قبضہ قدرت میں ہے کونین کی ہر شے  
وہی ہے بھیجتا بعد از خزاں رنگیں بہاروں کو  
اسی کی حمد میں ہر چیز ہے مصروف عالم کی  
گلوں سے بخش دی زینت ہے اُس نے لالہ زاروں کو  
اسی کے در کے ہیں محتاج سارے انبیاء و مرسل  
لے انوار اُس کے نور سے سب نور پاروں کو  
اگرچہ ہے خدا سب صورتوں سے پاک اے یوسف  
مگر اُس کے سمجھتا ہوں محمدؐ کے نظاروں کو

۱۔ الرعد: ۲۸۔ آل عمران: ۲۶۔ الانعام: ۱۰۲۔ الروم: ۲۲۔ البقرہ: ۲۰۔ آل عمران: ۲۶۔ المائدہ: ۱۸۔ الانعام: ۱۷۔ الانفال: ۴۲۔ التوبہ: ۳۹۔ ہود: ۴۰۔ بنی اسرائیل: ۲۳۔ الحجۃ: ۱۰۔ التغابن: ۱۔ یٰ انور: ۲۵۔ الزمر: ۶۹۔ الشوری: ۱۱ (شرح فقہ اکبر)۔ تفسیر معالم جلد ۵ ص ۲۳۲ تفسیر محمدی جلد ۳ ص ۳۰۱ تفسیر خازن جلد ۵ ص ۶۵۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم۔

## نعت شریف

زمین و زمان کو منور کیا ہے!

دل کی تسلی ہے ذکر الہیؑ دلوں کی ضیاء ذکر ہے مصطفیٰؐ کا  
مکرات ہے دل سے غلامی نبیؐ کی وہی ہے حقیقت میں بندہ خدا کا  
کلی سر پھرا سرور انبیاءؑ کو ہے مجبور کہتا تو خود ہی جلتے گا!  
ہیں مختار دونوں جہاں کے عقیدہ ہے سب اصفیاء اولیاء کا  
زمین و زمان کو منور کیا ہے بکھیرے ہیں انوار دونوں جہاں میں  
تلقی نوازش ہے بدر الدہی کی یہ احسان کتنا ہے شمس انجمی کا  
لانے کے حالات و احوال سارے، نبیؐ پر ہیں نور نبوت سے روشن  
دینے کے والی کو ہے علم سارا میری ابتداء کا میری انتہا کا  
میری جاں کے مالکؑ میرے دل کے وارثؑ نصیب خدا تاجدار مدینہ  
کریں گے شفاعت میری روز محشر انہی پر بھروسہ ہے اُن کے گدا کا  
لوں کی یہ تلقی اگرچہ مجھے اب پریشانوں میں لئے جا رہی ہے  
مکہ کا دے گا یہ چمن میرے دل کا مدینے کے گلشن سے جھونکا صبا کا  
کے درد میں اپنے دل کا سناؤں کسے اپنا خالی میں دامن دکھاؤں  
ہا آپ کے یا محمدؐ کہیں بھی نہیں آسرا یوسفؑ بے نوا کا

۱۔ الرعد: ۲۸۔ آل عمران: ۲۶۔ الانعام: ۱۰۲۔ الروم: ۲۲۔ البقرہ: ۲۰۔ آل عمران: ۲۶۔ المائدہ: ۱۸۔ الانعام: ۱۷۔ الانفال: ۴۲۔ التوبہ: ۳۹۔ ہود: ۴۰۔ بنی اسرائیل: ۲۳۔ الحجۃ: ۱۰۔ التغابن: ۱۔ یٰ انور: ۲۵۔ الزمر: ۶۹۔ الشوری: ۱۱ (شرح فقہ اکبر)۔ تفسیر معالم جلد ۵ ص ۲۳۲ تفسیر محمدی جلد ۳ ص ۳۰۱ تفسیر خازن جلد ۵ ص ۶۵۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم۔







## عقیدہ اہلسنت و جماعت کا خوبصورت بیان:

”میرا ایمان اے“ کے عنوان سے جو کلام آپ نے لکھا ہے اُس میں بنیادی عقائد ہیں انہیں انتہائی خوبصورت انداز میں سمندر کو کوزے میں بند کر کے مکمل بیان کیا گیا ہے اور ہر شعر دل کی گہرائیوں میں اترتا جاتا ہے۔

## میرا ایمان اے

توحید و رسالت تے میرا ایمان اے  
نبیؐ دی شفاعت تے میرا ایمان اے  
نبیؐ آپؐ دے پچھے پیدا نہیں ہونا  
تے ختم نبوت تے میرا ایمان اے  
کتاباں تے ربؐ دے فرشتے میں مٹاں  
جہنم تے جنت تے میرا ایمان اے  
ہے قرآن چچی کتاب الہی  
ہر آیت ہدایت تے میرا ایمان اے  
قرآن و حدیث تے اجماع قیاس اے  
اصول اہل سنت تے میرا ایمان اے  
اطاعت نبیؐ دی اے ربؐ دی اطاعت  
امام دی طاعت تے میرا ایمان اے  
ہے قربانی واجب تے سنت خلیلی  
نبیؐ دی وضاحت تے میرا ایمان اے

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ  
چوہاں دی خلافت تے میرا ایمان اے  
روزے حج نمازاں زکوٰۃاں تے کلمہ  
قانون شریعت تے میرا ایمان اے  
میرے کملی والےؐ گئے لا مکاں تے  
تے اوہناں دی ہجرت تے میرا ایمان اے  
جزا تے سزا وی عذاب قبر وی  
حساب و قیامت تے میرا ایمان اے  
میں من دا ہاں سب مُعجزے انبیاء دے  
ولی دی کرامت تے میرا ایمان اے  
شریعت طریقت دے حق سلسلے نے  
مجاز و حقیقت تے میرا ایمان اے  
نبی سارے معصوم ہندے نے یوسفؑ  
تے ہر اک دی عصمت تے میرا ایمان اے

کیا خوبصورت شاعری ہے کہ اشعار میں پورا دین بیان فرما دیا ہے  
آپ شعر و شاعری کے سلسلہ میں انکساری کرتے ہوئے فرماتے تھے۔  
”اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کی دُعاؤں اور سامعین کی حوصلہ افزائی نے میرے ذوق و  
فہم میں اضافہ کر دیا اور اس طرح میرے پاس نعتوں اور نظموں کا ذخیرہ اکٹھا  
ہو گیا۔ آپ نے بعض ایسی نعتیں اور اشعار بھی لکھے جو ضرب المثل بن گئے۔ مثلاً



## یارھویں شریف

لے یارھویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 جے نہ بیعت دا پشہ گل پایا موت جاہلاں مر جائیں گی  
 توں مرشد پکڑ وسیلہ رب دے گھر جائیں گی  
 گیاں ولایاں وقت دہا توں بسکدی مر جائیں گی  
 چھڈ غوث پیا دے در نوں توں کبھڑے در جائیں گی  
 لے یارھویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 غوث پیا توں میں صدقے جانواں جندڑی اپنی میں گھول گھاناں  
 جس دی لوح محفوظ نگاہ نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 جو کوئی اُس دے در تے جاوے اوس توں خالی مول نہ آوے  
 پٹھاں قدماں گل اولیاء ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 جو کوئی غوث دی یارھویں دیوے گھر پٹھیاں سب نعت لیوے  
 ہو جاوے فضل خدا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 رل مل کے تے سب بہہ جایی مدح مناقب غوث دے گاہے  
 دیوے گا رنگ چڑھا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 چوری نوں جد چور اک آیا، غوث الاعظم کرم کما  
 دتا سی قطب بنا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 شاہ نقشبند تے غوث سی آئے، اسماعیل دے پیر نوں فیض پہنچاے  
 دتا سی رنگ چڑھا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

اکاں جنگل وچہ گھیرا پایا، عجیاں غوث دا نام تہایا  
 اکاواں مار کے تے لیا سی بچا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 اہل قدی رکھ میں واری، نزہتہ الخاطر الفاطر چہ قاری  
 عمر بازار تھیں لیا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 عبدالقادر شہداء لِلّٰہ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہ  
 کدہ طہرائی جا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 علی حسینی پشت غوث دی اے یارھویں، صحیح وصال عبدالحق دے یارھویں  
 اہل بالنتہ دکھا، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 یارھویں چنوں خود غوث الاعظم پاک نبی دا کرم سی چہلم  
 دیکھ یافعی دی قرۃ الناطقۃ ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 اک بڑھی نے عرض گزاری، بیڑی سنے جج ڈب گئی سی ساری  
 مے باراں سال دہا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 اہل پُنت دریا وچہ میرا، گل ولایاں دے کندھے قدم ہے تیرا  
 کیا فکر نہ کر گھر جا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 غوث پیا نے ہتھ اٹھائے، زور دے نعرے تن لگائے  
 یوسف بیڑی سنے گئی سی آ ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی  
 یہ منقبت اس قدر مشہور ہوئی کہ ہر اپنے بیگانے موافق و مخالف کی زبان پر  
 جاری تھی۔

نوٹ: یہ منقبت مجمع انوارِ گیند پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم  
 الی صاحب نے بندہ ناچیز میر احمد یوسفی کو بغرض اشاعت عنایت فرمائی۔



اسی طرح ایک شعر ہے

اللہ نبی اولیاء بھر دیندے تو  
ایناں نوں نہ مئے جیہڑا اونہوں مانجیلا

حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ یہ شعر آقاؐ کے  
محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی محفل میں  
پڑھا گیا۔ یہ شعر سنتے ہی آپ پر عجیب و جدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ چنانچہ اسی وقت  
کیفیت کی حالت میں مجھے وہ کچھ عطا فرمایا کہ ساری عمر شکر یہ ادا کروں تو ادا نہیں کر سکا۔  
ولی گرو لی فتانی الرسول محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار  
احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) آپ نے اس شعر میں  
اہلسنت و جماعت کے عقیدے کو بیان فرما دیا ہے۔ اسی شعر پر اُس وقت ایک  
جریدے نے باقاعدہ ایک طویل مضمون شائع کیا۔

آپ کا انداز شعر گوئی بالکل اچھوتا اور نرالا ہے۔ آپ کے اشعار میں  
حقیقت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ بناوٹ و مبالغہ سے مبرا ہیں۔ اشعار اور نعتیں  
الہی جل شانہ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا مرقع ہیں۔ آپ کی نعتوں اور نظموں میں مولانا  
گداز اور ہجر و وصال کا حال بیان ہوتا ہے۔

آپ جو شعر بھی کہتے یا نعت و نظم وغیرہ لکھتے اُس کی سند قرآن مجید و حدیث  
مبارکہ سے مل جاتی ہے۔ یونہی ادھر ادھر کی باتیں شعروں میں پیش بیان نہیں فرماتے  
تھے۔ آپ کی شعر گوئی میں آمد اور آورد دونوں موجود ہیں۔ آپ کی اکثر نعتیں اور نظمیں  
پنجابی زبان میں ہیں۔ ”نسیائے نگینہ (حصہ اول)“ میں اردو کلام بھی موجود ہے۔

### شادی اور حج:

آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی کو طلاق ہو گئی دوسری بیوی ساری  
زندگی آپ کی رفیقہ حیات رہی ہیں۔ آپ دونوں نے جوانی میں ہی حج کی سعادت  
حاصل کر لی۔

### اولاد:

آپ کی دوسری بیوی سے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں جو ماشاء اللہ سب شادی  
شدہ ہیں۔

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی  
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی  
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی  
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

### حلیہ مبارک:

آپ کا چہرہ مبارک نہ گول تھا اور نہ ہی لمبا۔ بلکہ اس کے بین بین تھا۔ بڑی  
پیاری صورت تھی۔ بلند قامت، جوان ہمت اور قوی تھے۔ جسم مبارک پُر گوشت، نہ  
زیادہ فربہ اور نہ ہی پتلا تھا۔ ہاتھ دھنی ہوئی روئی کی طرح نرم تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ  
ایک دفعہ ایک شخص نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور ہاتھ ملاتے ہی شور مچا دیا ”اُو میں مر  
گیا۔“ ”اُو میں مر گیا۔“ حضرت قبلہ بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز فرماتے تھے میں  
حیران ہو گیا اس کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ”اے اللہ (جل شانہ) کے بندے کیا  
بات ہے تجھے؟ تو عرض کرنے لگا کہ اتنے نرم ہاتھ! آج تک میں نے کسی کے ہاتھ  
ایسے نرم نہیں دیکھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص میرے ساتھ مصافحہ  
کرتا ہے تو مجھے مذکورہ بالا شخص یاد آ جاتا ہے۔

سرکار کا سینہ کشادہ، آنکھیں چمکدار اور دلکش تھیں۔ ہنس کھ چہرے والے  
تھے۔ ہر ایک ملنے والے کو مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملتے تھے۔ بڑی کرم کی نگاہ سے  
توجہ فرماتے تھے۔ آپ سے ملنے والا اپنے دل میں اُن مٹ نقوش لے کر جاتا تھا۔



## داڑھی مبارک:

آپ کی داڑھی مبارک کشادہ ایک مشت اور چار انگلیوں کے برابر تھی۔ اس سے زائد کو کٹوا دیتے تھے۔ ایک روز پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب کے ہاں تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب ؓ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری ؒ حضرت سیدنا غوث اعظم ؒ کی زیارت کی ہے ان کی ریش مبارک بھی اتنی ہی دیکھی ہے۔ جب آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی اس وقت پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب اور پیر خوشی محمد صاحب (گوجرانوالہ والے) بھی موجود تھے اور بندہ ناچیز بھی حاضر خدمت تھا۔

پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب کے گھر کی بات ہے کہ جب آپ خط بنوارے تھے تو آپ نے ریش مبارک کو مانپا تو ایک ہاشت اور چار انگلیوں سے زیادہ پایا تو پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب ہال کاٹنے لگے تو آپ نے ان کو منع فرمایا اور خود اپنے زائد ہال مبارک کاٹ لئے اور فرمایا۔ یہ کام مرید کو نہیں کرنا چاہیے اور پھر مسکرا دیئے۔

آخری عمر میں ریش مبارک ساری سفید ہو چکی تھی۔ سر مبارک کے ہال شریف دائیں طرف ماتھے کے نزدیک ایک جگہ سے سفید تھے باقی سارے سر مبارک میں سیاہ ہال زیادہ تھے۔ دانت مبارک تقریباً سارے نکل چکے تھے۔ قد مبارک چھ فٹ سے زیادہ تھا۔ لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے کمال زعب دار لگتے تھے۔ دیکھنے والے پر آپ کے زعب و عظمت کا اثر ہوتا تھا اور دیکھنے والے کہا کرتے تھے۔۔۔ ماشاء اللہ کیسے خوبصورت جوان مرشد، ولی کامل ہیں۔ ایک دفعہ سن پورہ لاہور میں تشریف لائے تکیہ والی مسجد کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ مرد و خواتین آپ کی زیارت کے لئے دروازوں میں کھڑے تھے۔ پردہ دار خواتین اور مرد حضرات یہ کہتے سنے گئے کتنے جوان اور خوبصورت پیر ہیں۔

## لباس شریف:

حدیث شریف میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اپنے زندوں اور مردوں کو سفید لباس پہناؤ۔" یہی سفید لباس خود حضور نبی کریم ﷺ و روف ورجیم ؒ زیب تن فرماتے تھے۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز چونکہ ہر کام حبیب کبریا، امام الانبیاء حضور نبی کریم ﷺ و روف ورجیم ؒ کی سنت کے مطابق کیا کرتے تھے، اس لئے لباس کے معاملہ میں بھی آپ تابع سنت تھے۔ آپ سفید سیدھا سادہ کرتہ اور سفید چادر بطور تہبند استعمال فرماتے۔ سر مبارک پر سفید ٹوپی کے اوپر سفید عمامہ شریف باندھتے۔ آپ کے حسن ملیح اور وجاہت میں سفید تاج ملائکہ کے سبب دو چند اضافہ ہو جاتا۔ دیکھنے والے کے دل پر عجیب قسم کا رعب طاری ہو جاتا مگر آپ کا مسکراتا ہوا محبت بھرا چہرہ اور میٹھے میٹھے ارشادات دل موہ لیتے۔ اجنبی کی اجنبیت عنقا ہو جاتی۔ مذکورہ بالا لباس اور سفید عمامہ شریف کے علاوہ آپ اپنے پاس ایک سفید کپڑا زائد رکھتے تھے۔ سردیوں میں عام طور پر گھر کے بٹے ہوئے "ٹھیس" استعمال فرما لیتے۔ روٹی کی ٹہنی ہوئی موٹی ویسکوٹ بھی استعمال فرماتے۔

## صبر کا ثمرہ:

کنھن اور صبر آزما حالات میں طویل آزمائش کے بعد صبر و شکر کا ثمرہ سرخروئی اور کامیابی کی صورت میں عطا ہوا اور آپ کے حالات نے ان شاء اللہ مع الصابورین ط "بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) مہر کرنے والوں کے ساتھ ہے" کی تفسیر روز روشن کی طرح بیان فرمادی۔ چنانچہ ایک وہ وقت تھا جب کہ خود پگھاٹ ملا آنا کھا کر گزرا وقت کرتے تھے اور اب اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم ﷺ و روف ورجیم ؒ کی مہربانی سے یہ وقت ہے کہ آستانہ عالیہ پر لشکر شریف کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سینکڑوں



ہزاروں لوگ اس در سے سیر ہو کر اور جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔

### ہندوستان کا پاکستان پر حملہ:

۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے کہ جب ہندوستان نے مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان پر حملہ کر دیا اور سرحدی علاقوں کے لوگ بے گھر ہو کر دوسرے علاقوں کی طرف نکلے تو تحصیل شکر گڑھ سے آپ کے سو، سو اسو سے زیادہ عزیز واقارب بھی بے گھر ہو کر آپ کے آستانہ عالیہ پر آ گئے۔ آپ نے اُن کیلئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا فرمائیں اور تقریباً سال بھر کے قیام کے دوران اُن کیلئے بدستور ننگر شریف کا سلسلہ جاری رہا۔ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی نے خود اپنی آنکھوں سے آپ کو بنفس نفیس اُن دنوں اُن حضرات و خواتین کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ لمحہ بہ لمحہ اپنے پروردگار حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ادا فرماتے تھے۔

### تبلیغ دین:

باقاعدہ و عظم و خطابت سے قبل اوائل عمر میں ہی تبلیغ دین کے ساتھ گہری دلچسپی تھی۔ وعظ و خطابت تقریباً پچاس سال فرماتے رہے۔ اپنے آبائی گاؤں پیلے گوجراں شریف، تاندلیا نوالہ اور جامع مسجد دنگیری، جامعہ ہجویری اور جامعہ رضویہ سیالویہ فیصل آباد میں فرائض خطابت سرانجام فرمائے۔ جمعہ شریف پڑھانے کا آپ نے کبھی بھی ناغہ نہ فرمایا۔ آپ کے والد محترم رحمہ اللہ تعالیٰ جب حج شریف کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت قبلہ باباجی سرکار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کراچی تک ساتھ گئے۔ آپ کی روانگی جمعۃ المبارک کے بعد پیر یا منگل کو تھی تو آپ واپس فیصل آباد تشریف لائے۔ جمعۃ المبارک پڑھانے کے بعد پھر کراچی تشریف لے گئے۔ البتہ ۱۹۸۰ء میں فروری کے آخری عشرہ سے لے کر اپریل کے آخری عشرہ تک شوگر کی

دھند کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع رہا۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی رحمت سے تبلیغی سرگرمیاں بدستور جاری رہیں۔ دوران تکلیف یہ منظر اکثر دیکھنے میں آتا رہا کہ طبیعت بڑی نحیف ہے اور کھانے کو نفقہ ہت نظر آ رہی ہے لیکن اگر تیار داری کرنے والے کسی شخص نے دین کے بارے میں کوئی بات کی تو آپ نے مسلسل تین تین گھنٹے الجھنوں اور مسائل کو دلائل اور مشفقانہ انداز میں حل فرمانے کیلئے گفتگو فرمائی۔ اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں۔

### بھولا پنچھی:

تخلیق پاکستان سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں آپ کی نعت خوانی کا بڑا چرچا تھا اور مختلف شہروں اور علاقوں کے لوگ آپ کو دعوت دیتے اور محافل میں آپ سے حبیب کریم رحمت عالمیائے سرور کائنات حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی نعت مبارکہ سنتے آپ ”بھولا پنچھی“ بھی پڑھا کرتے تھے اور مسلمان تو مسلمان ہندو اور سکھ بھی بڑے شوق سے سنا کرتے تھے۔ جب کبھی آپ کو موقع ملتا آپ امرتسر تشریف لے جاتے، اور لوگوں کو مائل جاتا کہ حضرت قبلہ محمد یوسف علی صاحب گلینہ قدس سرہ العزیز تشریف لائے ہیں تو آپ سے ”بھولا پنچھی“ سنانے کی فرمائش کرتے۔

آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں ”امرتسر“ گیا وہاں میں نے ”بھولا پنچھی“ پڑھا تو علاقے میں ایک شور سا برپا ہوا۔ مسلمان اور ہندو سکھ کبھی عرض کرنے لگے کہ حضرت ”بھولا پنچھی“ پھر سنائیں۔ نظم ”بھولا پنچھی“ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ جبے حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے درد اور سوز کے ساتھ ان گنیز انداز میں پڑھا کرتے تھے۔



**بھولا پنچھی**

وے توں اڈ جا بھولیا پنچھیا ایتھوں اپنی جان بچا  
 ایتھے گھر گھر پھائیاں لکیاں تینوں لین نہ مولا پھنسا  
 تیرا آہنا عرش عظیم تے وے توں دیس قدس دا شاہ  
 سر تاج پہنا مکریم دا تینوں کیتو نے بادشاہ  
 تینوں وانگ نمونے اپنے سرجیا آپ خدا  
 تینوں سجدہ کیا قدسیاں کوئی ادبوں سیس نہکا  
 چھڈ شاہی ملک دوام دی ہن قیدی بنوں آ  
 ایتھے عاشق ہوگیوں آن کے دل جیفہ تے لا  
 توں نوریوں خاکی ہوگیوں بیٹھو بھرم گوا  
 ہن اڈن جوگا نہ رہ کیوں تینوں کیا حرص تہا  
 ایہہ دنیا گھر تکلیف دا غم درداں دی جا  
 ایتھے جو آیا سو ماریا تیرے دل وچہ کاہدا جا  
 ایتھے بول نہ منھیاں بولیاں وے تو چپ کر جھٹ لگسا  
 تیرے مگر شکاری موت دے کوئی بیٹھے تاک لگا  
 جدوں دھون کوڑکی آگئی پھیر نہ جاسی کوئی واہ  
 تیری گردن چھری چلاہن گے تیرا دیس خون دگا

تیری نکلیاں کر کر بوٹیاں وچ ہانڈی دہن گے پا  
 تیرا بھن کباب بناہن گے آجے ویلا ای اڈ جا  
 ایتھے گھر گھر ڈاکو دسدے جہناں خوف نہ مول خدا  
 ایتھے ڈاکو پکھن دوپہر نوں تینوں کرن مار تہا  
 ایتھے عدل نہ کر دے بادشاہ ایہہ حاکم قہر خدا  
 ایتھے قاضی کھا کھا رشوتاں کوئی سولی دیس چڑھا  
 ایتھے عمل نہ بعض عالماں نالے زہد نہ بعضیاں فقرا  
 ایتھے صبر نہ بعضیاں صوفیاں گل تسبیح مکر ریا  
 ایتھے رحم نہ بعضیاں نمازیاں بعضے حاجی غضب الہ  
 تو ظاہری شکلاں دیکھ کے پیبا ڈھوکا بہیں نہ کھا  
 وے توں ٹھلےں ویکھ نہ بعض داڑھیاں ایہہ اندروں نہیں صفا  
 ایناں دنیا ٹھکن واسطے اپنے متھے لئے گھسا  
 جہڑے جن تینوں چا پدے اوہ وچوں نے بد خواہ  
 ایتھوں جان بچا کے مورکھا توں دیس اپنے نوں جا  
 ایتھے چور اچھے چوہدري جہناں شرم نہ مول حیا  
 ایتھے کھوٹا کھرا نہ پرکھدے پے وکدے اکوں بھا  
 ایتھے بیو پتراں دیاں گلاں تے پٹھریاں دیس چلا  
 ایتھے یار یاراں نوں مار دے کر کے ظلم جفا



اتھے دھر کلو اتر چر دے اوہ زکریاؑ بے گناہ  
 اتھے چارہن چن خلیلؑ نوں اوہدے گل وچ پا کے پچاہ  
 اتھے یوسفؑ کھوہ وچ سدے ہتھیں آپ بھرا  
 اتھے انہیاں کرن یعقوبؑ نوں چال سال روا  
 اتھے دند ٹوا لئے آن کے جہاں شان لولاک لما  
 نالے ماریا مولا مرتضیٰؑ کل دلیاں دا پیشوا  
 اتھے زہر پلا کے حسنؑ نوں دیندے مار مکا  
 اتھے ذبح کراہن حسینؑ نوں خنجر پٹھ لیا  
 اتھے بدر منور صورتاں قبریں دیندے پا  
 اتھے سوہنے پھل گلاب دے گھٹے دینن زلا  
 اتھے رنڈیاں ہون سوہاگناں اجے منوں نہ لتھڑا چاہ  
 اتھے گائے بھنن والیاں پیاں رو رو مارن ڈھا  
 اتھوں پیر پیغمبر اولیاء سب بستر گئے اٹھا  
 اتھے سداں نہ رہنا مورکھا لہنوں آکھن دار فنا  
 ایہہ دیس بیگانہ کھلیا اتھے نہ دل اپنا لا  
 تینوں ساتھی پئے اڈیکدے کدی مُو وطن ول جا  
 تیرا لما سفر مسافرا دے توں کلیاں پینا اے راہ  
 تینوں دیس نکالا دینن گے سب مل کے بھین بھرا

اُن ملکھاں والے آن کے توں بیٹھوں وطن بھلا  
 اتھوں چل عبداللہ چلیے ایہہ دُنیا بے وفا

نوٹ: صوفی اکبر علی صاحب موضع مینگراں (تحصیل سمندری فیصل آباد) والے  
 حضرت باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نظم سنی اور لکھی۔ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی  
 نے مزیم محمد شفیق یوسفی پی اے ٹیو چیف ایڈیٹر نوائے وقت (بھائی گیٹ والے) کے  
 ایسے اسے حاصل کیا ہے اور برائے اشاعت کتاب میں شامل کیا ہے۔ پہلے ایڈیشن  
 ۱۱۸ شعرا نقل کیے گئے تھے۔ جب کے پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی  
 صاحب مدظلہ العالی اور پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب نے اصلاح فرمائی کہ  
 ۱۱۸ شعرا پر مشتمل ہے۔ چنانچہ مذکورہ بزرگوں کی اصلاح کے مطابق اس  
 ایڈیشن میں مکمل ۱۲۷ شعرا شائع کئے جا رہے ہیں۔

بھولا پنچھی کے بارے میں پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی  
 فرماتے ہیں:

آپ نے ”بھولا پنچھی“ کا تذکرہ فرمایا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ بندہ کو بھی  
 بار باباجی سرکار گنیمہ قدس سرہ العزیز کی زبان مبارک سے جامع مسجد و سنگیری  
 محل آباد میں ”بھولا پنچھی“ سننے کا اعزاز حاصل ہے۔ ”یوسف مصر محبت“ میں آپ  
 نے صرف ۱۱۸ شعرا نقل فرمائے ہیں جبکہ یہ ۱۲۷ شعرا پر مشتمل ہے۔ جب بھی ”بھولا  
 پنچھی“ پڑھنے کا اتفاق ہوا تو باباجی سرکار گنیمہ قدس سرہ العزیز کی نعت شریف پڑھنے  
 وہ انداز درو بھری آواز کانوں میں رس گھولتی ہوئی حاضرین پر برقت و وجد طاری  
 کرتی تھی۔ آج بھی جب وہ سب مناظر آنکھوں میں گھوم جاتے ہیں تو جسم کے  
 ہلکے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو کی جھڑی لگ جاتی ہے جو  
 اللہ کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ قدس سرہ العزیز نے جمعہ شریف کے خطبہ مبارک میں ”



الدنیا سیر المؤمنین“ اور ”الدنیا جیفہ“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اپنی اس دردناک آواز میں ”بھولا پنچھی“ سنا کر حاضرین کو وجدانی ماحول سے محفوظ فرمایا۔ دہدہ دہدہ طاری ہونے سے عجیب کیفیت کا عالم ہو گیا۔ اس ”بھولا پنچھی“ کے ساتھ جو کرامات وابستہ تھیں وہ آپ نے بیان فرمائیں۔ ماضی کی یادوں کے جھروکوں کو چھوتے ہوئے فرمایا: ایک دفعہ پیر طریقت حضرت میاں غلام اللہ صاحب قدس سرہ العزیز شرقی شریف والی سرکار کی صدارت میں ”بھولا پنچھی“ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے فرمایا جب میں اس شعر پر پہنچا:

وے توں ویکھ نہ بھلیں داڑھیاں ایہہ اندروں نہیں صفا

قبلہ ثانی صاحب قدس سرہ العزیز یہ شعر سماعت فرما کر انتہائی غصہ کی حالت میں غضب ناک ہو کر کرسی صدارت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ زبردست جلال اور گرج دار آواز میں باباجی سرکار قدس سرہ العزیز کو فرمایا: ”اویسنا! اے شعر توں لکھیا اے؟“ آپ قدس سرہ العزیز نے انتہائی عاجزی سے عرض کیا: نہیں حضور! یہ شعر عبد اللہ ملکھانوالہ نے لکھیا اے۔ آپ نے دوبارہ اسی انداز میں سوال فرمایا ”اُس دی داڑھی ہے؟“ آپ قدس سرہ العزیز نے عرض کیا: جی حضور! آپ نے اُسی غصہ اور غضبناکی کی حالت میں ہاتھ کے اشارے سے داڑھی کو کاٹتے ہوئے فرمایا ”اوئے کتھے داڑھی اے“۔ سیدی مرشدی قبلہ باباجی سرکار گنبد قدس سرہ العزیز نے فرمایا: قبلہ ثانی صاحب قطب وقت تھے۔ اُن کا غصہ اور غضبناک ہونا بجاتھا۔ چونکہ عبد اللہ ملکھانوالہ نے شعر کو لکھتے ہوئے اس بات کی تخصیص نہیں کی کہ داڑھی والوں میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام زمانے کے غوث و قطب اور اولیاء کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم بھی شامل ہیں۔ حضرت باباجی سرکار گنبد علیہ الرحمہ نے مزید فرمایا: قطب وقت میاں غلام اللہ قدس سرہ کا غصہ اور غضب ناک ہونا عبد اللہ ملکھانوالہ پر بجلی بن کر گر

کمان کے دائیں رخسار کے قریب زہر باد ہو گیا اور رخسار سوزش کے سبب ابھر کر آگ کی یعنی کافی موٹی ہو گئی اور کافی تکلیف کا باعث ہو گئی۔ عبد اللہ ملکھانوالہ کی اولاد نہ تھی۔ وہ اپنے ایک بھتیجے کو لے کر فیصل آباد ہسپتال پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کے بعد بتایا کہ داڑھی کو صاف کر کے آپریشن کرنا پڑے گا۔ عبد اللہ ملکھانوالہ ڈاکٹر کی بات سن کر جوش اور غصہ کے عالم میں اُنھ کھڑے ہوئے۔ بات کو کاٹتے ہوئے اپنے بھتیجے سے مخاطب ہو کر کہا: میں نے نہ تو داڑھی کٹوانی ہے نہ ہی آپریشن کروانا ہے۔ بھتیجے نے عبد اللہ صاحب کو باہر بٹھا کر اندر ڈاکٹر سے ملاقات چیت کی کہ یہ بزرگ ہیں ان کی تکلیف زیادہ ہے جو ہم سے دیکھی نہیں جاتی آپ ان کو بے ہوش کر کے داڑھی مونڈ کر ان کا آپریشن کر دیں داڑھی پھر آجائے گی۔ بھتیجے نے باہر آ کر کہا: آپ داڑھی کی فکر نہ کریں اس کی ڈاکٹر سے بات ہو گئی۔ داڑھی منڈوائے بغیر ہی آپریشن ہو جائے گا۔ یہاں باباجی سرکار گنبد قدس سرہ نے فرمایا کہ عبد اللہ ملکھانوالہ کو بھتیجے کی اس مکاری اور سازش پر غور و فکر کرنا چاہیے تھا۔ بغیر غور و فکر کے فوراً ہی آپریشن کیلئے حامی بھری۔ دوسرے دن انہیں ہسپتال میں بے ہوش کر کے دائیں طرف سے داڑھی کو مونڈ کر آپریشن کر دیا گیا اور پٹی لگا دی گئی۔ دو دن بعد جب پٹی کھلی تو عبد اللہ صاحب نے اپنے چہرہ پر دونوں ہاتھ سے نیچے کی جانب پھیرے۔ بائیں ہاتھ کے نیچے تو بال تھے مگر دائیں طرف بال ہونے کی وجہ سے ہاتھ یک دم نیچے پھسل گیا۔ آپ سمجھ گئے کہ سنت رسول اللہ ﷺ شہید ہو چکی ہے۔ اسی صدمہ سے جوش و جذبات اور غصہ میں بھتیجے کا زور سے کہان پکڑ لیا۔ تین بار صرف یہی الفاظ کہتے ہوئے ”او پتر امیری داڑھی کھتے“ سنت رسول اللہ ﷺ شہید ہونے کے غم میں آپ نے اپنی جان جان آفرین کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو جنت عظمیٰ میں جگہ عطا فرمائے اور اعلیٰ علین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین!



## عاشق رسول ﷺ:

آپ بہت بڑے عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ کے اوصاف، گزارشات، تقریریں، تحریریں اور نعتیں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ نبی کریم ﷺ کی محبت میں ہر وقت بے قرار رہتے تھے۔ جو نبی سرکار کائنات ﷺ کا ذکر کرتے آنکھیں پر نم ہو جاتی تھیں۔

ایسے عشاق آپ نے دیکھے ہوں گے کہ جب محبوب کائنات ﷺ کا ذکر سنا تو رونے لگے۔ مگر حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہ خاص عنایت تھی کہ آپ ذکر سناتے بھی روتے اور سنتے بھی روتے بلکہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے سننے والے بھی روتے۔ کئی مرتبہ سرکار کائنات ﷺ نے اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کی محبت میں بے قرار ہو کر لکھتے ہیں:-

تیرا کھ دیکھن دی بھکھ مینوں کدی آکے دید کرا بھناں  
کچھ میریاں بیتیاں سن جاویں کچھ اپنیاں آن سنا بھناں  
پایا اے میں زندگی دے اوج تے کمال نوں  
سینے نال لائی رکھاں نبیؐ دے خیال نوں  
کسے مستی دی مینوں حاجت نہیں یوسف  
میرے نوں نوں وچ ہے خمارِ مدینہ

## محفل میلاد پاک:

۱۹۷۴ء کی بات ہے ایک جمعہ المبارک کے موقع پر جامعہ مسجد دھکیری علی کوثر فیصل آباد میں بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی اور تانہ لیا نوالہ کے چند پیر بھائیوں نے سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کے لئے گزارش کی کہ اس محفل کی برکت سے

ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

سے پیر بھائیوں کی آپس میں ملاقات کا ذریعہ بن جائے گا تو آپ نے فرمایا: میں فیصل آباد میں جمعہ المبارک بھی پڑھاتا ہوں یہ بھی تو ملاقات کا ذریعہ ہے۔ لیکن ہم پیر بھائیوں نے آپ کی شفقتوں کے سائے میں محفل میلاد کے انعقاد پر اصرار کیا تو آپ نے مہربانی فرمائی اور یہ بات طے پائی کہ یہ محفل میلاد ہر سال ہاڑ کے مہینے چاند کی گیارہ تاریخ کو (یعنی دن دسواں رات گیارہویں) کو ہوا کرے گی۔

## پہلی محفل میلاد پاک:

جب آپ کے آستانہ عالیہ پر سالانہ محفل میلاد کا آغاز ہوا تو پہلی محفل میلاد پاک میں بڑے بڑے شعراء مثلاً حافظ محمد حسین حافظ صاحب مرحوم۔ جناب محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب مرحوم۔ جناب ساقی صاحب اور دیگر نعت خوان حضرات تشریف لائے اور انہوں نے آپ کی مقننیں پڑھنے کا پروگرام بنایا۔ جو نبی یہ سلسلہ شروع ہونے لگا تو آپ نے یہ فرما کر روک دیا کہ یہ میرے پیارے محبوب کریم آقا ﷺ کے میلاد پاک کی محفل ہے اس لئے یہاں صرف اور صرف سرکارِ مدینہ علیہ التسلیم والثناء کی نعتیں ہی پڑھی جائیں۔

چنانچہ آپ کے ظاہرہ زمانہ حیات میں اسی بات پر عمل ہوتا رہا اور کسی شاعر کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ کا قصیدہ آپ کے سامنے پڑھ سکے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جس ہستی کے پاس بڑے بڑے قطب غوث اور ابدال آتے ہوں اور بڑے بڑے اولیاء اللہ اور جلیل القدر علماء کرام آپ سے محبت فرماتے ہوں اور اپنے مریدین کی بجائے آپ کو پندیرائی دیتے ہوں وہ کس مقام کی شخصیت ہوگی۔ لوگ بھولے ہی رہے اور آپ انکساری کی وجہ سے اپنے اوپر پردہ ڈالے رہے۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ ہر سال اپنے آستانہ عالیہ پر ہاڑ کے مہینے میں چاند کی گیارہ تاریخ کو ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد فرماتے تھے یہ سلسلہ ۱۹۷۵ء سے جاری ہے۔ آپ کے ظاہرہ زمانہ حیات میں بڑے بڑے جید علماء مشائخ



عظام، شعراء اور نعت خوان حضرات دُور دُور سے تشریف لاتے تھے۔ یہ محفل ایمان افروز اور رقت انگیز ہوتی۔ آخر میں آپ کا خطاب ہوتا جس میں آپ اڈیکاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عنوان سے اپنی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھا کرتے تھے اور محفل میں عجیب ذوق اور رقت کا منظر ہوتا تھا۔ آپ فرماتے مجھے اس نعت شریف کی پکڑ ہے یعنی یہ نعت شریف پڑھ کر میں بے خودی کا شکار ہو جاتا ہوں جب آپ نعت پڑھا کرتے تھے تو آپ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی محبت و فراق میں روتے یہاں تک کہ سامعین بھی روتے۔

### اڈیکاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں تیریاں وچ اڈیکاں دے دن رات گذاراں رو رو کے  
ہُن سُن میریاں فریاداں تُوں ہر وقت پکاراں رو رو کے  
آساں دے مَہل گملا گئے نے تھیں پھیرا پایا مالی نے  
رُ چلیاں میرے گلشن چوں تھک ہار بہاراں رو رو کے  
میں روندنا روندنا مریا ساں پر پھیر دی رونا تھیں مٹکیا  
میری لاش تُوں رونا پا چھڈیا وچ قبر دے یاراں رو رو کے

-----

چند گھڑیاں کملی والے نے ، جتھے بیٹھ کے اشک بہائے سی  
راہ نکدیاں عربی ماہی دا اُج تیک اوہ غاراں رو رو کے  
اُگے تے روندی ہندی سی جد کوئج وچھڑ دی ڈاروں سی !  
تک ٹہینوں ہو بے حال گھنیاں کونجاں دیاں ڈاراں رو رو کے  
میں باغ اندر رُ جاندا ساں کسے مَہل دا ہاسا ویکھاں گا  
واہ قسمت مینوں ملدیاں نے اُگوں گھزاراں رو رو کے

-----

اک وار جے جہاں آ جاویں گھر میرے پھیرا پا جاویں  
تیرے قدماں تُوں مَہل اشکاں دے لکھ واری واراں رو رو کے  
مُس پوے جے یار تے دنیا دی تقدیر سنواری جانندی اے  
پر اوں ہجر فراق اندر میں بخت سنواراں رو رو کے  
یوسف تُوں لوکی کہندے نے کیوں اینویں روندنا رہنا ایں  
میں ول وچ شعلے مار دیاں پیاں ناراں ٹھاراں رو رو کے

یہ محفل میلاد پاک ہزار ہا لوگوں کے عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کا باعث بنتی۔ ہزاروں لوگوں کیلئے لنگر شریف کا بھی وسیع انتظام ہوتا۔ آپ کے وصال کے بعد یہی محفل آپ کے بڑے صاحبزادے پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوارِ گلینہ حضرت علامہ مولانا حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی کے زیرِ اہتمام ہر سال ۲۶ جون کو منعقد ہوتی ہے۔

### دو محافل کے انعقاد کی خبر:

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی علالت کے دنوں میں دوستوں کی بھری محفل میں یہ اعلان کیا کہ آئندہ سال سے دو محافل ہوا کریں گی۔  
دوست سمجھ نہ پائے کہ آپ کے اس فرمان کا کیا مقصد ہے۔ جب ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء میں آپ کا انتقال ہوا تو اگلے سال ۲۶ دسمبر ۱۹۹۰ء کو آپ کے عرس پاک کی تقریب منعقد ہوئی تب یہ عقدہ کھلا کہ دو محافل سے مراد ایک محفل میلاد النبی ﷺ اور دوسری آپ کے عرس کی محفل ہوگی۔ تب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ محفل میلاد پاک پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوارِ گلینہ صاحبزادے حضرت علامہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب کی زیرِ قیادت ہر سال ۲۶ جون کو بعد از نمازِ عشاء منعقد ہوتی ہے جبکہ عرس پاک کی محفل مجمع انوارِ گلینہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی



صاحب کی زیر صدارت، مجمع انوارِ گنیمت حضرت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب کی زیر قیادت اور مجمع انوارِ گنیمت حضرت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب کی زیر سیادت ۹ بجے سے نماز عصر تک منعقد رہتی ہے۔

### خلافت:

آپ کو کئی معزز آستانوں سے خلافت کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ چاروں سلاسل (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) میں بیعت فرماتے تھے۔ جن بزرگوں سے آپ کو خلافت حاصل تھی ان بزرگوں کے نام ملاحظہ فرمائیں۔

- ۱۔ مجمع انوارِ ثانی شیخ طریقت حضرت قبلہ پیر سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (دربار علی پور سیداں شریف)
- ۲۔ امام طریقت شیخ المشائخ حضرت قبلہ پیر سید علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (دربار علی پور سیداں شریف)
- ۳۔ زبدۃ الاصفیاء شیخ طریقت، رہبر شریعت حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (چورہ شریف)
- ۴۔ پیر طریقت رہبر شریعت زبدۃ العارفین حضرت قبلہ حافظ محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز (علی پور شریف)
- ۵۔ ولی گروہ قطب زماں حضرت علامہ مولانا محمد مفتی سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز (محدث اعظم پاکستان فیصل آباد)
- ۶۔ شیخ زمان خواجہ خواجگان پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ محمد حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (کوئلہ شریف)
- ۷۔ شیخ المشائخ حضرت قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت محمد یعقوب شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (بورامندی)
- ۸۔ پیر طریقت حضرت قبلہ صاحبزادہ سید محمد عاشق حسین شاہ صاحب سرہندی، مجددی (مراڑہ شریف چک نمبر ۳۲)۔

علاوہ ازیں چند دیگر معزز آستانوں سے بھی آپ کو خلافت کا اعزاز حاصل تھا۔ شرفیور شریف سے قطب الاقطاب سلطان العارفین حضرت قبلہ میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور اکاڑہ شریف سے پیر روشن ضمیر مجمع کشف و کرامات حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب حضرت کراماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ طویل عرصہ تک ملتے رہے اور فیض حاصل فرماتے رہے۔ ان بزرگوں کے مریدین اور دیگر ملنے والے برادرانِ طریقت یہی سمجھتے تھے کہ حضرت قبلہ باباجی گنیمت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یا حضرت کراماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ لیکن آپ فرماتے تھے ان بزرگوں سے اگرچہ طویل عرصہ تک سلسلہ ملاقات رہا اور کسب فیض بھی رہا۔ مگر ان بزرگوں کی طرف سے چونکہ باقاعدہ طور پر زبان سے خلافت کے بارے میں نہیں فرمایا گیا۔ اس لئے میں مناسب نہیں سمجھتا کہ میں کہوں کہ مجھے ان سے بھی خلافت تھی۔

### تلمیذ الرحمان:

بزرگوں کی صف میں حضرت قبلہ باباجی گنیمت علیہ الرحمہ کا مقام نمایاں ہے۔ اپنے وقت کے عظیم، ممتاز عالم دین، صوفی روحانی بزرگ تھے۔ جن کی شخصیت نمونہ سلف تھی۔ محدث اعظم پاکستان پیر طریقت رہبر شریعت ولی گروہی، حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز آپ کو ”تلمیذ الرحمن“ فرمایا کرتے تھے۔ محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ، علماء کی محافل اور بڑے بڑے دینی اجتماعات میں فرمایا کرتے تھے کہ ”اہلسنت و جماعت“ کو فخر حاصل رہا ہے کہ اس جماعت میں ہر دور میں ایسے عالم دین موجود رہے ہیں کہ کسی دینی مدرسے میں باقاعدگی سے تعلیم حاصل نہیں کی مگر بڑے بڑے علماء کرام ان سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔ اس دور کی مثال ہمارے ”گنیمت صاحب“ ہیں۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مبلغ اعظم شیخوپورہ مدظلہ العالی بھی فرماتے ہیں، حضرت محمد یوسف علی گنیمت رحمہ اللہ تعالیٰ کو



مولانا محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ "تکلیذ الرحمن" فرمایا کرتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے مطابق آپ مطالعہ کے شہنشاہ تھے۔ آپ کے کتب خانہ میں ہزاروں کتابیں ہیں۔ آج بھی کتب خانہ کا معائنہ کر کے اس حقیقت اور عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ہر کتاب، بڑی ہے یا چھوٹی، شروع سے آخر تک پڑھی ہے اور حوالہ جات سے کتاب کو عظیم علمی سرمایہ بنادیا ہے۔

### حلقہ مریدین:

آپ کا حلقہ مریدین کافی وسیع ہے۔ پاکستان کے ہر شہر میں اور بیرون پاکستان بھی آپ کے مریدین موجود ہیں آپ مریدین کے لئے وہی احکام صادر فرماتے تھے جو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور حضور نبی کریم ﷺ نے ایمان والوں کے لئے ضروری قرار دیئے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری پر بہت زور دیتے تھے۔ شریعت کی پابندی کے معاملے میں خاص خیال فرماتے تھے۔ آپ کے حلقہ بیعت میں مرد خواتین اور کثیر تعداد میں رجال غیب شامل ہیں۔

### مراقبہ و ذکر خفی

### مراقبہ کسے کہتے ہیں؟

مراقبہ، رقیب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں حفاظت کرنے والا یعنی مرید جب تک مراقبہ میں ہے تو وہ اپنی جسمانی لذتوں کے مشاغل سے، شیطانی وسوسوں سے، نفسانی خواہشات سے بے پرواہ اور سب سے الگ ہو کر صرف اللہ تبارک و تعالیٰ

واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حضور متوجہ ہو جائے۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ فکر افضل ہے ذکر سے۔ کیونکہ وہ باطنی شغل ہے جس کی عام انسان کو خبر نہیں ہوتی۔ غرضیکہ مراقبہ اس کو کہتے ہیں کہ جو دل کی نگہبانی و حفاظت کرے اور دل کو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی طرف لگائے رکھے اور حق اللہ جل جلالہ کے سوائے (یعنی مقابلے میں) کسی چیز کو مطلقاً دل میں نہ آنے دے۔ ایسی صفات رکھنے والے صوفی کو صاحب دل کہتے ہیں۔

کیا وہ وقت تھا جب حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ شہر شہر، بستی بستی، گاؤں گاؤں، پیر بھائیوں کو مراقبہ اور خفی ذکر کرواتے تھے۔ ذکر خفی کا طریقہ آپ فرماتے کہ ناک کے ذریعے سانس اندر کھینچو تو لفظ "اللہ" بنے اور جب ناک سے سانس نکالو تو لفظ "ہو" بنے۔ کبھی کبھی دوستوں کے اشتیاق اور طلب پر "نماز تو بہ" بھی پڑھاتے اور نماز کا سلام پھیرتے ہی مراقبہ شروع ہو جاتا، آپ نے شفقت فرماتے ہوئے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو ذکر و مراقبہ کرانے کی تربیت فرمائی اور بندہ آپ کی موجودگی میں ہی آپ کے حکم سے دوستوں کو ذکر و مراقبہ کرواتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم سے حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ دوران ذکر و مراقبہ طالبان حق کے دل کی تسلی و تشریف کے لئے ایک نئے اور سوز میں پڑھا کرتے۔

دلوں کی تسلی ہے ذکر الہی، دلوں کی ضیاء ذکر ہے مصطفیٰ ﷺ کا جو کرتا ہے دل سے غلامی نبی ﷺ کی وہی ہے حقیقت میں بندۂ خدا کا

کبھی ذکر الہی کی صورت یہ ہوتی کہ ذکر شروع کرنے سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی "حمد" پڑھی جاتی۔

ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عَزَّ وَجَلَّ۔



### حمد باری تعالیٰ

اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ  
اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ

ذَرَّه ذَرَّه جہانوں دا دیوے صدا  
پتہ پتہ چمن دا پکارے پیا  
گزر دی جتھوں دی جاوے بادِ صبا  
آکے مستی دے وچ کھندی اے برلا  
اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ

اللّٰهُ هُوَ دی اے مستی جہانوں دے وچ  
کیف ایسے دا سارے مکانات دے وچ  
مہک اُسدی اے سب گلستاں دے وچ  
ذکر اِس دا اے سیناں زباناں دے وچ  
اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ

اُسدے ذاکر نوں راہِ ہدیٰ دی ملے  
بعد لطیفِ فتا دے بقا دی ملے  
نفس نوں موتِ روح نوں غذا دی ملے  
ایہ خدا کی اے خدا دی ملے  
اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ

ذکر ایہو ای کردے نے سب انبیاء  
ملک، حوراں، صحابی تے سب اولیاء  
غوث، ابدال، اوتار تے اصفیاء  
ذکر ایہو ای کر دا اے مستی عطاء  
اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ

ذکر سب ذکران توں نرالا دی اے  
سب توں اچا وی اے، سب توں بالا دی اے  
توڑ دا ماسوا والا تالا دی اے  
اِس اِعظم دی اے، اِس اَعْلٰی دی اے  
اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ

یوسف اِس ذکر دی عجب ہی شان ہے  
ذکر ایسے دے وچ نورِ عرفان ہے  
ایہو اسلام تے دین و ایمان ہے  
ایہو پیرِ طریقت دا فرمان ہے  
اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ      اللّٰهُ هُوَ

پھر حمد باری تعالیٰ کے آخری شعر پر سانس سے ذکر شروع ہو جاتا۔ آہستہ  
آہستہ ذکر کی ضربیں تیز ہوتی جاتیں پھر کیا ہوتا تھا وجدانی کیفیت میں دوست لوٹ  
پٹ ہو جاتے۔ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتے۔ عشقِ الہی کی آگ کو تیز کرنے کے  
لئے ساقی نامہ پڑھا جاتا۔



### ساقی نامہ

رکھ سانجھ صراحیاں تے ساغر نظراں دے جام پلا ساقی!  
 کر لانیجے نظر نہ نظراں توں آج میری ہوش اڈا ساقی  
 نظراں دے نال ملاون دے جے قابل نظر نہ میری اے  
 مینوں ہن چہرہ نگن دے آیناں تے کرم کما ساقی  
 رہوے وسدا تیرا ے خانہ ، رہوے چلدا تیرا پیانہ  
 پیا آکھے ہر اک دیوانہ آج نہ آیناں ترسا ساقی  
 آئے نے تیرے دیوانے ، بیٹھے نے سارے مستانے  
 وچ رقص دے آون پیناں رُخ اُتوں پردہ چا ساقی  
 آج جام تے جام پلائی جا ، سبناں دی ہوش اڑائی جا  
 مستی سب نوں ورتائی جا ، تیرا ہوے شان سوا ساقی  
 آجہناں لائے ڈیرے نے ایہہ سارے منگتے تیرے نے  
 یوسف دی بردا تیرا اے در توں نہ دُور بٹا ساقی

ایک ایک شعر پر پیر بھائی اور ذکر و مراقبہ میں شامل حضرات سکون قلب اور  
 پر کیف وجدانی کیفیت پاتے۔

ساقی نامہ کے جب یہ اشعار پڑھے جاتے:

آج جام تے جام پلائی جا ، سبناں دی ہوش اڑائی جا  
 مستی سب نوں ورتائی جا ، تیرا ہوے شان سوا ساقی  
 آجہناں لائے ڈیرے نے ایہہ سارے منگتے تیرے نے  
 یوسف دی بردا تیرا اے در توں نہ دُور بٹا ساقی

تو پھر جدانی کیفیت دیدنی ہوتی۔ پھر مزید اشعار پڑھے جاتے:-

ساقیا خیر منگاں میں تیرے میخانے دی  
 ہن تے وار آ ہی گئی ہے تیرے دیوانے دی  
 جام دے ایسا پلا مست رہواں میں تا ابد  
 آرڈو ایہو ای اے بس تیرے مستانے دی  
 اُٹھی جاں تیری نظر مدہوش زمانہ ہویا  
 میرے دل وار کدوں آوے گی پیناں دی  
 تیرے توں تینوں ہی میں منگناں ہاں میرے ساقی  
 ہوش کوئی رہ نہ جائے اپنے تے بیگانے دی  
 میں جدھر نظر کراں تیرا ہی نظارہ ویکھاں  
 مینوں سدھ سدھ نہ رہوے اپنے تے بیگانے دی  
 اے شمع حسن ازل کروے ذرا نظر کرم  
 ہوئے یوسف نوں عطا بے خودی پروانے دی  
 اسی طرح وجدانی حالت میں رات بیت جاتی تھی۔ پھر تہجد کے وقت اُن  
 سب دوستوں کو جو وجدانی کیفیت میں مدہوش ہوتے، انہیں ہوش میں لانے کے لئے  
 ان کے کندھے دبائے جاتے۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ بابا جی سرکار گینہ رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور تشریف لائے۔  
 ایک دوست کے ہاں ”وحدت کالونی“ میں محفل تھی۔ کچھ پیر بھائی ڈسکے سے بھی  
 تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے ”وجدانی کیفیت“ کے بارے  
 میں اچھی گفتگو نہ کی اور کہنے لگے یہ سب ایسے ہی ہے۔ تو حضور قبلہ بابا جی سرکار گینہ  
 رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ ناچیز کو فرمایا: ”پتر منیر“ مولوی صاحب کو بھی مراقبہ کرواؤ۔ چنانچہ







نماز توبہ کی تلقین فرماتے۔ نیز کشف ارواح کے لئے شش طرئی ذکر کی ترغیب فرماتے۔  
حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کشف ارواح کے لئے  
یا احمد اور یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ یا  
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دائیں طرف اور یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو  
بائیں طرف پڑھتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال کرے۔  
دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)  
یا علی، یا حسن یا حسین یا فاطمہ (علیہا السلام) کا شش طرئی (چھ طرفہ) ذکر  
کرے، اس طرح تمام ارواح کا کشف ہو جاتا ہے۔ نیز مقرب فرشتوں کے نام بھی  
یہ اثر کرتے ہیں یعنی یا جبرائیل یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل  
(علیہم السلام) کا چار ضربی ذکر بھی یہی تاثیر رکھتا ہے نیز یا شیخ یا شیخ ہزار مرتبہ اس  
طرح پڑھے کہ حرف ندا ”یا“ کو دل کی سیدھی جانب سے کھینچے اور لفظ شیخ کی ادائیگی  
کے ساتھ دل پر ضرب لگائے۔ اس سے بھی کشف ارواح ہوتا ہے۔

### برادران طریقت اور مریدین صادق کے لئے:

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ مریدین اور طالبان بارگاہ الہی کی  
جہاں مسائل شرعیہ کی تعلیم میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے تھے ایسے ہی ان کو  
طریقت کے مسائل سے بھی باخبر رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے کوئی مرید صحیح مرید نہیں بن  
سکتا بلکہ کوئی پیر صحیح طور پر اپنے مریدین کی رہنمائی نہیں کر سکتا جب تک مسائل تصوف  
و طریقت سے پوری طرح آگاہ نہ ہو۔ اس آگاہی کے لئے آپ جن کتابوں کے مطالعہ  
کی تعلیم و تبلیغ فرمایا کرتے تھے ان میں ”اخبار الاخیار“، ”عوارف المعارف“ اور  
”کشف المحجوب“ سرفہرست ہیں۔

بندۂ ناچیز نے ان تمام کتابوں بلکہ اور کئی دیگر کتب تصوف کی تعلیم آپ سے  
حاصل کی۔ آپ نے ان کتابوں سے کئی ایسے مسائل یاد کروائے جن کی مستقبل میں

ضرورت پیش آنا تھی اور پھر آئے بھی، تو ان کے حل میں آسانی ہو گئی۔

### ارادت مرید کا فعل ہے:

”اخبار الاخیار“ سے ایک مسئلہ شیخ کامل اور مرید صادق کے روحانی تعلق  
کے بارے میں آپ نے سمجھایا جو شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ  
العزیز نے بیان فرمایا ہے کہ:

اگر مرید شیخ را گوید کہ من مرید تو ام و شیخ گوید مرید من نہ، او مرید باشد و اگر  
شیخ گوید تو مرید منی مرید گوید من مرید تو نیم مرید باشد زیرا کہ ارادت فعل مرید است  
فعل شیخ۔ (اخبار الاخیار فارسی ص ۵۹)

”اگر مرید اپنے شیخ سے عرض کرے کہ میں آپ کا مرید ہوں اور شیخ  
صاحب فرمائیں کہ تو میرا مرید نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُس کو مرید تصور کیا جائے  
گا۔ لیکن اگر شیخ اپنے مرید سے کہے تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ میں آپ کا مرید  
نہیں تو ایسے شخص کو مرید نہیں سمجھا جائے گا اس لئے کہ ارادت دراصل مرید کا فعل ہے،  
فعل کا کام نہیں۔“

آپ ہر سلسلہ کے مریدین کو سمجھایا کرتے تھے کہ جس شیخ کامل کی بیعت کی  
ہائے اُس کا دامن مضبوطی سے تھام لیا جائے اور اگر شیخ کامل نہ بھی ہو اور مرید طالب  
صادق ہو تو وہ فیض حاصل کر لیتا ہے کیونکہ فیض تو دراصل اللہ تبارک و تعالیٰ واجب  
الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی طرف سے آتا ہے۔

لہذا اگر کسی مرید صادق کا شیخ کامل نہیں تو نہ تو بدظن ہونا چاہئے اور نہ ہی  
بیعت توڑنی چاہئے اور ساتھ یہ بھی سمجھایا کرتے کہ کسی شخص کو شیخ کامل کے مرید کی  
اس کے شیخ سے بیعت فسخ نہیں کروانی چاہئے یہ یزید اور ابن زیاد ”بدنہاد“ کا فعل ہے  
کہ ان بد بخت لوگوں نے کوفہ کے لوگوں کی حضرت سیدنا مسلم بن عقیل (رضی اللہ عنہ) اور  
حضرت سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے بیعت فسخ کروائی تھی۔







(۵) اِهْدِنَا سَعَادَتِي (برحق)۔

(۶) اَنْعَمْتَ سَعَادَتِي (حقیقی)۔

(۷) الْمَغْضُوبُ سَعَادَتِي (حکمت) اور

(۸) الضَّالِّينَ سَعَادَتِي (حکمت)۔

فرمایا، بعض لوگوں کا یہ نظریہ اور عقیدہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ، قرآن مجید کی باقاعدہ سورت نہیں۔ بلکہ محض دیباچہ ہے مگر آپ دلائل سے ثابت کرتے کہ سورۃ الفاتحہ قرآن مجید کی باقاعدہ ایک سورت ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے سورت ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خود نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اسے قرآن مجید میں اور قرآن مجید سے بیان فرمایا ہے۔

### واقعہ: اعظم سورت:

حضرت ابوسعید بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے آواز دی (پکارا)، مگر میں نے جواب نہ دیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد میں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے (اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے؟ کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ.... ۱ اے ایمان والو! اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و ہدایت دہندہ (پیارے) رسول (کریم ﷺ) کے پکارنے پر حاضر ہو جاؤ جب تمہیں اُس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے۔

راوی کہتے ہیں پھر مجھے فرمایا:

أَلَا أَعْلَمُكُمْ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ

لَخُرُوجٍ مِنَ الْمَسْجِدِ ”کیا میں تمہیں مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن مجید کی سورتوں میں سے ایک ایسی سورت نہ بتاؤں جو سب سورتوں سے (اجز و ثواب میں) بڑی سورت ہے۔“ پھر (شفقت فرماتے ہوئے) میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

أَلَا أَعْلَمُكُمْ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ ”کیا میں تمہیں ایک ایسی سورت نہ بتاؤں جو قرآن مجید میں سب سورتوں سے بڑی سورت ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ ہے۔ یہ سورت مثانی اور قرآن عظم ہے جو مجھے دی گئی۔“ ۲

اس حدیث شریف میں ”فِي الْقُرْآنِ“ اور ”مِنَ الْقُرْآنِ“ کے الفاظ آئے ہیں یہ دونوں جملے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ دوسری سورتوں مثلاً ”الکوثر“ ”الاخلاص“ اور ”التاس“ وغیرہ کی طرح باقاعدہ ایک سورت ہے۔

کیا خوبصورت انداز استدلال ہے۔ آپ فرماتے تھے قرآن پاک کی سورتوں اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں واضح فرق چند وجوہات کی بناء پر ہے، جو چیزیں سورتوں میں پائی جاتی ہیں وہ احادیث مبارکہ میں نہیں پائی جاتیں۔

(۱) ہر سورت کی یاد دہانی ہوتی ہے اور سورۃ فاتحہ کے بارے میں احادیث مبارکہ اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ سورت دومرتبہ نازل ہوئی یہ کی بھی ہے اور بدنی بھی۔ کسی حدیث مبارکہ کو کی یاد دہانی نہیں کہتے۔

(۲) ہر سورت کا کوئی نہ کوئی نام ہوتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے کئی نام ہیں بلکہ

بخاری جلد ۲ ص ۳۹۷ ۲۳۲ تبییر الباری جلد ۶ ص ۵۱۱ تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۵۹۸ مشکوٰۃ ص ۱۸۳ درمنثور جلد ۱ ص ۱۳ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۲۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۸ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۲ دارمی جلد ۲ ص ۳۳۵ (مختصر) نسائی جلد ۱ ص ۱۳۵۔



سورة الاخلاص کے علاوہ وہ سورت ہے جس کے پچیس نام ہیں۔

### سورة الفاتحہ شریف کے نام:

(۱) فاتحة الكتاب ۳	(۲) فاتحة القرآن ۴
(۳) ام الكتاب اور ام القرآن ۵	
(۵) قرآن عظیم کے	(۶) السبع المثانی ۷، ۸، ۹، ۱۰
(۷) الوافیہ ۱۱	(۸) الكنز ۱۲
(۹) سورة الکافیہ	(۱۰) سورة الأساس
(۱۱) سورة النور	(۱۲) سورة الحمد
(۱۳) سورة الشکر	(۱۴) سورة الحمد الأولى
(۱۵) سورة الحمد القصری	(۱۶) سورة الرافیہ
(۱۷) سورة الشفاء	(۱۸) سورة الشافیہ
(۱۹) سورة الصلاة	(۲۰) الصلاة
(۲۱) سورة الدعاء	(۲۲) سورة السؤل
(۲۳) سورة تعلیم المسألة	(۲۴) سورة المناجاة
(۲۵) سورة التفویض ۱۳	

(۳) قرآن مجید کی سورتوں کو سورتیں کہتے ہیں، احادیث نہیں کہتے اور احادیث

۳ الاتقان جلد ۱ ص ۱۵۰-۱۵۱، الاتقان جلد ۱ ص ۱۵۰-۱۵۱، دار فطی جلد ۱ ص ۳۱۲، نصب الرایہ جلد ۱ ص ۳۳۳، درمنثور جلد ۱ ص ۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۱۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۶۵-۱۶۶۶، الاتقان جلد ۱ ص ۱۵۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۷، بخاری جلد ۲ ص ۶۸۳، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۳۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۴۵-۷۴۶، ۷۴۷، الاتقان جلد ۱ ص ۱۵۱-۱۵۲، الاتقان جلد ۱ ص ۱۵۲-۱۵۳، الاتقان جلد ۱ ص ۱۵۳-۱۵۴

مبارکہ کو قرآن مجید کی سورتوں کی طرح سورتیں نہیں کہتے۔

(۴) قرآن مجید کی سورتوں کی آیات مبارکہ ہوتی ہیں، احادیث مبارکہ کی آیات

نہیں ہوتیں۔ سورة الفاتحہ شریف کی سات آیات مبارکہ ہیں۔

(۵) قرآن مجید کی سورتوں کے رکوع ہوتے ہیں جب کہ احادیث مبارکہ کے

رکوع نہیں ہوتے۔

(۶) قرآن مجید کی کوئی سورت ضعیف یا موضوع نہیں ہوتی، احادیث مبارکہ

ضعیف اور موضوع بھی ہوتی ہیں۔

(۷) قرآن مجید کی سورتوں یا آیات مبارکہ کی نماز میں قیام کی حالت میں تلاوت

ہوتی ہے احادیث مبارکہ کی تلاوت نہیں ہوتی۔

(۸) قیام میں قرآن مجید کی تلاوت مطلقاً فرض ہے اگر قرآن مجید کی جگہ کسی

حدیث شریف کو پڑھیں گے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

(۹) جہاں تک سورة الفاتحہ کا تعلق ہے اس کی ساتوں کی ساتوں آیات مبارکہ

فرضوں کی پہلی رکعتوں میں اور سنتوں کی ہر رکعت میں پڑھنی واجب ہیں۔ احادیث

مبارکہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۱۰) سورة الفاتحہ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنتوں کی ہر رکعت میں کسی

دوسری سورت سے پہلے پڑھنی واجب ہے۔ احادیث مبارکہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

حضرت قبلہ پیر سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بہت محفوظ ہوئے اور

سورة الفاتحہ کی قرآن پاک سے مدلل تقریر و تفسیر کی داد دیتے رہے کہ حضرت محمد یوسف

علی گیندہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) قرآن پاک کے علوم کے بحر بے کراں کی انتہاء گہرائیوں سے

کیسے احسن اور نرالے انداز سے گوہر و موتی نکال کر لاتے ہیں۔ رات ۱۲ بجے پروگرام

کے اختتام کے بعد وہاں سے واپسی ہوئی۔ اگلے روز پیر طریقت حاجی محمد رفیق صاحب

یوسفی اور بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو دادا پیر حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے

پاس شجرہ نقشبندیہ جماعتیہ کے متعلق ہدایات حاصل کرنے کیلئے جانا پڑا تو آپ نے اس



موقع پر گزشتہ رات والی محفل پاک کا ذکر چھیڑ دیا۔ آپ فرمانے لگے کہ جناب عالی صاحب کی رات والی تقریر سن کر بڑا سرور آیا۔

پھر فرمانے لگے کہ اُن پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ انہیں دین کے ساتھ شروع سے بڑی محبت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انشراح صدر فرما دیا ہوا ہے اور کیسی عجیب بات ہے کہ سکول کی صرف آٹھ جماعتیں پڑھی ہیں۔ کسی مدرسے سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ دراصل وہ ”تلمیذ الرحمن“ ہیں۔ مجمع انوار لاہوری حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کو عالم یلمعی، فاضل لوزعی اور یوسف مصر محبت کہہ کر خطاب فرمایا۔

### کافروں کو مسلمان کرنا:

دین کی اشاعت اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کے غلبہ کیلئے ہر قسم کی مخالفت کی پروا نہ کئے بغیر دن رات کام کرتے رہے۔ قیام پاکستان سے قبل جب کہ آپ کی عمر شریف چوبیس پچیس سال تھی۔ آپ نے اُس وقت تقریباً ۳۵۰ ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ پھر بعد میں تادم حیات دنیوی سینکڑوں عیسائیوں کو مسلمان کیا جنہوں نے آپ کے دست ہدایت و حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی نے خود اپنی آنکھوں سے کئی عیسائیوں کو مسلمان ہوتے دیکھا ہے۔ بے شمار بے دین لوگ دین دار ہوئے ہیں۔ گمراہ لوگ راہ راست پر آئے ہیں۔ بے ادبوں کو ادب اور خشک لوگوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ کے جام پلائے۔ وہ دیہات اور علاقے جہاں تنگ نظر اور متعصب لوگ صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو برداشت نہیں کرتے تھے وہاں بھی علم حق بلند فرمایا۔ اور ہزاروں بھٹکے ہوئے انسانوں کو صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت مسلمان بنایا اور اُن کے دل عشق مصطفیٰ ﷺ کے نور سے منور ہو گئے۔

### ادب:

ادب کے معاملہ میں بہت ہوشیار اور پابند تھے۔ سادات کے ساتھ آپ کو ایسی عقیدت اور محبت تھی۔ اس مکرم خاندان کا اس قدر ادب اور احترام فرماتے تھے اگر کسی سید زادے کو دیکھ لیتے تھے تو اُس کے ادب میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی آپ کے آستانہ عالیہ پر زیارت کے لئے حاضر تھا۔ تعلیم کا سلسلہ جاری تھا کہ کالے رنگ کا لمبے قد والا ایک شخص آگیا۔ آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور بڑی محبت اور احترام سے اُن کو اپنے پاس بٹھایا۔ بندہ ناچیز حیران تھا کہ دوران تعلیم اس شخص کو اتنا احترام بخشنے کی کیا وجہ ہے؟ جب وہ صاحب چلے گئے تو آپ نے بندہ ناچیز کے پوچھے بغیر فرمایا ”پتر منیر“ یہ سید صاحب تھے۔

کسی محفل میں اگر کوئی چیز تقسیم کی جاتی تو آپ سید کو دو گنا حصہ دیتے اور فرماتے ایک زائد حصہ سید ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور کبھی کبھی یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ میرے پیر و مرشد قبلہ عالم مجمع انوار لاہوری، پیر طریقت حضرت سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بریلی شریف میں مجید دوین و ملت عظیم البرکت امام اہلسنت و جماعت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تعلیم حاصل فرماتے تھے تو اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی محبت اور احترام سے سید میاں فرماتے اور دو گنا حصہ دیتے۔

### تعلیم سید کا ایک اور واقعہ:

۱۹۸۵ء میں خلیفہ مجاز پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب کے آستانہ، واقعہ چاہ میراں لاہور پر حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمہ اللہ گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاللاں را رہنما کے عرس مبارک کی تقریب میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز تشریف



مالی صاحب بہت سمجھدار ہیں اور مسائل اور آداب طریقت میں ماہر اور راہ نمائیں۔

### فتح کے آستانہ عالیہ پر حاضری:

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو اکثر پیر طریقت حاجی محمد رفیع یوسفی صاحب اور پیر  
ہادی خوشی محمد یوسفی صاحب اور جناب محمد ظفر عاتف صاحب فیصل آباد کو کبھی کبھی  
حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دادا پیر کے آستانہ عالیہ پر جانے کا  
اطلاق ہوتا۔ جب آپ آستانہ عالیہ میں داخل ہونے لگتے تو ہم سے فرمادیتے "بیٹا ایہ  
نہ اچیر خانہ ہے۔ بے شک تم میرے مرید ہو لیکن میں یہاں پیر بن کر نہیں بلکہ مرید کی  
حیثیت سے حاضر ہو رہا ہوں تو آپ ہم سے اپنی کتابوں والا تھیلا مبارک پکڑ لیتے اور  
اپنے جوڑے مبارک کو بھی خود ہی اٹھاتے اور ہمیں تلقین فرماتے کہ بیٹا پیر خانہ پر مرید  
صادق کی طرح حاضری دینی چاہیے۔ پیر بن کر خود نمائی کے انداز میں نہیں آنا چاہیے۔  
بلکہ مرید بن کر نیاز مندی کے انداز سے آنا چاہیے۔ آپ اپنے شیخ کامل کے حضور دو  
دالوں ہو کر بڑے ادب و احترام سے بیٹھتے۔

### اہلسنت و جماعت علماء کرام:

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو فرمایا کرتے تھے کہ "پتر منیر" جب تم تقریر کیا کرو اور  
دوران تقریر سنی عالم دین کی کوئی بات بیان کرو تو ساتھ اُن کا نام بھی لوگوں سے بیان کر  
دیا کرو تا کہ لوگوں کے دلوں میں اُن کی محبت بھی پیدا ہو۔ اہلسنت و جماعت علماء کی محبت اور  
ان کے دیدار کا شوق پیدا کرو۔ جب لوگ اہلسنت و جماعت علماء کرام سے محبت کریں گے  
تو اُن کے پاس بیٹھیں گے۔ جب اُن کی پاس بیٹھیں گے تو علم کے نور سے اُن کے سینے بھی  
نور ہوں گے۔ اُن کا عقیدہ درست اور مضبوط ہوگا۔

### بے دینوں سے بچنے کی تلقین:

بے دین لوگوں کی محبت سے بچنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، اچھے لوگوں کی محبت

فرماتے تلاوت، نعت خوانی اور آپ کی تقریر کے بعد ختم شریف پڑھا گیا۔ ختم شریف  
کے بعد تبرک شریف تقسیم ہونے لگا۔ باری باری سنت کے مطابق دائیں طرف سے  
تبرک کی تقسیم ہو رہی تھی۔ یکدم حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ  
آپ میں سید صاحب کون ہیں؟ اب جن صاحب پر تبرک کی تقسیم پہنچ چکی تھی وہ  
صاحب ہی تھے۔ تو فرمانے لگے شاہ صاحب کو دو گنا حصہ دو۔ سادات کرام کے علاوہ  
صحابہ کرام اور اولیائے کرام اور علمائے حق اہلسنت و جماعت کا نام بڑے ادب و  
محبت سے لیتے۔ اور جب کوئی بات کسی عالم دین کے متعلق فرماتے تو آپ کی زبان  
مبارک سے محبت بھرے، شیریں اور پُر خلوص کلمات ہی نکلتے تھے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد  
یوسفی اور دیگر برادران طریقت کو بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا عالم ہو یا امام، حافظ ہو یا  
قاری ہر ایک کا احترام کرو۔

### میں دُعائیں لینے آیا ہوں:

ایک مرتبہ آپ کے آستانہ عالیہ کے قریب ایک گاؤں فیض پور میں جلسہ تھا۔  
جس میں ہمارے دادا پیر مجمع انوار لاٹانی حضرت پیر سید علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ  
تعالیٰ کی صدارت تھی۔ اُس جلسہ میں آپ نے تقریر فرمائی آپ کا ارادہ تھا کہ بندۂ  
ناچیز بھی وہاں تقریر کرے۔ آپ نے بھی حکم فرمایا اور دادا امرشد نے بھی آپ سے فرمایا  
کہ منیر سے فرمائیں کہ یہ بھی تقریر کرے چنانچہ بندۂ ناچیز نے آپ کی موجودگی میں  
ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تقریر کی۔ جلسہ کے بعد مجمع انوار لاٹانی حضرت پیر سید اصغر علی  
شاہ صاحب نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار گلینہ صاحب قدس سرہ العزیز کو دُعا کے لئے  
فرمایا۔ مگر آپ نے جواباً عرض کیا، نہیں حضور آپ دُعا فرمائیں پھر آپ نے فرمایا: منیر  
سے کہیں دُعا کریں اور خود بھی فرمایا، بیٹا منیر دُعا کرو تو حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ  
تعالیٰ نے مجھے فرمایا پتر منیر تمہارا امتحان ہے۔ تم دُعا نہ کرنا بلکہ عرض کرو حضور میں تو  
دُعائیں لینے آیا ہوں۔ جب آپ نے یہ بات فرمائی تو دادا امرشد مسکرانے لگے اور فرمایا:



اور بڑے لوگوں کی صحبت کے اثرات کو آپ نے حدیث شریف کی روشنی میں بیان فرمایا ہے۔

صحبت نیکان دی اتخ کر جانیں جیویں دکان عطاراں  
بھادویں کچھ خریدے ناہیں لپٹاں آون ہزاراں  
تے صحبت بدان دی اتخ کر جانیں جیویں دکان لوہاراں  
بھادویں کچھ خریدے ناہیں چنگاں چین ہزاراں  
حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:-

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوءِ كَمَثَلِ الْمَسْكِ وَنَافِخِ الْكَبِيرِ فَحَامِلُ الْمَسْكِ إِمَّا أَنْ يُخَذِّبَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخِ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يُخْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً ۝۳۱ "اچھے اور بُرے ساتھی کی مثال مشک کے اٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے، مشک بردار یا تمہیں کچھ دے گا یا تم اُس سے کچھ خرید لو گے یا تم اُس سے اچھی خوشبو ہی پاؤ گے جبکہ بھٹی دھونکنے والا تمہارے کپڑے جلادے گا یا تم اُس سے بدبو پاؤ گے (یہ حدیث شریف مختلف الفاظ کے ساتھ اسی مفہوم سے کئی کتابوں میں ہے)۔

### زبان اور شرم گاہ کی حفاظت:

آپ مریدین کو زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی تلقین فرماتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف بیان فرماتے کہ

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۸۳۰ مسلم جلد ۲ ص ۳۳۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۱۰ مرآۃ جلد ۶ ص ۵۹۰  
شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۶۸ کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۶۷ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۶۱ مسند احمد جلد ۴ ص ۳۰۴

مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمِنُ الْجَنَّةَ ۱۵  
"جو مجھے اپنے دو جہڑوں اور دو پاؤں کے درمیان کی چیزوں کی ضمانت دے گا میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔" یعنی اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت، بہتان بازی اور الزام تراشی وغیرہ سے بچائے۔ اپنے منہ کو حرام سے محفوظ رکھے اور اپنی شرم گاہ کو زنا سے بچائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عظیم ہے:  
لَعَلَّوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوُجْهِينَ الَّذِي يَأْتِيَهُوْلَاءِ بِوُجْهِهِ ۱۶  
وَهَؤُلَاءِ بِوُجْهِهِ ۱۷ "تم قیامت کے دن بدترین لوگوں میں دو منہ والے کو پاؤ گے جو ان کے پاس اور منہ سے جاتا ہے اور ان کے پاس اور منہ سے آتا ہے۔"

یعنی ادھر کچھ کہے ادھر کچھ کہے۔ فرمایا کرتے کہ "سب سے بُرا انسان دو منہ والا ہے۔" اور حدیث شریف کی روشنی میں لوگوں کو تلقین فرماتے "لوگو! اپنی زبان کو سنبھال کر رکھو کیونکہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔  
مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانٌ مِنْ نَارٍ ۱۸ "جو دنیا میں دو منہ والا ہوگا قیامت کے دن اُس کی زبان آگ کی ہوگی۔"

### واقعہ:

آپ کے گاؤں میں ایسا ہی ایک شخص تھا جس کا طرز زندگی منافقانہ تھا۔ شب و روز اُس کا یہی کام تھا ادھر کچھ کہا ادھر کچھ۔ لوگوں میں لڑائیاں اور دشمنیاں اُل دیتا تھا۔ جب اُس کا آخری وقت آیا۔ اُس کی عبرت ناک حالت لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کی۔ اُس کی زبان سے کوئی بات نہیں نکلتی تھی بس یہی کہتا تھا "دو" یعنی روٹی، پانی، دوائی وغیرہ جب کوئی چیز مانگتا تو "دو" کہتا۔ نہ روٹی، پانی کا لفظ منہ سے نکلتا نہ دوائی کا چونکہ وہ دور نگہ تھا اس لئے دُؤ دُؤ کرنا ہی مر گیا۔ حضرت بابا جی گئینہ

۱۵ بخاری السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۶۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۸۱۴ ص ۳۱۱ کتاب الاذکار  
حدیث نمبر ۲۹۵ ص ۱۶ مشکوٰۃ ص ۳۱۱ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۶۰۳ بخاری مشکوٰۃ ص ۳۱۳  
السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۳۶ ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۷۷ الادب المفرد حدیث نمبر ۱۳۶



صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو دورخی پالیسی سے روکا کرتے تھے اور آپ دوست احباب عوام الناس اور سلوک کے راستہ کے مجاہدوں کو مندرجہ ذیل اشعار سنایا کرتے تھے۔

چھڈ کثرت پھڑنے وحدت نوں  
ٹوں دل ٹوں لالے اک پاسے  
دو بیڑیاں والا ڈب مر دا  
ٹوں قدم نکالے اک پاسے  
نالے دنیا دے وچ لت رکھ لے  
نالے درویشی والا کچھ رکھ لے  
پکھا مر دا پروتا دو گھر دا  
جیہڑی لہدی او کھا لے اک پاسے  
ت مت منگ ناں اے راہ ابرار دا  
چھڈیں ساتھ ناں ٹوں بدکاراں دا  
دو خصماں والی زن نہ دے  
تو عقد پڑھا لے اک پاسے  
اوہنوں کدھے نہ مای مِلدا  
جیہڑا دو تیراں دا سانجھا  
اکو پاسہ رہنا میرے  
چاہے کھیڑے چاہے رانجھا  
چاہے جہاں رکھو چاہے یار رکھو

بے کار زبان چلانے والوں کو فرماتے یہ وہ تلوار ہے جب اس کو بے مقصد چلاؤ گے تو یہ گند ہو جائے گی جب اسے بے مقصد بولنے سے روکو گے تو بے شمار

لامدے حاصل ہوں گے۔ عزت بچ جائے گی۔ وقار بلند ہوگا۔ لہذا فرمایا کرتے۔  
منوؤں بول کے نہ گنواویں تے پُپ وچ لکھ پردے  
اور پھر بڑے نصیحت بھرے انداز میں فرماتے۔

یوسف بھید دس ویراں ہتھوں کھوے پئے گیا  
جدوں چپ وٹی تے مصر والی شاہی لے گیا

### رجوع الی اللہ کی تعلیم:

ایک مرتبہ ایک خاتون آپ کے پاس حاضر خدمت ہوئی اور کہنے لگی باباجی سرکار دُعا فرمائیں اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ میری ٹانگوں، گھٹنوں اور سر میں درد رہتا ہے۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بی بی دُعا تو میں کر دیتا ہوں لیکن کیا میں تجھے ایسا طریقہ نہ بتا دوں کہ پھر کبھی ساری زندگی یہ دردیں نہ ہوں اور دواؤں پر بھی روپیہ پیسہ خرچ نہ کرنا پڑے۔ وہ کہنے لگی حضور اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ کچھ خرچ بھی نہ کرنا پڑے اور میرا کام بھی ہو جائے۔ آپ فرمانے لگے اچھا بی بی ایسا کرو کہ تم آج سے پانچ وقت کی نماز اور تہجد پڑھنا شروع کرو تو تمہاری تمام دردیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حضور رکوع میں جاؤ گی کبھی سجدہ میں جاؤ گی قیام کرو گی تو عبادت کے ساتھ ساتھ تیرے خون کی گردش بھی تیز ہوگی۔ پھر آپ نے اُس بی بی کے لئے دُعا بھی فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے آپ کی دُعا کی برکت سے اُس بی بی کو دردوں سے مکمل نجات عطا فرمائی۔

### سر درد کا خاتمہ:

مجمع انوارِ گیینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایک مائی لہاجی حضور سرکار باباجی گیینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی حضور بہت عرصے سے سر درد کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوں



کبھی کبھی اتنا درد ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کہ میرا سر پھٹ جائے گا۔ آپ مجھے کوئی تعویذ عینیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بی بی تعویذ بھی دے دیتا ہوں۔ لیکن میری ایک نصیحت ہے اس پر عمل کرو گی تو آئندہ کبھی سر میں درد نہیں ہوگا۔ فرمایا: نماز تہجد پڑھا کرو اور نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کیا کرو۔ اُس بی بی نے پابندی سے نماز تہجد، اور نماز پنجگانہ ادا کرنا شروع کر دیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اُسے سر درد سے آرام عطا فرمادیا۔ کچھ عرصہ تک وہ بی بی نماز پڑھتی رہی ایک دن پھر آگئی اور عرض کیا حضور میرے سر میں پھر درد شروع ہو گیا ہے۔ تو صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں اہی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بی بی ہو سکتا ہے تم نے نماز تہجد پڑھنا چھوڑ دی ہو۔ اُس نے کہا نماز پڑھتی ہوں آپ نے فرمایا نہیں معلوم ہوتا ہے تم نے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا، نہیں باباجی میں پڑھتی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے چلو پھر دُعا کرو۔ اگر تم نماز تہجد پڑھتی ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تمہارا سر درد ٹھیک کر دے اور اگر نہیں پڑھتی تو اور لگا دے تو پھر انہی قدموں پر وہ کہنے لگی نہیں باباجی میں نماز تہجد نہیں پڑھتی تو آپ نے فرمایا: نماز تہجد پڑھا کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تمہیں شفاء عطا فرمائے گا۔

### جنات کا زیارت کے لئے حاضر ہونا:

ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگا حضور میں نے سنا ہے آپ کے پاس بہت سے جنات آپ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور آپ سرکار سے بیعت کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک جن مجھے بھی دے دیں۔ حضرت باباجی گنبد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی بات سن کر فرمانے لگے پہلے تم شریعت پاک کی پابندی کرو۔ نمازیں پڑھو داڑھی رکھو رزق حلال کھاؤ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرو پھر ایک جن کیا جتنے چاہو گے اتنے جنات خود ہی مل جائیں گے۔

### مقروض کا علاج:

ایک مرتبہ ایک شخص آپ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور میں بہت مقروض ہوں آپ دُعا فرمائیں میرا قرض اُتر جائے۔ آپ سرکار نے فرمایا بیٹا نماز پڑھا کرو اور داڑھی شریف رکھ لو اور جس طرح سویوں والی مشین سے سوئی نکلتی ہیں تیری داڑھی کے بال بھی اُسی طرح نکلیں گے تو تجھے قرضوں سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مذکورہ شخص کو قرضوں سے نجات حاصل ہو گئی۔

### شاہد رفیق تہیمی یوسفی کا واقعہ:

عزیزم شاہد رفیق تہیمی یوسفی کی والدہ نے بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی سے فرمایا کہ ہم نے شاہد کی شادی کرنی ہے تو آپ اسے اجازت دیں کہ داڑھی صاف کروالے۔ بندہ نے استغفار پڑھتے ہوئے معافی مانگی اور اُن سے کہا حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں اُن سے اجازت لے لو۔ میرا مقصد یہ تھا آپ ان کو سنت کی پابندی کی ہی تلقین فرمائیں گے اور سنت مبارکہ کی مخالفت سے روکیں گے۔ اُن دنوں آپ خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہاں علاج معالجہ کے لئے تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ عزیزم شاہد رفیق تہیمی یوسفی اپنے والد گرامی محمد رفیق تہیمی یوسفی کے ساتھ حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس وہاں حاضر ہوئے۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں سے مصروف گفتگو تھے دونوں باپ بیٹے نے موقع پا کر سلام و نیاز حاصل کیا تو عزیزم شاہد رفیق تہیمی یوسفی نے عرض کیا میرے گھر والے میری شادی کرنا چاہتے ہیں اور والد صاحب مجھے کوئی کاروبار کرانے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں، آپ دُعا فرمائیں کاروبار ٹھیک ہو جائے۔ اگلا سوال کرنے سے پہلے حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیٹا داڑھی بڑھا لو اور سنت رسول ﷺ کے مطابق داڑھی رکھ لو کاروبار ٹھیک ہو جائے گا۔



عزیزم شاہد رفیق تمہی یوسفی کا کہنا ہے کہ جب سوال کرنے سے پہلے جواب سن لیا تو مزید کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

### شریعت مبارکہ سے والہانہ محبت:

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شریعت مصطفیٰ ﷺ پر سختی سے کار بند تھے۔ جب بھی شریعت مصطفیٰ ﷺ کی کوئی بات ہوتی تو آپ حق بات فرماتے نہ اولاد کو دیکھتے تو نہ مریدین کو اور نہ ہی رشتہ داروں کو۔

### مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت:

آپ حضور نبی پاک ﷺ کے اس فرمان کہ ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے والدین، اولاد اور جمع انسانیت سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں“ کی صحیح معنوں میں منہ بولتی تفسیر تھے۔ آپ فنانی الرسول ﷺ تھے۔ معمولات زندگی میں سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا بھی تھے اور تعلیم و تربیت میں ماہر بھی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے آپ کو یہ اعزاز بخشا تھا کہ آپ کے قول و فعل میں مطابقت تھی۔

بیت الخلاء میں جاتے وقت بایاں پاؤں پہلے اندر رکھتے اور بیت الخلاء جانے کی یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ ۱۸  
”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) بلاشبہ (بے شک) میں تیرے ساتھ پناہ لیتا ہوں! ایذا پہنچانے والے نر شیطانوں اور جنوں

۱۸ ابن ماجہ ص ۲۶، مشکوٰۃ ص ۴۲، مسلم جلد ۱ ص ۱۶۳، بخاری جلد ۱ ص ۲۶، جلد ۱ ص ۹، ترمذی جلد ۱ ص ۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۹۹، جلد ۴ ص ۳۶۹، دارمی جلد ۱ ص ۱۷۱، شرح السنہ جلد ۱ ص ۲۸۴، فتح الباری جلد ۱ ص ۳۲۳، کتاب الاذکار ص ۲۱۔

سے اور ایذا پہنچانے والے مادہ شیطانوں اور جنوں سے۔“

جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو پہلے دایاں پاؤں بیت الخلاء سے باہر نکالتے اور یہ دعا پڑھتے: غُفْرَانُکَ ۱۹  
”اے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) میں تجھ سے بخشش و مغفرت طلب کرتا ہوں۔“ یا یہ دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ ۲۰  
”سب شائیں اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے واسطے ہیں۔ وہ ذات کہ جس نے ہم سے تکلیف دور فرمائی اور ہمیں عافیت عطا فرمائی۔“

علاوہ ازیں لینے دینے کی چیزیں دائیں ہاتھ سے لیتے دیتے۔ حدیث پاک کے حوالے سے فرمایا کرتے کہ جو کام ہم دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں شیطان وہی کام دائیں ہاتھ سے کرتا ہے، جو کام ہم بائیں ہاتھ سے کرتے ہیں، شیطان وہی کام دائیں ہاتھ سے کرتا ہے۔ آپ تعلیم فرماتے ہم نے اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کی پیروی کرنا ہے اسی میں ہماری زندگی، اسی میں ہماری کامیابی اور اسی میں ہماری روحانی ترقیاں ہیں۔

### ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت:

حضرت غوث الثقلین قطب الاقطاب شیخ شیوخ سید عبدالقادر جیلانی اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد کے مطابق ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت سنت اور شریعت کا عین اتباع ہے اور حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس قول کے مصداق تھے۔

۱۹ ترمذی جلد ۱ ص ۷، ابن ماجہ ص ۲۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۵۵، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۶۲۔  
۲۰ نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۵۶، کتاب الاذکار ص ۲۲، کتاب السنن ص ۱۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۱۲، شرح السنہ جلد ۱ ص ۲۸۵، مشکوٰۃ ص ۴۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۸، جامع صغیر جلد ۱ ص ۱۶۵، تحفۃ الذاکرین ص ۱۲۴۔ ۲۰ ابن ماجہ ص ۲۶، مشکوٰۃ ص ۴۲۔







صحیح معنوں میں اطاعت کی جائے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و واجب الوجود و بے حد کی بندگی، مصطفیٰ کریم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں اور جب ہر کام میں حضور ﷺ کی پیروی اور اطاعت ہوگی تو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بیحد و بے حد کی خصوصی عنایات کی بارشیں ہوں گی۔ حقیقتاً وہ انسان نہایت ہی نازل نصیب ہوتا ہے جو ہر کام میں حضور ﷺ کی پیروی اور اطاعت کرے اور اللہ مصطفیٰ ﷺ کی پابندی کرتا ہے اور پھر آج کے پُر فتن دور میں ایک سنت کو زندہ کر دینا بہت بڑے انعام کا ذریعہ ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت، امین علم لدنی، قطب جلی، حضرت قبلہ حامی محمد یوسف علیٰ غفرلہ علیہ الرحمہ اُن نفوس قدسیہ و عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ میں سے تھے جن کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا، رہنا سہنا، لینا دینا، اوڑھنا بچھونا، دیکھنا بھالنا، بولنا چالنا سرور کائنات حضور نبی پاک ﷺ کی سنت مبارکہ کے عین مطابق تھا۔ آپ تمام امور اور احوال میں یکساں شاہرہ و سنت پر گامزن نظر آتے تھے۔ آپ شریعت اور طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ شریعت کے بھی جامع اور طریقت کے بھی جامع۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت سنت اور شریعت کا اتباع تھا۔ آپ دنیا میں آخری وقت تک سنت مبارکہ، شریعت مطہرہ پر عمل پیرا رہے۔ ایسی مثالیں اولیاء اللہ سلف میں بھی ملتی ہیں۔ شیخ اشبوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ تم نے اُن کی وفات کے وقت کیا مشاہدہ کیا، خادم نے کہا کہ جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا اور پیشانی پر (موت کا) پسینہ آگیا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ مجھے وضو کراؤ، میں نے اُن کو وضو کرایا لیکن میں اُن کی داڑھی شریف میں خلل کرنا بھول گیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور انگلیوں کو اپنی داڑھی شریف میں خلل کیلئے ڈال لیا۔ (سبحان اللہ!) یہ تھامت نبوی ﷺ کا پاس اور ادب، یہ تھے سلف صالحین۔

### گلاب دیوی ہسپتال میں واقعہ:

۱۹۸۹ء میں آپ لاہور گلاب دیوی ہسپتال میں داخل تھے اور بہت سخت بیمار تھے۔ وہاں ایک دن جب آپ کو دودھ پلانے کیلئے اٹھا کے بٹھایا گیا تو سر مبارک کی ٹوپی تکیہ پر رہ گئی۔ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے دودھ کے پیالے کو منہ نہ لگایا اور فرمایا کہ پہلے ٹوپی میرے سر پر رکھو، ٹوپی سر پر رکھی گئی تب آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ آخری دنوں میں بیماری کی وجہ سے سخت تھکتے تھے تو آپ کے صاحبزادگان والا شان میں سے کوئی نہ کوئی آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے۔ جب آپ کو کھانا کھلایا جاتا تو آپ فرماتے پہلے میرے ہاتھ دھلا دو کیونکہ ہاتھ دھو کر کھانا کھانا سنت ہے۔ آپ کے صاحبزادگان آپ سے عرض کرتے، حضور آپ اپنے ہاتھ سے تو کھانا نہیں کھا رہے بلکہ ہم کھانا کھا رہے ہیں تو آپ فرماتے کہ حدیث پاک میں ہے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ آپ فرماتے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ارشاد ہے بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَ الطَّعَامِ ”کھانے کی برکت کھانے سے پہلے وضو یعنی ہاتھ دھونا اور کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھونا اور کھانا کھانا ہے۔“ آپ فرماتے بے شک میں اپنے ہاتھ سے نہیں کھا رہا لیکن کھانا تو میں ہی کھا رہا ہوں۔ اس لئے میرے ہاتھ دھلا دو۔ آپ اپنے محبوب آقائے کائنات ﷺ کے عشق و محبت میں فنا تھے۔ اس لئے ایک پل بھی سنت مبارکہ کے خلاف جانا پسند نہیں فرماتے تھے۔

### ہر نماز عمامہ شریف کے ساتھ:

آپ ہمیشہ سر پر عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھتے۔ بندہ ناچیز نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۹ء تک ایک دن بھی آپ کو عمامہ شریف کے بغیر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ ٹوپی پر عمامہ شریف باندھتے تھے اور مریدین کو ٹوپی پر عمامہ شریف باندھنے



والی حدیث شریف بھی سناتے تھے۔ جس کے راوی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَرُقْ مَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكَينَ الْعَمَامِ عَلِي الْقَلَانِسِ** ۲۴ ”ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق تو بیوں پر عمامہ کا ہے۔“ اور برادرانِ طریقت جنہیں آپ نے دستارِ خلافت عطا فرمائی تھی انہیں فرمایا کرتے تھے کہ سر پر عمامہ شریف باندھا کرو اور جہاں بھی جاؤ عمامہ شریف باندھ کر جاؤ۔

آپ عمامہ شریف کی بڑی فضیلت بیان فرماتے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کا اعزاز رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **عَلَيْكُمْ بِالْعَمَامِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْحُوهَا خَلْفَ ظَهْرِكُمْ** ۲۵ ”تم عمامے اختیار کرو (یعنی عمامہ شریف باندھا کرو) یہ فرشتوں کی علامت ہے اور ان کے (شملے) اپنی پشتوں کے پیچھے لٹکاؤ۔“ پھر فرماتے ہیں، عمامہ شریف کے ساتھ ایک نماز، بغیر عمامہ شریف کی ستر نمازوں سے افضل ہے۔

### بغیر ٹوپی کے فوٹو:

اگر کوئی صاحب آپ کی ایسی فوٹو دیکھے جس میں آپ کے سر پر صرف ٹوپی دکھائی گئی ہے تو وہ ایک ایسے معمول کی حالت ہے جبکہ آپ گھر میں مطالعہ فرماتے تھے یا بیت الخلاء میں جاتے یا بیماری کی حالت میں تھے لیکن آپ جب بیمار تھے تو نماز کے وقت تب بھی سر پر عمامہ شریف باندھ لیتے تھے۔ آپ کا عمامہ شریف دس گز لمبا ہوتا تھا اور ہمیشہ ٹوپی پر عمامہ شریف باندھتے تھے۔

### عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

آپ فرماتے: جس کے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت اور سرکارِ کائنات

۲۴ ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۷ مشکوٰۃ ص ۳۳۷ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۹-۲۵ ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۶ مشکوٰۃ ص ۳۷۵۔

اللہ کا عشق ہے اُس کی عزت و تکریم کرو چاہے بڑا ہو یا چھوٹا۔ آپ فرماتے تھے جو عس نماز روزے کا پابند ہو، زکوٰۃ بھی دیتا ہو، حاجی بھی ہو، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا گستاخ اور بے ادب ہو اُس کی نمازیں روزے اور دیگر عبادات اُس کے منہ پر ماری جائیں گی۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے ایک ہوتا ہے مسئلہ اور ایک ہے مسئلوں کی اصل اور تمام مسئلوں کی اصل ہے تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔ جو شخص نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرتا ہے وہ ایمان دار نہیں ہو سکتا اور جب ایمان ہی نہ ہوگا تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے ایک اعمال کیا سنواریں گے۔ ایمان کی مثال جسم میں روح یا جان کی طرح ہے۔ جس طرح جسم میں روح نہ ہو تو جسم بے جان ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ اعمال جن میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان نہ ہو وہ بے کار ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ چار قسم کے لوگوں کی بخشش نہیں ہوگی۔

(۱) کافر (۲) مشرک (۳) منافق اور (۴) بے ادب  
یہ لوگ لاکھ نمازیں پڑھیں روزے رکھیں۔ ایمان اور ادب کے بغیر ان کی مثال ایسے ہے جیسے ریت کا گُل جو تیز ہوا کے پھیروں سے صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ہے۔  
”ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔“

### مطالعہ کے شہنشاہ:

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا صوفی حاجی محمد صادق صاحب علیہ الرحمہ انگریزی باغ نسیم شالامار باغ لاہور والے فرماتے تھے: ایک روز حضرت مولانا ضیاء اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ اور مفتی محمد یونس نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے ہاں تشریف فرما تھے کہ حضرت قبلہ باباجی سرکار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کا ذکر ہوا۔ فاتحہ خوانی ہوئی اور آپ کے بارے میں علمائے کرام نے قیمتی



خیالات کا اظہار فرمایا۔ حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب مدظلہ العالی نے اس موقع پر فرمایا کہ ”ہم مطالعہ کے شہنشاہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا یہ علامہ انداز گفتگو ہے۔“

واقعی حقیقت ہے، جو کتاب آپ کے ہاتھ لگ جاتی تھی وہ اپنی قسمت ہمارا کرتی تھی کہ چھپنے کا حق ادا ہو گیا ہے۔ آپ سینکڑوں روپے خرچ کر کے کتاب حاصل فرمایا کرتے۔ اگر ایک حوالہ بھی مل جاتا تو فرماتے کہ کتاب کی قیمت مل گئی۔

### فتح الباری کا حوالہ:

فتح الباری شرح بخاری میں ایک حوالہ دیکھنا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا اور ایک صحابی حضرت بلال بن عمار رضی اللہ عنہ نے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا: **يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لَأَمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا**، فَآتَى الرَّجُلُ فِي الْمَسَامِ فَقِيلَ لَهُ: **إِنَّتِ عَمَرَ ٢٦** ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے پانی لے دیجئے اُمت ہلاک ہو رہی ہے۔ اُن صحابی کے خواب میں ایک (خوبرو) مرد (جناب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے (اور انہیں بارش کی بشارت عطا فرمائی اور) فرمایا: (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ (ورائے سے کہو کہ نماز استسقاء پڑھیں۔)“ اس ایک حوالے کو دیکھنے کیلئے آپ نے ۱۹۷۱ء میں سترہ سو روپے خرچ کر کے فتح الباری شرح بخاری خریدی اور فرمانے لگے کہ مجھے حوالہ مل گیا میری رقم مجھے مل گئی۔

### انداز مطالعہ:

مطالعہ کے میدان میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ جس انداز میں اور جس محنت سے آپ دن رات مطالعہ فرماتے تھے آپ کا ثانی مانا مشکل ہے۔ اوائل عمر میں ۲۶ فتح الباری جلد ۲ ص ۶۳۰۔

اب آپ حج شریف کیلئے تشریف لے گئے وہاں آپ نے حضرت علامہ جلال الدین دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرتب کردہ احادیث کی کتاب ”جامع صغیر شریف“ خریدی۔ علامہ ناچیز منیر احمد یوسفی کو یہ بات سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب نبی الانبیاء حبیب کبریا رحمۃ اللعالمین سرور کون و مکاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار پاک میں حاضری نصیب ہوئی تو روضہ پر انوار کے سامنے بیٹھ کر ساری جامع صغیر شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی۔ آپ نے اس کتاب کی زیارت بھی کروائی جو آج بھی آپ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے آپ کی لائبریری میں ہزاروں کتابیں ہیں اور آپ نے ہر کتاب کے ہر صفحہ اور سطر کا مطالعہ فرمایا ہے اور حوالہ جات بھی لگائے ہیں۔ حوالے لگانے کے بے مثال انداز کی کتابوں کے صفحات گواہی دیتے ہیں۔

### حوالہ جات:

حوالہ جات کس طرح لگاتے تھے؟ مثلاً ایک حدیث پاک بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی، مستدرک حاکم اور مسند احمد وغیرہ تمام کتابوں میں موجود ہے تو سب کتابوں میں دیگر تمام کتابوں کے صفحہ اور جلد نمبر لکھتے۔ اگر کوئی علم دوست صحیح بخاری میں کسی حدیث پاک کا حوالہ دیکھنا چاہتا ہے اور یہ حدیث دیگر کئی کتابوں میں بھی موجود ہو تو صحیح بخاری کے جس صفحہ پر مطلوبہ حدیث ہوگی وہاں دیگر اُن تمام کتابوں کے حوالہ جات بھی درج ملیں گے۔ یعنی اُن کی جلد اور صفحہ نمبر۔ اسی طرح تمام کتابوں پر اتنی ہی محنت کر کے حوالہ جات لگائے ہیں۔

### اخلاق و اوصاف:

ایک ولی کامل میں جو صفات ہوتی ہیں وہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں جیسے قطب الاقطاب، فرد الاحباب، شیخ الشیوخ، العالم غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے کہ مسند ولایت کے سجادہ نشین میں بارہ صفات ہوتی ہیں: دو صفات اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی



دوصفات رسول کریم ﷺ کی اور آٹھ صفات خلفائے راشدین ﷺ کی۔

دوصفات اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی (۱) ستار (۲) غفار۔

دوصفات رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی (۳) شفیق (۴) رفیق۔

دوصفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۵) صادق

(۶) متصدق۔

دوصفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی (۷) امر بالمعروف

(۸) نہی عن المنکر (کرنا)

دوصفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی (۹) عابد (۱۰) غنی۔

اور دو صفات امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی (۱۱) شجاع

(۱۲) عالم۔

آپ حلیم الطبع اور کریم النفس تھے۔ عجز و انکساری آپ کا طرہ امتیاز تھی۔ علو

درگزر کرنا آپ کے اوصاف کی زینت تھا۔ اگر کوئی تلخ کلامی یا درشت روی سے پیش

آتا یا کوئی زیادتی کرتا تو آپ بڑے پیارے اور محبت بھرے انداز میں جواب عطا

فرماتے۔ بلکہ اکثر اوقات زیادتی برداشت کرتے ہوئے خاموشی اختیار فرماتے تھے۔

آپ کے جواب نہ دینے کی وجہ سے زیادتی کرنے والے کو جلد ہی احساس ہو جاتا تھا

اور اپنے کئے پر پچھتا تا ہوا معافی مانگنے آ جاتا تھا۔ آپ شفقت فرماتے ہوئے درگزر

سے کام لیتے تھے۔

آپ اتنے خوش اخلاق تھے کہ جو شخص بھی آپ سے ملنے آتا تھا، چاہے پہلی

دفعہ ہی زیارت کیلئے آیا ہوتا وہ محسوس کرتا جیسے آپ اس سے پہلے ہی سے واقف ہیں

اور خوب جان پہچان ہے۔ نہ صرف یہ کہ دل کے غمی تھے بلکہ ہاتھ کے بھی غمی تھے۔

ذاتی طور پر آپ کا کسی سے عناد یا دشمنی یا بغض نہیں تھا۔ آپ کی محبت اور مخالفت صرف

اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بیحد و بے حد اور اس کے رسول

کریم رؤف ورحیم ﷺ کیلئے ہوتی تھی۔ وہ اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ جن پر

ظہور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک مرد مومن کو عمل پیرا ہونے کا حکم فرمایا ہے

”آپ کی شخصیت کا حسن اور زینت تھے۔ سو ہر کوئی دیکھنے والا یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا تھا

کہ آپ واقعی مرد خدا ہیں۔

### آپ کا سونا کیسا تھا؟

آپ ہمیشہ با وضو اور دائیں کروٹ سوتے تھے۔ وضو کے معاملے میں بہت

مضبوط اور صاحب استقامت تھے۔ جو نبی قضائے حاجت سے فارغ ہوتے توں ہی

ظہور فرما لیتے اور فرماتے وضو مومن کا ہتھیار ہے۔ آپ کے پاس ایک بڑا لوٹا ہوتا تھا

اس لوٹے کے پانی سے پہلے استنجا کر لیتے پھر وضو فرما لیتے۔ احباب کو فرمایا کرتے

تھے کہ تم لوگوں نے منہ تو دھونا ہی ہوتا ہے تو پورا وضو کر لیا کرو۔

### خفے اور ہدیے:

دین اسلام ہمدردی، خلوص، ایثار، قربانی، محبت اور امن و سلامتی کا درس دیتا

ہے۔ اللہ والے ان تمام خصائل اور فضائل کا نمونہ عملی طور پر دنیا کو پیش کرتے ہیں۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار گنیمہ قدس سرہ العزیز ان خصائل و فضائل کے جامع تھے۔

بے ذوالجلال والا کرام کے فضل و کرم سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ”مقدس

حیات طیبہ“ کے عظیم نمونہ مبارک کے حامل تھے۔

دوست احباب سے بے لوث اور بے غرض محبت فرماتے تھے۔ احباب کی

صیوں کی طرف نظر نہیں رکھتے تھے۔ لالچ و طمع کی بُرائی سے بچے ہوئے تھے۔ جہاں

کہیں تبلیغ دین اور مختلف محافل میں تشریف لے جاتے، مدعوین سے نہ تو کرایہ مانگتے

اور نہ روپیہ کی تمنا رکھتے۔ اگر کوئی شخص نذرانہ پیش کرتا تو انکار فرماتے اور ”سقت

ہدیہ“ کے طور پر قبول فرما لیتے۔ جب کوئی عقیدت مند اور مرید نذرانہ پیش کرتا تو کبھی

نہ دیکھتے کہ کیا دیا ہے۔ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اکثر دیکھا کہ نذرانہ دینے والے



اگر ایک دو یا پانچ روپے نذرانہ پیش کرتے تو آپ بغیر دیکھے قبول فرما لیتے۔  
دوستوں کے ہدایا اور تحفے قبول کرنا نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی عادت  
مبارکہ ہے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ہدیوں اور تحفوں کو محبت پر حائل  
ذریعہ قرار دیا ہے۔

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رواف  
ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: تَهَادَوْا وَتَحَابُّوا ۲۷ باہم ایک دوسرے کو ہدیہ  
باہم محبت ہوگی۔

صحابہ کرام رحمہم اللہ کچھ نہ کچھ روزانہ آپ ﷺ کے آستانہ اقدس بھیجا کرتے  
تھے اور خصوصیت کے ساتھ اس دن بھیجا کرتے تھے جس دن آپ ﷺ اتم الامہ  
حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں جلوہ افروز ہوتے تھے۔  
حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں حضرت ہشام علیہ الرحمہ اپنے ولد گرامی حضرت  
عروہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں تَكُنَّ النَّاسُ يَتَحَوَّنُونَ بِهَذَا يَوْمَ  
يَوْمٍ غَائِثَةٍ ۲۸ ”لوگ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو تحفے بھیجنے میں (اتم  
المؤمنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی باری کے منتظر رہتے۔“  
خوشبو کا تحفہ واپس نہیں کرنا چاہیے:

حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و  
رحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَرِضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ  
الْمَحْمَلِ طَيْبُ الرِّيحِ ۲۹ جسے خوشبو تحفہ میں پیش کی جائے وہ اسے واپس  
نہ کرے اس کا بوجھ ہلکا ہے۔ خوشبو اچھی ہے۔

۲۷ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۳۴ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۴۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶  
ص ۱۶۹ نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۱۲۱-۱۲۰ فیض الجہر جلد ۳ ص ۶۹ کنز العمال حدیث نمبر  
۱۵۰۵۵-۱۵۰۵۵ قرطبی جلد ۷ ص ۱۳۷ حدیث نمبر ۱۹۹-۲۸ بخاری جلد ۴ ص ۵۳۲-۲۹ مشکوٰۃ  
حدیث نمبر ۳۰۱۶ مرقاۃ جلد ۶ ص ۱۸۶ مسلم حدیث نمبر ۲۲۵۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۹۲ شرح  
السنۃ جلد ۶ ص ۲۰۵ ترمذی حدیث نمبر ۲۷۹۱ نسائی حدیث نمبر ۵۲۵۹۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ عَرِضَ عَلَيْهِ طَيْبٌ فَارُدُّهُ ۳۰ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا  
کبھی آپ ﷺ کو خوشبو ہدیہ کے طور پر پیش کی گئی ہو اور آپ ﷺ نے واپس فرمائی ہو۔  
دوسری روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ  
الطَّيْبَ ۳۱ ”نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے۔“

حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف  
ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمْ الرِّيحَانُ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ  
مُخْرَجٌ مِنَ الْجَنَّةِ ۳۲ ”جب تم میں کسی کو خوشبو تحفہ کے طور پر پیش کی جائے تو  
اسے واپس نہ کرے اس لئے کہ یہ جنت سے آئی ہے۔“

اگرچہ دوسرے ہدیے بھی واپس کرنا خلاف اخلاق ہے مگر خوشبو واپس کرنا  
بہت ہی مشک مزاجی کی دلیل ہے۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار گنبد قدس سرہ العزیز کسی سے ہدیہ کی تمنا نہیں رکھتے  
تھے مگر ملنے کی صورت میں ٹھکراتے نہیں تھے۔ جب کوئی دوست آپ کی خدمت میں  
کپڑے پیش کرتا تو آپ اس کے لئے دعا فرماتے یا اللہ جل جلالک اس نے میرا پردہ  
رکھا ہے تو اس کے پردے رکھنا۔ یعنی اس نے بدن کو چھپانے کے لئے کپڑے دیئے  
اس اس کے عیب چھپانا۔

آپ ﷺ کے لئے کپڑے کا تحفہ:

حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک عورت (نام  
نامعلوم) ایک بزدلہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے پاس لے کر آئی۔ حضرت سہل  
بن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے فرمایا تم جانتے ہو بزدلہ کسے کہتے ہیں؟  
انہوں نے کہا ہاں! چادر کو، جس کے کنارے پر حاشیہ ہو۔ اس عورت نے آپ  
۳۰ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۰۵-۲۱ بخاری حدیث نمبر ۵۹۲۹ نسائی حدیث نمبر ۵۲۵۸ مشکوٰۃ  
حدیث نمبر ۳۰۱۶ مرقاۃ جلد ۶ ص ۱۸۸-۳۲ ترمذی حدیث نمبر ۲۷۹۱ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۰۵۔



ﷺ سے عرض کیا 'یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ایہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے بنی ہے۔ آپ ﷺ کو ضرورت بھی تھی۔ آپ ﷺ نے وہ چادر لے لی اور آستانہ مبارکہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسی چادر کو باندھ کر باہر تشریف لائے۔ ہم لوگوں میں سے ایک شخص (عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ) نے اُسے چھوا اور عرض کرنے لگا 'کیا ہی عمدہ چادر مبارکہ ہے؟' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! پھر تھوڑی دیر تک جب تک اللہ (ﷻ) کو منظور تھا آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے رہے۔ بعد ازیں آپ ﷺ آستانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور (وہی) چادر لے کر کے اُن (یعنی حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیج دی۔ لوگ اُن سے کہنے لگے: تم نے اچھا نہیں کیا۔ یہ چادر رسول اللہ ﷺ سے مانگی، تم جانتے (بھی) ہو کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رو نہیں فرماتے۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میں نے یہ چادر اس لئے تو نہیں مانگی کہ پہنوں۔ بلکہ اللہ (ﷻ) کی قسم میں نے یہ (چادر) اس لئے لی ہے کہ جس دن میں مروں گا تو یہ میرے کفن کے لئے کام آئے گی۔ (حضرت) بہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر اُن کے کفن میں یہ چادر (مبارک) لگائی گئی۔ ۳۳

### چھتیس آداب طعام:

آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کھانے کے چھتیس (36) آداب بیان فرمایا کرتے تھے اور کبھی بھی کسی نے آپ کو ایک ادب کے بھی خلاف عمل کرتے نہیں دیکھا۔ آپ فرمانِ مصطفیٰ کریم ﷺ سنایا کرتے کہ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فُسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ ۳۴ جس نے امت کے بگاڑ وقت میری سنت کو مضبوط تھا تا تو اُسے سو شہیدوں کا ثواب حاصل ہوگا۔

۳۳ بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۴۔ ۳۴ الترمذی والترمذی جلد ۱ ص ۸۰، مشکوٰۃ ص ۳۰، حدیث نمبر ۱۷۶۱۔

### وقت طعام و آداب طعام:

ویسے تو آپ تبلیغ و ترویج دین میں ہی اتنے منہمک ہوتے تھے کہ کھانے کی بھی فکر نہ ہوتی تھی۔ بعض اوقات بار بار عرض کر کے کھانا پیش کیا جاتا تھا۔ جب کھانا کھاتے تو سنت نبوی ﷺ کا پورا پورا خیال فرماتے۔ کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے اگر کسی دعوت میں کھانے کا موقع ہوتا تو حاضرین کے ہاتھ دھلانے کے لئے صاحبِ خانہ کو حکم فرماتے اور جب میزبان مہمانوں کے ہاتھ دھلانے لگتا تو آپ فرماتے کہ دائیں طرف سے شروع کرو۔ جس کے ہاتھ دھلاؤ پھر اُس کے دائیں جانب والے دوست کے ہاتھ دھلاؤ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ہاتھ دھلانے کے بعد دسترخوان بچھایا جاتا۔ کھانا رکھا جاتا، کھانے کی تقسیم بھی دائیں طرف سے کرواتے اور ایثار کا مظاہر دوستوں میں محبت کا عجیب ذوق پیش کرتا۔ بلا امتیاز امیر و غریب، چھوٹا بڑا کالا گورا حاکم و محکوم اور خواص و عوام، جب سب کے سامنے کھانا آجاتا تو فرماتے دائیں ہاتھ سے بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرو۔ مریدین معتقدین کی ایسی عقیدت و محبت تھی کہ جب تک حضرت قبلہ بابا جی سرکارِ محمدیہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کھانا شروع نہ فرماتے کوئی صاحب بھی کھانا شروع نہ کرتا۔ کیونکہ آدابِ طعام میں سے ایک آداب یہ بھی ہے کہ اگر محفل میں بزرگ، شیخ، پیر و مرشد، استاد یا باپ وغیرہ بڑے موجود ہوں تو ان کے شروع کرنے سے پہلے کھانا شروع نہیں کرنا چاہئے۔

### دو قسم کا کھانا:

اگر دسترخوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا۔ یعنی میٹھا اور نمکین تو آپ حدیث پاک سناتے کہ کھانا نمکین سے شروع کرنا چاہئے اور نمکین پر ہی ختم کرنا چاہئے۔ درمیان میں جب چاہیں میٹھا کھانا کھا سکتے ہیں اور فرماتے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدابِ طعام میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جس



میں مذکورہ بالا بات کے علاوہ اس بات کا بھی ذکر ہے کہ نمک میں ستر بیماریوں کی شفا ہے جن میں جنون، جذام، برص، پیتھ کا ڈر اور داڑھ کا ڈر بھی شامل ہے۔

### دورانِ طعام گفتگو:

دورانِ طعام گفتگو بھی فرمالیت اور ارشاد فرماتے جمعیوں کی طرح کھانا کھانا چاہئے۔ ننگے سر کھانا کھانے سے روکتے اور سر کو ڈھانپ کر کھانا کھانے کے حکم فرماتے۔ آپ کے یہ معمولات اس دنیا کے آخری سانس تک قائم تھے۔ کھانے میں کسی قسم کا نقص نہ نکالتے۔ پھیکا، بیٹھا، کڑوا، تیز نمک، مرچ مصالحہ پر بھی کبھی اعتراض کرتے۔ چونکہ یہ بھی سنت نبوی ﷺ ہے۔ اس لئے اس پر بھی بڑی سختی سے کاربند تھے۔ کھانے کے بعد دُعا فرماتے۔ دُعا سے قبل برتن نہ اٹھانے دیتے، جب دُعا ہو جاتی پھر برتن اور دسترخوان اٹھانے کے لئے حکم فرماتے کسی کو دسترخوان پر پاؤں نہ رکھ دیتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے۔ آخر میں محفل سے اٹھتے وقت پھر میزبان کے لئے خصوصی دُعا فرمایا کرتے۔ اگر کوئی غریب آدمی آپ کو دعوت دیتا تو آپ اُس کی دعوت بھی قبول فرمالیتے۔ آپ کی نشست بڑی تواضع اور انکساری کی نشست ہوتی تھی۔

### دورانِ طعام صاحبِ خانہ سے نمک مانگنا:

ایک مرتبہ قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کی دعوت میں تشریف لے گئے۔ جب کھانا پیش کیا گیا تو کھانا کھانے کے دوران آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ایک شخص صاحبِ خانہ کو کہنے لگا بھائی نمک لانا۔ آپ سرکار یہ سن کر سخت ناراض ہوئے۔ فرمانے لگے جیسا بھی کھانا تھا تمہیں کھالینا چاہئے تھا۔ نمک مانگ کر تم نے کھانے میں نقص نکالا ہے اور صاحبِ خانہ کو یہ احساس دلایا کہ تم نے سالن میں نمک تمہارا ڈالا ہے، تمہیں کھانا پکانا نہیں آتا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے تیز نمک والی کھیر کھائی اور خاموش رہے۔

### مسافر کے لئے کھانا:

آپ نے اپنے گاؤں شریف کی مسجد میں اعلان کر رکھا تھا کہ جو کوئی مسافر یہاں آئے گا اُس کو میں اپنے گھر سے کھانا دوں گا۔ ایک روز آپ نے مغرب کی نماز کے بعد پوچھا کہ کوئی مسافر ہے تو ایک شخص بولا کہ میں مسافر ہوں۔ آپ نے ایک لڑکے سے فرمایا: اسے ہمارے گھر لے جاؤ اور گھر والوں سے کہنا کہ اسے کھانا کھلائیں۔ گھر والوں نے اُسے کھانا کھلایا۔ کھانا کھانے کے بعد اُس مسافر نے اجازت چاہی اور دروازے سے باہر نکلتے ہی فضا میں اڑتا ہوا چلا گیا۔ وہ نو جوان گھبرا گیا اور بھاگتا ہوا مسجد میں آپ کے پاس آیا اور پھولے ہوئے سانس سے عرض گزار ہوا۔۔۔ باباجی! باباجی! وہ مسافر تو ہوا میں اڑ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بیٹا وہ شخص وقت کا ابدال تھا۔

### استقامت:

ساری زندگی آخری دن تک نماز تہجد کی ادائیگی اور نماز پنجگانہ کے قیام پر پابند رہے اور پابندی کی تاکید فرماتے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے جو درویش، تین دن تک تہجد کی نماز نہ پڑھے اُس کا نام درویشوں کی فہرست سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

### ولی کامل:

”ولی“ کی جمع ہے اولیاء۔ ”ولی“ عربی کا لفظ ہے اور مذکر ہے۔ اس کے بیاوی معنی ہیں ”کسی کے قریب اور نزدیک ہونا“۔ قرب کے اعتبار سے ”الولی“ دوست اور مددگار کو کہتے ہیں۔ لغت کی کتابوں میں ”ولی“ کے کئی معنی ہیں۔ مثلاً مالک، آقا، صاحب، سردار، سرپرست، محافظ، مربی، دوست۔ یار۔ مددگار، متصرف جب کہا جاتا ہے ”ولی اللہ“ تو معنی ہوتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا دوست، محبوب الہی، اللہ جل جلالہ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا مقرب، عابد، زاہد،



پر ہیزار، نیک، بخت، عارف، صابر، شاکر، بزرگ، برگزیدہ بندہ۔

یقیناً اولیاء اللہ سے مراد وہ بندے ہیں جو رسول کریم ﷺ کی اطاعت اور پیروی کر کے مقرب بارگاہ خداوندی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ مومنین اور مومنات جو "الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ" کی شان رکھتے ہیں یعنی ایمان اور اعتقاد کی درستگی اور اعمال کی صحت رکھتے ہیں۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا تاج جن کے حسن اعمال کی روشنی کو دو بالا کرتا ہے۔ وہ "اولیاء اللہ" ہیں۔ اس میں کسی رنگ و نسل، ملک و قوم، خاندان اور قبیلے، زبان اور خطے کا تعلق نہیں، کوئی بھی شخص یہ مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ بس جو "ایمان" اور "تقویٰ" جیسی بنیادی شرائط کو پورا کرے گا وہ اس منصب عظیم کا حق دار ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقُوا اللَّهَ** ..... ۳۵  
 "بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے یہاں عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔" سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۳۴ میں مزید وضاحت کر دی گئی ہے: **إِنْ أَوْلِيَاءُ هَٰؤُلَاءِ الْمُتَّقُونَ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** ۵ "اُس کے اولیاء تو متقی (پرہیزگار) ہیں مگر ان کا اکثر کو علم نہیں۔"

معلوم ہوا کوئی کافر و فاسق ولی نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ ہر جھگی، چری کو ولی سمجھ لیتے ہیں یہ بھی دھوکا ہے۔ ولایت اور تقویٰ کا تقاضا ہے کہ چند چیزوں سے بچا جائے:

(۱) کفر سے۔ (۲) گناہوں سے۔ (۳) مشکوک چیزوں اور شبہات سے

اور (۴) رب ذوالجلال سے غافل کرنے والی چیزوں سے۔

ایمان، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی محبت اور عشق مصطفیٰ کریم ﷺ کا تقاضا کرتا ہے اور ہر اُس کام سے بچنے اور رُکنے کی تلقین کرتا ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور پیارے کریم آقا ﷺ نے بچنے اور رُکنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور ہر اُس کام کے کرنے کی تلقین کرتا ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و

بے حد اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ قرب الہی اور رب کائنات کی دوستی بھی نصیب ہو سکتی ہے۔ جب رسول کریم ﷺ کی تعلیمات اور اوامروں کو عملی صورت میں اپنایا جائے گا۔ اس لئے رب کائنات جل و علا نے فرمایا ہے:

**قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** ..... ۳۶  
 "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) ان کو فرمادیں (اے لوگو) اگر تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کو دوست رکھتے ہو (اور اُس کے محبوب بننا چاہتے ہو) تو میرا (یعنی رسول کریم ﷺ) کا اتباع کرو۔ (میرے نقش قدم پر چلو میری غلامی اختیار کرو) تو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تمہیں اپنا دوست، اپنا محبوب اور اپنا ولی بنالے گا۔"

بزرگان دین، اولیاء اللہ نے اتباع سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں بڑی احتیاط فرمائی ہے۔ کشف المحجوب شریف میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ ولایت کی تحقیق کے باب میں لکھتے ہیں:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ارشاد عظیم ہے: **وَمَا تَقْرُبُ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أَحِبَّهُ فَإِذَا أَحَبَّهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ أَسْتَعَاذَنِي لِأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدَّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَآتِهِ** ۳۷

۳۶ آل عمران: ۳۱۔ ۳۷ بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳ (باب التواضع)، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹، فتح الباری جلد ۱ ص ۳۳۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۶۴، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۳۹، عمدۃ القاری جلد ۱۲ ص ۲۳۳، ۸۸ تلخیص النہج جلد ۳ ص ۱۱، قرطبی جلد ۲ جز ۶ ص ۱۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۹۵۔



”میرا بندہ اُس وقت تک میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک میری مرضی کی ہوئی چیزوں (یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) پر عمل نہیں کرتا۔ پھر میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفلی عبادات سے میرا اتنا قرب حاصل کر لیتا ہے کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اُس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو میں اُس کو پناہ دیتا ہوں۔ میں کسی شے میں تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں مگر مومن کی جان نکالتے وقت مجھے تردد ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو مکروہ جانتا ہے اور مجھے بھی اُسے تکلیف دینا اُلگتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنِّي أَحِبُّ فَلَانًا فَاحْبِبْهُ قَالَ فَيَحِبُّهُ جِبْرِئِيلُ ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَاحْبِبُوهُ فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ ۳۸

”بے شک جب اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو (حضرت) جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اُس سے محبت کر پھر (حضرت) جبرائیل علیہ السلام اُس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔“

۳۸ مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱، بخاری جلد ۲ ص ۸۹۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۱۳، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۶۱، جلد ۲ جز ۱ ص ۱۶۱، مشکوٰۃ ص ۳۲۵۔

اے آسمان والو! اتم بھی اُس سے محبت کرو پھر آسمان والے (فرشتے) بھی اُس سے محبت کرتے ہیں پھر اُس کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ جاتی ہے۔“

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں: ولی کا نام اُس شخص کے لئے جائز ہے جس میں ولی کے اوصاف موجود ہوں اور وہ ظاہر و باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا دوست اور اُس کے احکام کا پابند ہو۔

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں رَبِّ ذَوَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ نے اولیاء کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ رُحَمَاءُ کے بندے (اولیاء) وہ ہیں جو

(۱) زمین پر عاجزی اور آہستگی سے چلتے ہیں۔

(۲) وہ جاہلوں سے کج بھٹی نہیں کرتے۔

(۳) رات اپنے رَبِّ کے حضور قیام اور سجدے میں گزارتے ہیں۔

(۴) وقت و عالجہم سے پناہ چاہتے ہیں۔

(۵) یہ اسراف نہیں کرتے۔

(۶) بخل سے کام نہیں لیتے۔

(۷) اعتدال پسند ہوتے ہیں۔

(۸) اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کو عبادت کے لائق نہیں جانتے۔

(۹) کسی کو قتل نہیں کرتے۔

(۱۰) بدکاری نہیں کرتے۔

(۱۱) اگر اُن سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو فوری طور پر توبہ کر لیتے ہیں۔

(۱۲) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

(۱۳) بُری مجلس سے گزر ہو تو اپنا دامن بچاتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

(۱۴) اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات مبارکہ میں غور و فکر کرتے ہیں۔

(۱۵) اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب سے اپنی ازواج اور اولاد کی طرف سے آنکھوں



کی ٹھنڈک اور متقین کی امامت کا اعزاز چاہتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جب کسی کو اپنا ولی بنا لیتا ہے پھر اُسے علم لدنی بھی عطا فرماتا ہے۔ بزدل اللہ تبارک و تعالیٰ کا ولی نہیں ہوتا۔ یہ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کی شان کا حامل ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا جس آدمی میں مندرجہ ذیل تین اوصاف ہوں تو یقین کر لو کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ولی ہے۔

(۱) اُس کی سخاوت سمندر کی طرح ہو۔

(۲) شفقت، آفتاب کی شفقت و مہربانی کی طرح ہو۔

(۳) تواضع زمین کی خاکساری اور عاجزی کی سی ہو۔

سمندر کی سخاوت سے ہر کوئی فیض یاب ہو رہا ہے۔ سورج کی شفقت و مہربانی و عنایت سے کوئی محروم نہیں۔ زمین کی عاجزی و انکساری اُس کے صبر و تحمل سے جانی جاسکتی ہے۔ کوئی جیسا بھی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے اُس سے حاصل کر رہا ہے۔ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اُن تمام اوصاف کے حامل تھے جو ایک ولی کامل میں ہونے چاہئیں۔

ذکر اولیاء اور فراست نظر:

حضرت بابا جی گمینہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب اولیاء اللہ کا ذکر خیر فرمایا کرتے اور اُن پر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی عنایت بیان فرماتے تو میر جیراں غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ کے آخری کلمات بیان فرمایا کرتے۔

وَقِيلَ إِذَا طَلَبْتُ اللَّهَ بِالْصِّدْقِ أَعْطَاكَ مِرَاةً تَبْصُرُ

فِيهَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ”اور کہتے ہیں جب صدق دل سے اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی طلب کرو گے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تمہیں آئینہ عطا فرما دے گا (یعنی تمہارے دل کو صاف فرما دے گا) جس میں دنیا و آخرت کی ہر چیز کا مشاہدہ کرو گے۔“

پھر کچھ واقعات بھی سناتے جن میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ”غنیۃ الطالبین“ شریف سے ہی سنایا کرتے تھے۔

واقعہ:

حضرت ابو موسیٰ دبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے (انہی کا واقعہ ہے) فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد الرحمن رحمہ اللہ تعالیٰ سے توکل کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا: ”اگر تم اڑو گے کہ منہ میں ہاتھ ڈال دو اور کلائی تک اُس کے منہ میں اُتر جائے تب بھی اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کا خوف ہو اور کوئی خوف نہ کرو۔ حضرت ابو موسیٰ دبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں نے جواب سنا تو دبتیل سے شہر بسطام حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز سے توکل کی کیفیت پوچھنے کے لئے حاضر ہوا: وَذَقَّقْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ ”میں نے اُن کے دروازے پر دستک دی“ تو آپ نے دروازہ کھولے بغیر جواب دیا: يَا أَبَا مُوسَى مَا كَانَ لَكَ فِي جَوَابِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِنَ الْقَنَاعَةِ حَتَّى تَجِيءَ وَتَسْأَلَنِي ”اے ابو موسیٰ (دبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ) کیا تجھے (حضرت) عبد الرحمن (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے جواب سے تسلی و تشفی نہیں ہوئی جو میرے پاس پوچھنے آیا ہے۔“ (حضرت ابو موسیٰ دبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: يَا سَيِّدِي افْتَحِ الْبَابَ ”اے میرے آقا دروازہ تو کھولنے“ تو آپ نے جواب فرمایا: لَوْ جِئْتَنِي زَائِرًا لَفَتَحْتُ لَكَ الْبَابَ خِلَا الْجَوَابِ مِنَ الْبَابِ فَاِنْصَرِفْ ”اگر تم زیارت کی نیت سے آتے تو میں تمہارے لئے دروازہ



کھول دیتا اب تم دروازے سے ہی جواب سن لو اور واپس چلے جاؤ“ پھر (حضرت خواجہ) بایزید بسطامی (قدس سرہ العزیز) نے فرمایا: فَلَسُوا أَنَّ الْحَيَّةَ الَّتِي هِيَ الْمُطَوَّقَةُ بِالْعُرْشِ هَمَّتْ بِكَ لَمْ تَخَفْ مَعَ اللَّهِ شَيْئًا ”سواگر وہ اژدہا عرش (عظیم) پر حلقہ کئے ہوئے ہو اور تم پر حملہ کرے تو اپنے دل میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے ساتھ اُس کا خوف دل میں نہ لانا۔ (حضرت ابو موسیٰ دہلی رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں (یہ جواب سن کر) میں واپس دہلی شہر لوٹ آیا۔ شہر دہلی میں ایک سال تک ٹھہرا رہا تھم اَعْتَقَدْتُ الزِّيَارَةَ فَخَرَجْتُ اِلَى أَبِي يَزِيدَ فَلَمَّا وَصَلْتُ ”پھر میں (ایک سال کے بعد) زیارت کا قصد کر کے (حضرت خواجہ) بایزید (بسطامی قدس سرہ العزیز) کے پاس آیا۔“ (حضرت ابو موسیٰ دہلی رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں: پھر (حضرت خواجہ) بایزید بسطامی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مجھے فرمایا: اَلَا اَنْ جِئْتَنِي زَائِرًا مَرْحَبًا بِالزَّائِرِ اَدْخُلْ ”مرحبا خوش آمدید اندر تشریف لے آئیں اب آپ زیارت کی نیت سے آئے ہیں۔“

فرماتے ہیں، پھر میں ایک ماہ تک آپ کی خدمت میں حاضر رہا اور کیفیت یہ تھی کہ لَا يَقْعُ لِي شَيْءٌ اِلَّا اَخْبَرْنِي بِهِ قَبْلَ اَنْ اَسْأَلَهُ ”جو اندیشہ اور خیال میرے دل میں پیدا ہوتا تو بغیر اُس کے دریافت کئے (یعنی مجھے کوئی سوال کرنے ضرورت نہ ہوتی) آپ خود ہی جواب ارشاد فرما دیتے۔“ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے، اللہ والے آنے والوں کی نیوٹوں سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔ یہ سب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فیضان ہے آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کی باتیں بتا دیا کرتے تھے اور انہیں بیان کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ آپ سرکار کریم آقا نبی الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے عطا کردہ نور عرفان اور نور نبوت سے آسمانوں اور قبروں کے بھید بتا دیتے، دل تو بہت قریب ہے۔

### لو بصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا مجھے اجازت دیں کہ میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں جاؤں آپ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب ادا کروں اور آپ ﷺ سے سوال کروں کہ میری اور میری والدہ کی بخشش کیلئے دعا فرمائیں۔ (فرماتے ہیں) میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی یہاں تک کہ نماز عشاء بھی ادا کی۔ پھر آپ ﷺ اپنے آستانہ مقدسہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ مَنْ هَذَا حَذِيفَةُ قُلْتُ نَعَمْ! قَالَ مَا حَاجْتُكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلَا مَكَ ”میری آواز کو سنا اور فرمایا یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم پھر) فرمایا: تجھے کیا حاجت ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تیری بخشش فرمائے اور تیری ماں کی بھی بخشش فرمائے۔“ پھر فرمایا:

اِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ  
اَسْتَاذَنْ رَبَّهُ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِاَنْ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ  
الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۳۹

”یہ فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اس نے اپنے رب (کریم ﷺ) سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام پڑھے اور مجھے بشارت دے کہ (حضرت) فاطمہ (الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں اور (حضرات) حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔“

۳۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۸، کنز العمال شریف حدیث نمبر ۳۳۱۵۸، مشکوٰۃ ص ۸۷۱، مستدر احمد جلد ۵ ص ۳۹۱-۳۹۲۔



## مستجاب الدعوات بزرگ ہستی

اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم جب کسی کو اپنا دوست بناتا ہے تو اُسے وہ ہم نور عطا فرماتا ہے ایک اپنی اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبت کا نور دوسرے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے اتباع کا نور۔ ایسے برگزیدہ اور عظیم انسان ہر صدی اور ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے آنے سے دنیا سکون پاتی ہے اور جب ایسی محبوب شخصیات اس دنیا کو داغ مفارقت دیتی ہیں تو زمین و آسمان ان کی محبت میں روتے ہیں۔

ایک ایسی ہی عظیم روحانی شفیق شخصیت جس نے اپنے روحانی فیض سے کثیر تعداد میں لوگوں کو نوازا اور ۱۹۲۲ء سے ۱۹۸۹ء تک اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ کی محبت کے نور اور نبی آخر الزماں محبوب کائنات ﷺ کے عشق سے قلوب کو آباد فرمایا۔ آسمان روحانیت کے چمکتے ہوئے اس تابناک ستارے کو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بیہرہ طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی قطب جلی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گینہ قدس سرہ العزیز کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

آپ نے لوگوں کو محبت، شفقت، درگزر، ہمدردی اور اخلاص کی تعلیم کے حسن سے آراستہ فرمایا۔ آپ عشق و محبت کا بہت بڑا خزانہ تھے۔ لوگوں کو آپس میں پیار اور محبت کی تعلیم دیتے تھے نہ لوگوں سے لڑتے تھے اور نہ لڑنے دیتے تھے اگر کوئی نادان لڑتا تھا اُس کی صلح کروادیتے تھے۔ آپ کا ہر جذبہ اور کام اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی محبت، اطاعت اور رضا میں ہوتا تھا۔

آپ کی یہ خوبی تھی کہ آپ دو اچھے والے حضرات میں سے بڑے کو معاف کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ فرماتے چھوٹے غلطی کرتے ہیں اور بڑے درگزر اور

معافی سے کام لیتے ہیں۔ آپ کے پیش نظر یہ نظریہ ہوتا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ عظیم ترین اور بزرگ ترین وحدہ لا شریک ہے وہ بھی مخلوق کو معاف فرماتا ہے۔ اس ضمن میں آپ بڑی محبت درد اور شفقت سے اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کا یہ فرمان سناتے: ... اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ .... (النور: ۲۲) ”کیا تم اسے محبوب رکھتے ہو کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ عزوجل) تمہیں بخشش عطا فرمائے“۔ تو سننے والا عرض کرتا ہاں حضور! میں تو ہر وقت چاہتا ہوں کہ میرا مالک حقیقی مجھے بخش دے تو فرماتے: ... وَالْيَعْفُوْا وَيُصْفَحُوْا .... (النور: ۲۲) ”اور تم معاف کرو اور درگزر کرو“۔

## ابھی تاویل:

آپ باتوں کی بڑے اچھے انداز میں تاویل فرماتے اور اُلجھے ہوئے معاملے کو سلجھا دیتے۔ ایک مرتبہ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی کے ایک دوست سید صفدر حسین شاہ صاحب مرحوم غریب خانہ میں تشریف لائے اور انہوں نے لڑکپن اور لاہالی انداز کی وجہ سے دروازے پر کھڑے ہو کر بلانے کے لئے عجیب سی آوازیں نکالیں۔ بندہ ناچیز نے کہا آپ یہ کیا حیوانوں کی طرح بول رہے ہیں تو بندہ ناچیز کے اٹا کہنے پر وہ ناراض ہو گئے کہ تو نے مجھے حیوان کہہ دیا ہے۔ سید صفدر حسین شاہ صاحب مرحوم حضرت قبلہ بابا جی سرکار گلینہ علیہ الرحمہ کے بڑے مداح اور محبت تھے۔ اب ایک موقع پر آپ سرکار علیہ الرحمہ لاہور تشریف لائے تو شاہ صاحب زیارت کے لئے موجود نہ تھے تو آپ نے بندہ ناچیز سے فرمایا پتر منیر شاہ صاحب کہاں ہیں؟ بندہ ناچیز نے عرض کیا، حضور وہ ناراض ہیں۔ آپ نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو میں نے محولہ بالا بات عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں شاہ صاحب کو کہنا چاہئے تھا کہ کیا آپ ”حیوان ناطق“ نہیں ہیں۔ حضرت سرکار گلینہ علیہ الرحمہ نے شاہ صاحب کو بلایا اور ان سے شفقت فرمائی اور ناراضگی ختم ہو گئی۔



## کیا تم دوست نہیں ہو؟

ایک برادر طریقت نے آپ کی جناب میں شکایت کی کہ میرا فلاں دوست مجھے نہیں ملتا۔ تو حضرت بابا جی سرکار گنید علیہ الرحمہ نے فرمایا کیا تو اُس کا دوست نہیں ہے؟ عرض کیا جی حضور ہوں۔ تو فرمایا پھر تم اُس کو جا کر مل لو۔

آپ ہر مسئلہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے بیان فرماتے۔ اچھے حضرات کو دوستوں کے پاس جانے کے فضائل بیان فرماتے۔

مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنْ رَّجُلًا زَارَ اَخَالَهٗ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَاَرٰ صَدَّ اللّٰهَ لَہٗ عَلٰی مَذَرَجَہٖ مَلٰکًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ ہٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ هَلْ لَّکَ عَلَیْہِ مِنْ نِّعْمَۃٍ قُرُبَّہَا قَالَ لَا عَلَیَّ اَنْبٰی اَحْبَبْتُہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰہَ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَهُ فِیْہِ ۝۴۰ ”ایک شخص نے اپنے (ایمانی مسلمان) بھائی کی زیارت کا قصد کیا جو دوسری بستی میں رہتا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔ اُس نے پوچھا (اے جانے والے) کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ اُس دوسری بستی میں میرا ایک دینی بھائی رہتا ہے میں اُس کی ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا کیا تیرا اُس پر کوئی احسان ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں، بجز اس کے کہ میں اُس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کر رہا ہوں۔ تو اُس نے فرمایا میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا فرشتہ ہوں اور تمہیں بتانے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرماتا ہے جیسے تو نے اُس سے محبت کی ہے۔“

## واقعہ شیخ عبدالکریم یوسفی صاحب کا:

پیر بھائی شیخ عبدالکریم یوسفی صاحب کی فیصل آباد کے راستے ”بنال“

میں مسلم حدیث نمبر ۲۵۶۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۲ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۶۳ مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۱۱۔

پر مٹھائی کی دکان تھی کاروباری مسائل اور تنگی کی وجہ سے وہ لوگوں سے قرض لے رہے لیکن کاروباری خسارے کی وجہ سے قرض ادا نہ کر سکے اور کام کاج چھوڑ کر گرامی کی طرف چلے گئے۔ لوگ ان کے بڑے بھائی پیر طریقت شیخ محمد اسلم صاحب مرحوم کے واقف تھے۔ وہ پیر طریقت شیخ محمد اسلم صاحب مرحوم سے شیخ عبدالکریم صاحب کی لی ہوئی رقم کا مطالبہ کرنے لگے۔ انہوں نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار گنید علیہ الرحمہ سے اپنے بھائی عبدالکریم یوسفی صاحب کی شکایت کی کہ وہ لوگوں کے پیسے بغیر کراچی چلا گیا ہے اور لوگ مجھے تنگ کر رہے ہیں کہ تمہارا بھائی ہے ہماری رقم واپس کرو۔ تو حضرت بابا جی سرکار گنید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیٹا تم اپنے بھائی کا قرض ادا کرو اور اُسے کام بھی کرواؤ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں بہت کچھ عطا فرمائے گا۔ پیر طریقت محمد اسلم یوسفی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے بھائی عبدالکریم یوسفی صاحب کا قرض بھی ادا کر دیا اور اُس کے کام میں معاونت بھی کی۔ اللہ جل مجدہ الکریم پیر طریقت محمد اسلم یوسفی صاحب علیہ الرحمہ کو بہت نوازا۔

## کے مکان دیکھ رہا ہوں:

برادر طریقت شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں ہم لوگ بہت تنگ دست تھے۔ ایک مرتبہ آپ لنگی رسول پور جٹاں تشریف لے گئے تو میں نے عرض کیا حضور اعلیٰ فرمائیں! اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری مشکلات ختم فرمائے تو آپ فرمانے لگے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ تمہاری مشکلات ختم فرمائے گا اور تمہیں نظر نہیں آ رہا جبکہ میں تمہارے کچے مکان دیکھ رہا ہوں۔ برادر طریقت محمد عبدالرحیم یوسفی صاحب فرماتے ہیں ابھی آپ سرکار گنید علیہ الرحمہ نے دنیا سے رخصت فرمایا تھا کہ رب ذوالجلال والا کرام نے محلہ محمد پورہ کلی نمبر ۷ مکان نمبر ۴۷۳ میں رہیڈیکل سٹور چوکی امر سدھولا پور میں ہمیں مکان عطا فرما دیا۔ آپ ہمارے کتب خانہ پر تشریف لائے ابھی مکان کی ایک منزل بنی تھی آپ نے فرمایا: بیٹا اس پر



ایک منزل اور ڈال لینا اور ایک اور ڈال لینا۔ فرماتے ہیں اب تین منزلہ الیٰہی راہ ہے۔ آپ کی دعاؤں سے عطائے رب ذوالجلال والا کرام ہے۔

### حافظ محمد اسماعیل صاحب مرحوم کا واقعہ:

چک نمبر ۴۴ فیض پور تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں ایک بچی جناح کی گرفت میں تھی اُن کے گھر والوں نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار گنیمت علیہ الرحمہ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اپنے گھر میں کوئی فرد ایسا بتاؤ جو ”اورافقیہ شریف“ پڑھ سکے تو گھر والوں نے کہا: مذکورہ بچی ہی پڑھ سکتی ہے۔ آپ نے اُس بچی کو اورافقیہ شریف پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اُس بچی نے اورافقیہ شریف کا ورد شروع کر دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم سے اُس بچی اور گھر کو جناتِ نجات مل گئی۔ فیض پور کے لوگ اس واقعہ کے بعد جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے آستانہ عالیہ پہلے گوجراں شریف چک نمبر ۶ آگ۔ ب میں حاضر ہونے لگے۔ حافظ محمد اسماعیل صاحب مرحوم بھی آپ سے دعا کروانے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب آپ نے حج بھی کرنا ہے آپ کی شادی بھی ہوگی اور اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو تین بیٹے بھی عطا فرمائے گا نور دین خیر دین اور بشیر احمد آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا حیلے کے ساتھ وسیلہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب نے تمیں چوزے خریدے۔ اُن کو پالنے لگے۔ مقصد یہ تھا کہ جب یہ بڑے ہو جائیں گے انہیں بیچ کر حج کی رقم جمع کر لوں گا اور حج کر آؤں گا۔ ہوا یہ کہ بارش کے موسم میں زبردست بارش ہوئی تو وہ ڈیرہ جہاں چوزے رکھے ہوئے تھے اُس کی چھت یعنی بچہ گر گیا اور سارے چوزے مر گئے اور پھر پانی کے بہاؤ سے تالاب میں بہہ گئے۔

روتے ہوئے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور اپنے نقصان کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا حافظ جی گھبراؤ نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ نے چاہا کہ بچہ حافض اُندھا ہے خدمت کرتا تھک جائے گا ہم ایک ہی مرتبہ میں

طرازیں گے اور یہ حج کر آئے گا۔ دوسرے تم امام مسجد ہو لوگوں کو نماز پڑھاتے ہو لوگوں کی بیٹیوں سے تمہارے کپڑے خراب ہو جائیں گے فکر نہ کریں۔ صبر کریں اللہ تبارک و تعالیٰ صبر کا صلہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان، فیض پور چک ۴۴ کے نمبر دار میاں اصغر علی کی والدہ عائشہ بی بی نے حافظ صاحب کو کہا حافظ جی میں بڑھیا اور کمزور ہوں حج کا ارادہ ہے لیکن حج نہیں کر سکتی تو تم میری طرف سے حج کرو۔ حافظ صاحب حضرت قبلہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ عائشہ بی بی نے مجھے حج پر جانے کے لئے پیشکش کی ہے۔ تو آپ نے بابا جی حافظ صاحب اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ کی تمہاری دعا قبول فرمائی ہے اور لوگوں نے بھی آپ کی بہت خدمت کی۔ تحفے ملے دیئے اور نقدی کی صورت میں کافی روپے پیسے جمع ہو گئے۔ حافظ صاحب حج کے لئے روانہ ہو گئے اور واپسی میں اس ارادے سے زیورات بھی خرید کر لائے کہ حضرت قبلہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ حج بھی کرنا اور شادی بھی ہوگی۔

جب شادی کا پروگرام بنایا تو لوگوں نے کہا آپ کا اپنا مکان نہیں ہے۔ حافظ صاحب نے حضرت سرکار گنیمت علیہ الرحمہ سے مکان کے سلسلے میں دعا کی گزارش کی آپ نے دعا فرمائی چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے مکان بھی تعمیر ہو گیا۔ حافظ صاحب فیض پور کی بڑی مسجد میں امامت کرواتے تھے۔ حضرت سرکار گنیمت علیہ الرحمہ عرض کیا حضور! دعا فرمائیں اللہ تبارک و تعالیٰ میرے گھر کو چوروں سے بچائے تو آپ نے دعا فرمائی ”میرا ذہول سپاہیا تینوں رب دیاں رکھاں“۔

ایک روز لیہ میں راجن پور کے علاقہ سے شادی کے سلسلہ میں ایک رشتہ آیا جو بھتیجی جس کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب ٹھیک شادی کر لو یتیم بچوں کی پرورش کرو گے رب خوش ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ فرماتے ہیں یتیموں کو پالنے والا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ جیسے دو انگلیاں۔ چنانچہ آپ کے حکم سے حافظ صاحب نے شادی کر لی۔



## حضرت قبلہ بابا جی حامل علم لدنی:

علم (عِلْم - يَعْلَمُ) کسی چیز کو کما حقہ جاننا، پہچاننا، حقیقت کا ادراک کرنا، یقین حاصل کرنا، محسوس کرنا، محکم طور پر معلوم کرنا ہے۔ علم کا درجہ معرفت اور شعور سے زیادہ بلند ہے۔ علم اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی شان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد عالم حقیقی اور علیم حقیقی ہے۔ علم نور الہی ہے۔ اگر کسی بشر سے حاصل ہوتا ہے تو کسی علم کہلاتا ہے۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے کرم سے حاصل ہوتا ہے تو علم لدنی کہلاتا ہے۔

علم لدنی کے چند ذرائع ہیں۔ مثلاً وحی الہام، فراست اور دل میں بات الہی، وغیرہ۔ وحی انبیاء کرام علیہم السلام سے خاص تھی۔ الہام اولیاء اللہ سے اور فراست ہر مومن کو بقدر ایمان نصیب ہوتی ہے اور دل میں بات ڈالنا ہر قسم کی مخلوق کو نصیب ہو سکتی ہے۔

وَاِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلَى نُوْحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَاَوْحَيْنَا اِلَى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا ۝ ۱۷۱

”بے شک (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی بھیجی جیسے نوح (ﷺ) اور ان کے بعد کے پیغمبروں (علیہم السلام) کو وحی بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کو وحی کی اور ہم نے داؤد (ﷺ) کو زبور (شریف) عطا فرمائی۔“

الہام: وَاَوْحَيْنَا اِلَى اُمِّ مُوسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِضَبْتُ عَلَيْهِ

حافظ صاحب نے اُس عورت کے دونوں بچوں محمد افضل اور محمد ارمین دونوں بیٹیوں کی شادی بھی کی اور حضرت سرکار گنبد علیہ الرحمہ کی دعا کی برکت سے کوئٹہ بچے نور دین، خیر دین اور بشیر احمد عطا فرمائے۔ پھر حافظ صاحب نے حضرت بابا جی سرکار علیہ الرحمہ سے عرض کیا حضور ”پیٹ کروڑی“ بھی ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے لڑکی عطا فرمائی۔ حضرت سرکار گنبد علیہ الرحمہ نے فرمایا صاحب! آپ اگر پیٹ کروڑا کہتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرماتا۔

## بے خوف و خطر صحیح تبلیغ کا نسخہ:

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو ایک روز فرمانے لگے دین کی تبلیغ بے خوف و خطر شخص کر سکتا ہے جس کا کاروبار مکان، مسجد اور مدرسہ اپنا ہو۔ جو شخص مسجد کی انتظامیہ کی دست نگر ہو گا وہ کوئی خوش نصیب اور حریت کا علمبردار شخص ہو گا تو بے خوف و خطر حق و حق کی تبلیغ کرے گا۔ جب آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو اُسی دن سے یہ تمنا رکھ لی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ اپنا مکان اپنا کاروبار اپنی مسجد و مدرسہ عطا فرمائے جس میں لوگوں کی محتاجی نہ ہو۔ چنانچہ حضرت سرکار علیہ الرحمہ کی نصیحت و دعا کی برکت اور فیضان سے مجھے داروں کی امداد کے برابر ان طریقہ مریدین اور خصوصی احباب کے تعاون سے جامع مسجد گنبد علیہ الرحمہ III گجر پورہ (چائے) سکیم لاہور میں تعمیر کی گئی۔ مسجد کا انتظام چلانے کے لئے اب بھی برادران طریقہ بے خوف و خطر مصروف عمل ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے صدقے حضرت بابا جی سرکار گنبد علیہ الرحمہ کی دعاؤں کا اتنا اثر ہے کہ اس وقت اللہ مکان بھی اپنا ہے کاروبار بھی اور مساجد و مدارس بھی اپنے ہیں۔ لاہور، ملتان، حویلی لکھا میں چار مساجد دس مدرسے ایک گنبد ہسپتال ایک گنبد ماڈل سکول اور ایک کمپیوٹر سینٹر قائم ہے۔ الحمد للہ!



فَالْقِيَةِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۚ إِنَّا زَادُوهُ الْيَكْبَ وَجَاعَلُوهُ  
مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ ۲۲

”اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو الہام کیا کہ اسے (یعنی موسیٰ  
علیہ السلام) کو دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو (کہ فرعون اسے قتل کر دے  
گا) تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر۔ بے شک ہم اسے تیری طرف  
پھیر لائیں گے اور اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بنائیں گے۔“

اکثر ترجمہ کرنے والوں نے یہاں وحی کا ترجمہ الہام کیا بعض نے غم  
اور وحی بھی کیا ہے اور جنہوں نے وحی کیا ہے انہوں نے ساتھ تشریح میں لکھ دیا  
ہے کہ یہاں وحی سے مراد الہام ہے اور وہ وحی مراد نہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام  
پر فرشتے کے ذریعہ سے نازل کی جاتی تھی۔ ۲۳

فرست: یہ وہ نور ہے جو رب کریم اہل ایمان کو بقدر ایمان نصیب فرماتا ہے۔  
واقعة: هَذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَمَّا  
رَأَى امْرَأَةً فِي الطَّرِيقِ فَتَأَمَّلَ مَحَاسِنَهَا فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: يَدْخُلُ  
عَلَى أَحَدِكُمْ وَأَثَرُ الزَّنا ظَاهِرٌ عَلَى عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ: أَوْحَى بَعْدَ  
رَسُولٍ ۖ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ تَبْصُرَةٌ وَبُرْهَانٌ وَفَرَّاسَةٌ صَادِقَةٌ ۖ  
”یہ (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عثمان بن عفان (علیہ السلام) ہیں۔ اُن کے پاس دوستوں  
میں سے ایک دوست آتے ہیں۔ جنہوں نے راستے میں ایک عورت کو دیکھا تھا اور  
اُس کے حسن و جمال میں غور کر رہے تھے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عثمان (علیہ السلام) نے  
بغیر نام لئے فرمایا: بعض لوگ اس حالت میں میرے پاس آ جاتے ہیں کہ زنا کا اثر اُن  
کی آنکھوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے کہا: کیا رسول کریم رؤف ورحیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے  
بعد بھی وحی جاری ہے؟ فرمایا! نہیں بلکہ یہ تو بصیرت برہان اور سچی فرست ہے۔“

۲۲ القصص: ۷۔ ۲۳ فی الحال یہاں تفصیل کی محجوش نہیں صرف اشارۃ اور مفہوم بیان کرنا مقصود  
ہے۔ ۲۳ کتاب الروح لابن القیم الجوزی ص ۲۲۱ (عربی)۔

حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم  
ﷺ نے فرمایا ہے: اتَّقُوا فَرَّاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بَنُورِ اللَّهِ  
لَمْ يَفْرَأْ أَنَّ فِي ذَلِكَ لَايَتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ قَالَ لِّلْمُتَفَرِّسِينَ ۖ ”موسىٰ  
کی فرست سے بچو یا ڈرو کیونکہ وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر  
آپ ﷺ نے یہ آیت مبارک پڑھی اِنَّ فِيْ ذَلِكَ لَايَتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ۝ یعنی  
یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے (جو خدا و صلاحیتوں کی بناء پر) نشان  
لگانے والے ہیں یعنی فرست والے ہیں۔“

بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی فرست نظر:

بند و ناچیز کو ابھی بیعت ہوئے کچھ عرصہ گزرا تھا اور حضور قبلہ بابا جی سرکار  
رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہی ہر جمعۃ المبارک کا خطاب سننے کے لئے فیصل آباد  
شریف جایا کرتا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے جب کچھری بازار فیصل آباد پہنچا تو خیال آیا  
کہ گرمی بہت ہے معلوم نہیں کہ حضور قبلہ بابا جی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کچھ کھلائیں  
پلائیں گئے یا نہیں۔ چنانچہ جس کی دکان سے آم کا جوس پیا۔

بعد ازیں جامع مسجد انگیری نزد رسول کو اُتر فیصل آباد میں پہنچا تو آپ رحمہ  
اللہ تعالیٰ وعظ فرما رہے تھے۔ وعظ فرماتے فرماتے اچانک اپنی بات کا رخ موڑ کر  
فرمانے لگے، ارے لوگو! دیکھو میں تمہیں ایک بات بتاؤں آج کل کے مرید جب  
اپنے شیخ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں پتا نہیں پیر ہمیں کھلائیں پلائیں گے بھی یا  
نہیں؟ اور چوکوں میں شربت پیتے ہیں وہ بھی کھڑے ہو کر۔

جب میں نے آپ کا یہ خطاب سنا تو حیران رہ گیا، اُس دن سے میں نے  
اپنے آپ سے عہد کیا کہ آج کے بعد جب بھی اپنے کامل پیر و مرشد کے پیارے  
۲۲ ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۵ ابواب تفسیر القرآن (تفسیر سورۃ الحجج: ۷۵) حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۹۳  
المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۱۰۲ ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۸۰ درمنثور جلد ۵ ص ۹۱ کنز العمال حدیث  
نمبر ۳۰۷۷۰ فتح الباری جلد ۲ ص ۳۸۸۔ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۲۸۔



آستانے پر حاضری دوں گا تو جب تک باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ خود نہ کھائیں گا  
گے نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوؤں گا۔

### منیر احمد اور بشیر احمد نام کیوں رکھتے تھے؟

اکثر لوگ حضور قبلہ باباجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آتے اور یہ فرماتے  
سناتے کہ اللہ کریم نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اُس کا نام رکھ دیں تو آپ فرماتے منیر احمد  
رکھ لو، ایسے کئی واقعات جب دیکھنے میں آئے تو بندہ ناچیز کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا  
کہ منیر احمد نام کیوں رکھتے ہیں؟ کیا مجھ سے بہت پیار ہے کہ ہر بچے کا نام منیر احمد رکھ  
رکھتے ہیں یا آپ کے اپنے بیٹے مجمع انوار گنبد صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب رحمہ  
العالی ہیں اُن سے بہت پیار ہے لیکن کبھی پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

بالآخر ایک دن یہ عقدہ حل ہو گیا، جب بندہ ناچیز کا پہلا بچہ فوت ہو گیا تو اُم  
کے لئے آستانہ عالیہ جو ”مائی دی جھگی“ فیصل آباد میں ہے حاضر ہوا، آپ نے اُم  
فرمائی اور تسلی دی، نیز فرمایا بیٹا! بیری کو جتنے پھول لگتے ہیں اگر اتنے بیر لگ جائیں تو  
بیری کی شہنیاں ٹوٹ جائیں۔ صبر کرو اُسی کا مال تھا وہ لے گیا۔ پھر فرمایا: بیٹے کا نام کیا  
رکھا تھا۔ بندہ ناچیز نے عرض کیا وہ تو پیدا ہونے کے تین دن بعد فوت ہو گیا تھا، نام  
رکھنے کا موقع ہی نہ ملا۔ فرمانے لگے تمہیں معلوم ہے کہ میں بچوں کا نام منیر احمد کیوں  
رکھتا ہوں؟ عرض کیا سرکار مجھے تو علم نہیں آپ ارشاد فرمائیں۔ فرمانے لگے جس بچے کا  
نام منیر احمد رکھا جائے اُس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و وسع  
و بے حد ایک بیٹا اور عطا فرماتا ہے تو میں نے عرض کیا حضور اس وصال شدہ بچے کا نام  
کیا رکھا جائے جبکہ میرا اپنا نام منیر احمد ہے۔ تو فرمایا کہ اُس کا نام بدر منیر رکھ لو۔ اللہ  
تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و وسع و بے حد تمہیں ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا  
اُس کا نام بشیر احمد رکھ لینا۔ پھر ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا اُس کا نام ظیل احمد رکھ لینا  
ایک اور ہوگا۔ چنانچہ مستجاب الدعوات کامل پیر و مرشد نے جیسا فرمایا تھا اللہ تبارک

و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و وسع و بے حد نے ویسے ہی عطا فرمادیا۔

### جمعة المبارک کے وعظ میں بشارت کا ذکر:

جس دن آپ نے بندہ ناچیز کو دو بیٹوں کی بشارت دی اُس کے بعد  
جمعة المبارک کے موقع پر بندہ ناچیز نے اس کا ذکر جامع مسجد نورى بالمقابل ریلوے  
اسٹیشن لاہور میں جمعة المبارک کے وعظ میں کیا کہ میرے شیخ مرشد کامل نے مجھے دو  
بیٹوں کی بشارت دی ہے۔ حسن اتفاق سے اُسی جمعة المبارک میں سورۃ آل عمران  
کے چوتھے اور تیسرے پارے کے بارہویں رکوع کا درس تھا اس رکوع میں حضرت  
یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری کا ذکر ہے۔ اُن کا واقعہ سنانے کے ساتھ بندہ ناچیز  
نے کامل پیر و مرشد حضرت باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی بشارت کا ذکر کیا۔ اس  
جمعة المبارک میں لنڈا بازار لاہور کی یونین کے صدر صاحب بھی موجود تھے انہوں نے  
یہ واقعہ سنا بڑے حیرت زدہ ہوئے۔

خیر! کافی عرصہ گزر گیا۔ تقریباً تین سال کے بعد لنڈا بازار جاتے ہوئے لنڈا  
بازار کی یونین کے صدر صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے بندہ ناچیز سے کہا حضرت  
آپ نے مجھے پہچانا ہے۔ میں نے کہا نہیں، وہ کہنے لگے تین سال پہلے آپ نے جامع  
مسجد نورى بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں وعظ میں اپنے پیر و مرشد گنبد صاحب رحمہ  
اللہ تعالیٰ کی کرامت بیان کی تھی کہ انہوں نے آپ کو دو بیٹوں کی بشارت دی ہے اور نام  
بھی رکھ دیے ہیں۔ وہ دونوں بیٹے پیدا ہوئے یا نہیں۔ بندہ نے عرض کیا اللہ تبارک و تعالیٰ  
واجب الوجود و مطلق و وسع و بے حد کے فضل و کرم سے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ السلام کے  
نعلین پاک کا صدقہ حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا کی برکت سے دونوں بیٹے پیدا  
ہوئے ہیں اور اُن کے نام بھی وہی رکھے ہیں جو آپ نے فرمائے تھے۔

### حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا دھوبی:

بندہ ناچیز کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بندہ آپ کے دھوبی کا کام بھی سرانجام



دیتا رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بھی آپ ہی کی مہربانی تھی کہ آپ نے ہندو کی اس گزارش کو قبول فرمایا کہ بندہ آپ کے کپڑے دھو کر لایا کرے گا۔ چنانچہ ہندو ناچیز جمعۃ المبارک کے دن حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے آنے سے پہلے جامع مسجد دنگیری (فیصل آباد) پہنچ جاتا تھا جب آپ تشریف لاتے، غسل فرماتے اور کپڑے تبدیل فرماتے۔ وہ کپڑے جو آپ اتارتے بندہ ناچیز انہیں لے لیتا اور تھیلے میں اٹل لیتا پھر وہ اگلے جمعۃ المبارک کو انہیں دھو کر اور استری کر کے لاتا۔

## تفسیر قرآن

قرآن مجید کی تفسیر سے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کی اول تفسیر قرآن مجید اور پھر احادیث مبارکہ کے حوالہ سے کرنی چاہیے۔ نیز اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تفسیری مضامین میں بیان کرنے چاہئیں۔ اپنی مرضی سے قرآن مجید کی تفسیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ

مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَقَدْ كَفَرَ ۱۔ ”جس نے قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ فَلْيَتَوَّءْ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ ۲۔ ”جو قرآن مجید میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے۔“ اور ایک روایت میں ہے مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَوَّءْ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ ۳۔ ”جو قرآن مجید میں علم کے بغیر کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے۔“

ایک اور روایت میں ہے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

۱۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی حصہ چہارم دفتر اول مکتب نمبر ۲۳۳ کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۶ قرطبی جلد ۱ ص ۲۵ حدیث نمبر ۲۳۳۲۔ ۲۔ مشکوٰۃ ص ۳۵ ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۱۔ ۳۔ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۹۔ ۲۳۳ جلد ۳ ص ۲۴۱ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۰ (طبع جدید)۔

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَاصَابَ فَقَدْ اَخْطَا ۴۔ ”جو قرآن

مجید میں اپنی رائے سے کہے، پھر ٹھیک بھی کہہ دے تب بھی خطا کر گیا۔“

آپ فرمایا کرتے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد و ہی تفسیر پسند فرماتا ہے جو اُس کی اور اُس کے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہو۔ آپ اس سلسلہ میں اپنا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں لاہور آیا میں نے ایک قلفی فروش کو آواز لگاتے ہوئے سنا کہ لے لو قلفیاں دو آنے دی وہ بڑے راگ اور سر میں کہہ رہا تھا دو دو آنے بھی دو دو آنے بھی دو دو آنے دیاں۔ قلفی دو دو آنے دی بھی دو دو آنے دیاں۔ آپ کے ساتھ چھوٹے بچے بھی تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کیا ہمیں قلفیاں لے دیں آپ نے ایک آنہ نکالا اور قلفیوں والے سے فرمایا کہ دو قلفیاں دے دو۔ قلفی فروش نے کہا بابا جی دو آنے کی ایک قلفی ہے۔ آنے کی دو قلفیاں نہیں آتیں۔ فرماتے تھے میں نے اُس قلفی فروش سے کہا تم خود ہی تو آواز لگا رہے کہ لے لو دو دو آنے دیاں، دو دو آنے دیاں۔ تو کہنے لگا نہیں بابا جی میں دو آنے کی ایک قلفی بیچ رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں دو دو آنے بھی، یعنی دو آنے کی ایک قلفی آپ نے اُس قلفی فروش کی بات سے بہت ذوق لیا اور فرماتے تھے قلفی فروش اپنی بات کا غلط ترجمہ اور تفسیر اور مطلب پسند نہیں کرتا حالانکہ وہ انسان ہے۔ تو کیا خالق کائنات اپنی کتاب کی تفسیر اپنی مرضی کے خلاف قبول فرمائے گا؟ اسی لئے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کی اُس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے۔ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ میں تفرقہ کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

نبی میرا عربی میں عربی نہیں جان دا

بڑا فرق ہندا اے یارو ملکی زبان دا

۴۔ ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۳ مشکوٰۃ ص ۳۵ کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۷ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۶۳ حدیث نمبر ۱۶۷۷ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۵۲۔



اللہ اک نبی اک دین اسلام اک  
 "الف" توں "ی" تا کیں رب دی کلام اک  
 زیر زیر پیش جزم شدہ مد عام اک  
 ترجمیاں پائی پھک ہوئیں میں جان دا

## تفسیر یوسفی

آپ نے "تفسیر یوسفی" لکھنے کا پروگرام مرتب فرمایا تھا۔ اس کا خاکہ بھی ترتیب دیا تھا مگر تدبیر پر تقدیر غالب آئی اور یہ کام مکمل نہ ہو سکا۔ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور میں "تفسیر یوسفی" کے اقتباسات سلسلہ وار چھپتے رہتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی نے پہلے پارے کی تفسیر کو ترتیب دے دیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز پہلے پارے کی تفسیر عنقریب منظر عام پر آ جائے گی۔ اس کی اشاعت کا اعزاز انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کے نصیب میں نظر آ رہا ہے۔ یہ تفسیر اپنی مثال آپ ہوگی۔

اس کے اقتباسات حاصل کرنے کیلئے ادارہ کے دفتر واقع جامع مسجد گنبد 977-A بلاک بی III، گجر پورہ چائے سکیم لاہور سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

## دوہڑہ

ایسے ڈولے ایمان سن گویاں دے آپے ای تھوڑک گئے قول اقرار اتوں  
 ذرا جٹاں وی جے کر ایمان ہندا جاناں وار دے تخی سردار اتوں  
 لاکے یاری جو آدھ وچکار پھڈن ڈگ پیندے آدھ عشق بینار اتوں  
 یوسف آہو ای شرط وفادی اے سرنوں وار دیناں سوہنے یارا اتوں



قطب جلی، پیر طریقت، رہبر شریعت، نیر اوج شرافت، مصر محبت،  
 زبدۃ العارفین، بیکر صدق و صفا، عاشق مصطفیٰ، فانی المصطفیٰ، پروانہ  
 توحید و رسالت، امین علم لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی، قدس سرہ العزیز

کے

تحقیقی کام

کے

چند نمونے



## يَذْعُوْنَ تَدْعُوْنَ

حضرت قبلہ بابا جی سرکار گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے ۵۷ آیات مبارکہ ایسی بیان فرمائی ہیں جن میں يَذْعُوْنَ تَدْعُوْنَ کا بیان ہے اور جن کا اطلاق بتوں پر ہوتا ہے لیکن خوارج نے اُن کا اطلاق انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ پر کیا ہے اور يَذْعُوْنَ وَتَدْعُوْنَ کا ترجمہ ”پکار“ کرتے ہیں۔ آپ نے مختلف تراجم اور تفاسیر کے حوالہ جات سے خوارج کے نمائندہ باطل فرقوں کی تردید کی ہے جس کا ایک نمونہ اس وقت پیش کیا جاتا ہے۔ (تفصیل ”یوسف مصر محبت“ حصہ اول میں شائع ہوگی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنْ يَذْعُوْنَ مِنْ دُونِهِ اِلَّا اِنْشَاءٌ وَاِنْ يَدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ۱

”یہ کہ شرک والے اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد (کہ سوائے نہیں پوجتے مگر عورتوں کو اور نہیں عبادت کرتے مگر سرکش شیطان کی“۔

پوجا اور پکار معنوں کے اعتبار سے دو مختلف چیزیں ہیں۔ پوجا کو انگریزی میں Worship کہتے ہیں جبکہ پکار کو Call۔ پوجا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی ہے مگر پکار مخلوق کو بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک شرط ہے کہ مخلوق کو اللہ یا اللہ کا شریک یا اللہ جیسا سمجھ کر نہ پکارا جائے کیونکہ غیر خدا کو اللہ یا اللہ کا شریک سمجھ کر پکارنا بھی جائز نہیں بلکہ شرک عظیم ہے۔

ابتدائے آفرینش سے آج تک صرف اور صرف ایک ہی ذات پوجا یعنی عبادت کے لائق ہے جس کا اسم ذات ”اللہ“ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی ذات

۱۔ سورۃ انشاء: ۱۷۷۔

الہ سے وحدۃ الاشریک ہے کسی بھی لحاظ سے کوئی بھی اُس کا شریک نہیں۔ اسو اللہ ذات و صفات رب ذوالجلال والاکرام کے کائنات کی ہر چیز مخلوق ہے اور مخلوق کا کوئی فرد اُس کا شریک نہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام اُس کے عظیم، پیارے، برگزیدہ، معصوم عن الخطاء اور مخلوق میں سب سے ارفع و اعلیٰ نمائندے اور بندے ہیں، جنہوں نے خدائے وحدۃ الاشریک کی الوہیت کا چرچا کیا۔ ہر رسول اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی رسالت اور نبوت کا اعلان فرمایا اور رب العالمین کی بندگی کی تعلیم دی اور فرمایا: اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ۲ ”یہ کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد (کہ سوائے کسی کی عبادت نہ کرو“۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضور سید المرسلین خاتم الانبیاء حبیب کبریا جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک ہر عظیم اور پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معبودانِ باطل کی زبردست اور بھرپور انداز میں تردید فرمائی۔

سید الانبیاء محبوب کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جب مبعوث فرمائے گئے تو اُس وقت کے لوگ تقریباً ۳۶۰ چھوٹے خداؤں کی پرستش کرتے ہوئے شرک کے عظیم گناہ میں مبتلا تھے۔

انہوں نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے سجا رکھا تھا اور اُن بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ سرکار کائنات ﷺ نے معبودانِ باطل کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔ بیت اللہ شریف کو پاک صاف فرمایا اور لوگوں کو معبود برحق اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی الوہیت اور وحدانیت سے روشناس کرایا۔ دعوت و پیغام حق سے لوگوں کے سینوں میں محبت الہی اور اپنی اطاعت و غلامی اور عشق کے نور سے منور فرمایا۔

سرکار کائنات ﷺ کا مشرکین مکہ مکرمہ کے ساتھ یہی مقابلہ تھا کہ مشرکین لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کو بھی ”اللہ“ مانتے تھے جب کہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ اللہ وحدۃ الاشریک اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی



الوہیت کا چرچا فرماتے تھے اور معبودانِ باطل کو رد فرماتے تھے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی معبودانِ باطل اور اُن کے پیچاریوں کا ذکر فرمایا گیا ہے اُن سے مراد وہ لوگ ہیں جو لکڑی اور پتھر کے بتوں کو معبود سمجھتے تھے۔ یہی وہ جرم ہے جو تمام جرموں سے بڑا جرم ہے۔ جس کی کسی بھی صورت میں عفو نہیں، تا وقتیکہ یہ جرم کرنے والا مرنے سے پہلے تائب نہ ہو جائے اور خدا سے دعا لا شریک کی الوہیت اور رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کو نہ مان لے۔ ارشاد خداوندی ہے:-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ..... سج ”بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) اس (جرم عظیم) کو نہیں بخشتا کہ اُس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اُس کے سوا کچھ ہی جرائم کیوں نہ ہوں، بخش دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے۔“

یاد رہے کافر اور مشرک دونوں ہی ناقابلِ بخشش لوگ ہیں۔ کافر انکارِ نبی ﷺ کی وجہ سے اور مشرک انکارِ نبی ﷺ اور انکارِ توحید باری تعالیٰ کی وجہ سے۔

قرآن مجید کی ایسی آیات جن میں ربِّ کائنات نے مشرکین کے شرک کا رد فرمایا ہے وہاں تَسَدُّعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ يَاسِدُّعُونَ مِنْ دُونِهِ کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ جن سے مراد لامحالہ وہی لکڑی اور پتھر کی سورتیاں اور بت ہیں جن کو مشرکین اللہ سمجھتے ہیں اور اپنا معبود سمجھ کر پوجتے تھے یا معبود سمجھ کر پکارتے تھے۔ اگر کسی نے کسی نیک بندے کا بت بنا کر اُس کی پرستش کی تو ربِّ کائنات ﷻ نے اُس بت کو مورتی اور اُس کے ماننے والے کی تردید فرمائی کہ اپنے برگزیدہ بندوں کو ہی اپنی بندگی سے خارج کر دیا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے مکالمہ سے (سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۱۱۶ سے ۱۱۷ تک) وضاحت موجود ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

سج النساء: ۱۱۶۔

عَبُدُونِي وَ أُمِّي إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِيْ بِمَا تَكْفُرُ مَا لَيْسَ لِيْ بِبَحْقٍ ۚ إِنَّ كُنْتَ قُلْتَهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتُ نَبِيَّ بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّيْ وَ إِلَهَكُمْ ..... سج ”اور جب اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) نے اُسے (عیسیٰ علیہ السلام) کو کہا تو نے لوگوں کو کہا دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے سوا معبود بنا کر نہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) عرض کریں گے، تیری ذات (ہر شریک سے) پاک ہے۔ میری کیا مجال تھی کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو تجھے ضرور معلوم ہوگا۔ تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو میرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا۔ میں نے تو اُن سے کہا کہ وہی جو تو نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔“

لیکن مقام افسوس ہے کہ جو آیات مبارکہ، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد وحدہ لا شریک نے لکڑی اور پتھر کی سورتیوں اور اُن کے پیچاریوں کے خلاف نازل فرمائی ہیں۔ آج کل بے خوفی اور ظلم سے انہیں آیات مبارکہ کو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ ایسے پُر فتن دور میں جب لوگ دینِ برحق کی سچائی کو بیان کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کو نظریات کا چرچا کرنے میں مصروف ہیں اور آیات قرآنیہ کو غلط معنی پہنا کر انہیں مشن کی تکمیل کے خواب دیکھ رہے ہیں، ایسے حالات میں حقائق کو واضح کرنے کے لئے حضرت بابا جی سرکار گنبد رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے ۷۵ آیات مبارکہ کی وضاحت کی ہے۔ جن سے خوارقِ امت مسلمہ کو مشرک بننا ہے ہیں اور اولیاء

سج المائدہ: ۱۱۶۔



کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بتوں کی صف میں کھڑا کر رہے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضور قبلہ بابا جی سرکار گلینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور تفاسیر کی روشنی میں حقائق بیان کئے ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱۷ پیش کی جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنشَاءً وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا (سورۃ النساء: ۱۱۷)

پہلے اس آیت مبارک کے مختلف مترجمین کے تراجم ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ”نہیں پکارتے سوائے اُس کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو“۔ (شاہ رفیع الدین)

۲۔ ”اُس کے سوائے پکارتے ہیں سو عورتوں کو اور اُس کے سوائے پکارتے ہیں سو شیطان سرکش کو“۔ (شاہ عبدالقادر)

۳۔ ”اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو“۔ (محمود الحسن)

۴۔ ”اللہ کے سوا عورتوں کو پکارتے ہیں اور شیطان مردود کو پکارتے ہیں“۔ (ثناء اللہ امرتسری)

۵۔ ”یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے بھی ہیں تو بس زانی چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں تو بس شیطان سرکش کو“۔ (عبدالماجد دریا بادی)

۶۔ ”اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ عورتیں ہی ہیں بلکہ (درحقیقت) شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں“۔ (نواب وحید الزماں حیدر آبادی)

۷۔ ”(یہ مشرک) خدا کے سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں یعنی بس شیطان سرکش (کے کہے میں آکر ان) کو پکارتے ہیں“۔ (ڈپٹی نذیر احمد ہلوی)

۸۔ ”یہ مشرک اللہ کے سوا عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور یہ مشرک بس سرکش

انسان ہی کو پکارتے ہیں“۔ (عاشق الہی صاحب میرٹھی)

مذکورہ بالا تمام مترجمین نے اس آیت مبارک میں يَدْعُونَ کے معنی پکارنا لیا ہے۔ یہ بات یاد رہے محض پکارنے سے شرک نہیں ہوتا ہاں جب کسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے مقابلے میں یا اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے ساتھ شریک جان کر یا غیر خدا کو الٰہ اور معبود سمجھ کر پکارا جائے گا تو یہ شرک ہوگا۔ رہی بتوں کی بات تو اسلام میں ان کی گنجائش ہی نہیں رہی کو محض بت سمجھ کر پکارنا بھی شرک ہے۔ یہ نہیں جن مترجمین اور مفسرین نے اس آیت مبارک کی حقیقت کو جانا اور سمجھا ہے اور سیاق و سباق کو پیش نظر رکھا ہے اور انہوں نے غیر مبہم اور صحیح ترجمہ کیا ہے۔

اہل مکہ مکرمہ لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کی عبادت کرتے تھے اور انہوں نے اُن کے نام عورتوں جیسے رکھے ہوئے تھے جیسے لات، عزی، منات، نائلہ اور اساف وغیرہ۔

ایسے مترجمین اور مفسرین نے يَدْعُونَ کا ترجمہ يَعْبُدُونَ (یعنی پوجتے ہیں) کیا ہے۔

(۱) مَا يَعْبُدُ أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَصْنَامًا بِلَا رُوحِ اللَّاتِ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ مَا يَعْبُدُونَ (الْأَشْيَاطَانَا مُرِيدًا) مُتَمَرِّدًا شَدِيدًا (تفسیر ابن عباس ص ۶۵)

”یعنی اہل مکہ اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے سوا بے روح بتوں لات، عزی اور منات کی عبادت کرتے تھے اور شیطان مردود کی عبادت کرتے ہیں“۔

(۲) أَيْ مَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ عَزَّ وَجَلَّ (تفسیر ابو سعید جلد ۱ ص ۲۳۳)

(۳) أَيْ مَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ (تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۳۷)

(۴) أَيْ الْمُشْرِكُونَ وَهُوَ بِمَعْنَى يَعْبُدُونَ (تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۸۶)



(۵) نمی پرستند از غیر حق مگر بتاں را ونمی پرستند مگر شیطان را کہ راہد و است۔ (شیخ سعدی شیرازی)

(۶) مشرکان نمی پرستند بجز خدا مگر بتانے را کہ بنام دختران مسمی کرده اند و پرستند مگر شیطان و در رفتہ از حد۔ (شاہ ولی اللہ)

(۷) یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر شیطان کو۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی)

یہ بات خوش آئند ہے کہ اس آیت مبارک کا ترجمہ درج ذیل فرقہ پرست مترجمین نے بھی صحیح کیا ہے جو کئی ایسے ہی دوسرے مقامات پر روایتی فرقہ دارانہ مظاہرہ کر گئے ہیں۔

(۱) ”وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں۔“ (تفہیم القرآن جلد ۱ ص ۳۹۷)

(۲) ”یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے۔“ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

(۳) ”یہ جو خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں تو عورتوں ہی کی اور پکار کرتے ہیں شیطان سرکش ہی کو۔“ (فتح محمد جالندھری دیوبندی)

تفسیر مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۲۶۰ پر پکارنے اور پوجنے کو ایک معنی دیا گیا ہے۔ چونکہ صاحب مواہب الرحمن سید امیر علی نے اپنی تفسیر میں قرآنی آیات کے تحت شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ لکھا ہے اس لئے مجبوراً ویسا ہی لکھنا پڑا مگر جب تفسیر کی تو لکھتے ہیں۔ ”یدعون پکارتے ہیں (ف) یعنی پرستش کرتے ہیں“ مشرک لوگ یعنی اہل مکہ جو اُس وقت میں مشرک تھے۔ (جلد ۲ ص ۲۶۰)

مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: ”اہل مکہ عبادت کے طور پر سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نہیں پکارتے تھے اناث کو (ف) عورت کو جن کا نام لات، عزیٰ و منات ہے اس واسطے کہ یہ نام مؤنث ہیں اور جن لوگوں کا نام بتلاتے ہیں، وہ بھی

مشرک تھیں۔ ایسا ہی ابی بن کعب و عائشہ و ابوسلمہ اور عروہ و مجاہد و ابومالک و سدی سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ مشرکین اپنے جہل سے فرشتوں کو بنات اللہ تعالیٰ کہتے اور انہیں بنا کر ملائکہ کی تصویر تصور کرتے ہیں۔ (رواہ ابن جریر عن الضحاک) بعض نے کہا کہ اناث ہر بے جان چیز مانند لکڑی و پتھر کے جس میں روح نہ ہو۔ (رواہ ابن ماجہ من ابن عباس، حسن بصری) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہر بت کے ساتھ ایک شیطان تھی۔ (رواہ ابن ابی حاتم) پس یہ لوگ اُسی شیطان کو پوجتے تھے اسی واسطے فرمایا: **وَإِنْ يَدْعُونَ** اور نہیں پوجتے مشرک لوگ **إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا** مگر شیطانہ مرید کو (ل) جس نے اُن کو بت پرستی پر آمادہ کیا یہی شیطان کو پوجنے کی وجہ ہے کیونکہ بت پوجنے میں درحقیقت وہ شیطان کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔“ (تفسیر مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۱۶۱ من وعن)

صاحب ”مواہب الرحمن“ نے جو تشریح کی ہے اُسے تفسیر ”ذر منشور“ سے نقل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

(الف) **مَعَ كُلِّ صَنَمٍ جَنِيَّةٌ** (ہر بت کے ساتھ شیطانہ تھی)۔

(ب) **كُلُّ شَيْءٍ مِّمَّا لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ مَثَلُ الْخَشَبَةِ إِلَيَّا لَيْسَتْهُ مَثَلُ الْحَجَرِ يَابِسٌ**۔ (در منشور جلد ۲ ص ۶۸۷، ابن کثیر جلد ۱ ص ۴۷۷)

(ج) **وَأَخْرَجَ عَبْدُ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ فِي قَوْلِهِ (يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا) قَالَ اللَّاتُ وَالْعُزَّى وَمَنَاثُ كُلُّهَا مَوْنُثٌ** (در منشور جلد ۲ ص ۶۸۷)

**وَأَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ فِي قَوْلِهِ (إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا) قَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ اللَّهِ، وَأَنَّمَا نَعْبُدُهُمْ لِيُقَرَّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى! قَالَ اتَّخَذُوا أَرْبَابًا وَ**



صُورُهُنَّ صُورُ الْجَوَارِي مَحْلُوءًا وَقَلْدُورًا هَوَّلَاءِ يَشْهَدُونَ  
بِنَاثِ اللَّهِ الَّذِي نَعْبُدُهُ، يَعْنُونَ الْمَلَائِكَةَ۔ (درمنثور جلد ۲ ص ۶۸۷)

”مشرک کہتے تھے فرشتے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کی بیٹیاں ہیں۔ ہم انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے پاس نزدیک کر دیں۔ اور ان کی تصویریں عورتوں کی شکل میں قائم کرتے تھے پھر حکم کرتے تھے اور تقلید کرتے تھے اور کہتے تھے یہ صورتیں فرشتوں کی ہیں جو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کی بیٹیاں ہیں۔“

براہو جہالت، تعصب اور فرقہ پرستی کا۔ عقل انسانی جب مخالفت برائے مخالفت سے آندھی ہو جاتی ہے تو حقائق اور سچائیاں اُس کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ تمام تفاسیر اس بات کی وضاحت کر رہی ہیں کہ مشرکین اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے فرشتوں کو اُس کی بیٹیاں سمجھتے تھے اور اپنے تصور میں انہوں نے لکڑی اور پتھر کے بت بنا کر انہیں عورتوں جیسے نام دے کر پوجنا شروع کر دیا اور پرستش کا مقصد بھی بیان کر دیا۔ لیکن اس دور میں ایسا مبہم اور غیر واضح انداز اختیار کیا گیا ہے کہ کلمہ گو مسلمانوں کو مشرکین مکہ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اُن مسلمان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ مقام غور ہے جن مسلمانوں کو مشرک قرار دیا جائے کیا وہ فتوے لگانے والے کے ساتھ متحد ہو سکتے ہیں۔

مشرکین مکہ مکرّمہ تو کہتے تھے ”ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں۔“

کوئی صاحب ایمان کسی نبی ﷺ یا ولی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوجا تو نہیں کرتا مگر ظلم کی انتہا ”فَوَاسِقُفِيهِمْ سَمِي بِهٖ اشْرَفُ الْحَوَاشِي مَرْتَبَهٗ مَوْلٰوِي مُحَمَّدٍ عَبْدَہٗ الْفَلَاحِ“ میں زیر آیت .... مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيَقْرَبُوْا نَا اِلٰی اللّٰہِ ذُلْفٰی .... (الزمر: ۳۰) لکھا ہے۔ ”ہمارے زمانے میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو موحد مسلمان

کہتے ہیں مگر اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں اُن کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور اُن کے نام کی نذر نیاز مانگتے ہیں یا دعائیں اُن کا بطور وسیلہ ذکر کرتے ہیں۔ ان سب باتوں سے غرض اُن کی یہ ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کے ذریعہ انہیں خدا تک رسائی حاصل ہو اور وہ خدا سے اُن کی سفارش کر سکیں۔“

کہاں معبودان باطل اور کہاں بزرگان دین؟ یہ لوگ کیسی غلط اور خلاف قرآن مجید وحدیث تفسیر کرتے ہیں کہ جن کی محبت ومعیت اور جن کی پیروی و سفارش کل قیامت کے دن کام آئے گی انہیں معبودان باطل کے ساتھ ملا دیا ہے۔

پیچھے آپ مودودی صاحب کا ترجمہ بھی پڑھ آئے ہیں۔ مودودی صاحب نے جو بحث کا ترجمہ درست کیا ہے مگر تفسیر کرتے ہوئے ایسی بات کہہ دی جو صریحاً روح اسلام کے خلاف ہے۔

ملاحظہ ہو:-

”شیطان کو اس معنی میں تو کوئی معبود نہیں بناتا کہ اُس کے آگے مراسم پرستش ادا کرتا ہو اور اُس کو اولوہیت کا درجہ دیتا ہو۔ البتہ اُسے معبود بنانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی نفس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور جدھر جدھر وہ چلتا ہے اُدھر چلتا ہے۔ گویا یہ اُس کا بندہ ہے وہ اُس کا خدا“۔ یہ عبارت لکھنے کے بعد ایسی ٹھوکر کھائی کہ عظمت اسلام اور مقصد اسلام کو فراموش کر دیا۔ لکھتے ہیں۔

”اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے احکام کی بے چون و چرا، اطاعت اور آندھی پیروی کرنے کا نام ہی ”عبادت“ ہے اور جو شخص اس طرح کی اطاعت کرتا ہے وہ دراصل اُس کی عبادت بجا لاتا ہے۔“

شاید موصوف نے غور نہیں کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرکار کائنات ﷺ کی بے چون و چرا اور آندھی پیروی کرتے تھے اور یہی بے چون و چرا اور آندھی پیروی اطاعت رسول ﷺ کے لئے لازمی جزو ہے اور اسی پیروی سے کلمہ گو مقرب بارگاہ خداوندی بنتا ہے۔



اگر غور کیا جائے تو مودودی صاحب کے اپنے پیروکار اُن کی بے چارگی و چراغ اطاعت اور اندھی پیروی کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ بے چارہ و چراغ مودودی صاحب کی اطاعت اور اندھی پیروی کرتے ہیں (بقول اُن کے) کہ وہ دراصل اُن کی عبادت کرتے ہیں؟

آئیے صراطِ مستقیم کی طرف اور غور و فکر سے مطالعہ کریں کہ زیر بحث آیت مبارک میں مشرکین مکہ کی حماقت اور سفاقت کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ اگر خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں تو کس کو؟ اُن لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے بتوں کو۔ اُن کے معبودوں (اناث) (عورتیں) کہا گیا ہے۔ اُس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُن کے بیشتر معبودوں کے نام عورتوں کے سے تھے۔ لات، منات، عزیٰ، نائلہ وغیرہ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ جس بت کی پرستش کیا کرتا تھا اُسے انثیٰ بتوں کا نام دیا جاتا تھا۔ A

تیسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ وہ بے جان مورتیاں تھیں اس لئے انہیں اناث سے تعبیر کیا گیا کیونکہ مؤنث ہی افعال پذیر ہوا کرتی ہے۔ یعنی دوسرے کا اثر قبول کرتی ہے اور کسی میں اثر نہیں کرتی۔ اسی طرح یہ لکڑی اور پتھر وغیرہ بھی مؤنث کی طرح صرف منفعل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں فاعل نہیں ہوتے۔ اس لئے انہیں اناث کہا گیا ہے۔ (بیضاوی، بحوالہ ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۹۳)

یہاں ”يَذْعُونَ“ کا فاعل کفار و مشرکین عرب ہیں۔ ذُوْنِہ کی ضمیر اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی طرف ہے۔ ذُوْنِ بمعنی سوا کے ہے یا بمعنی مقابل کے۔ کیونکہ رَبِّ کائنات خالق ارض و سما خدائے وحدہ لا شریک کے سوا جس کی عبادت کی جائے اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے مقابل مان لیا جاتا ہے۔ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں سمجھ کر پوجتے تھے اور جو بت مردوں کے نام کے تھے جیسے ہبل، دُصواع و اُلخصلہ انہیں بھی

A تفسیر النبی جلد ۱ ص ۲۵۱، تفسیر قرطبی جلد ۳ ص ۵۳۷، ابن جریر جلد ۳ ص ۵۵۵، ۱۶۶، کشاف جلد ۱ ص ۵۸۴، تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۳۶۔

عورتوں کی طرح زبوروں سے آراستہ کرتے تھے۔ نیز وہ پتھروں، چاند سورج، ستاروں کو عورت سمجھ کر پوجتے تھے۔ نیز بے جان بے عقل چیزوں کو بھی عربی مثل عورت کے مانا جاتا ہے اسی لئے اُن کی طرف ضمیر مؤنث لوثی ہے۔ اب بھی ہندو رام چندر کرشن کو زیور پہناتے ہیں۔ کالی دیوی کو عورت مانتے ہیں، زمین ہندو کو بھارت مانتا کہتے ہیں۔

لہذا یہ آیت کریمہ برحق ہے کہ یہ بے عقل مرد ہو کر عورتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ کوئی مسلمان کسی نبی ﷺ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی اللہ، معبود یا اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا شریک نہیں مانتا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے رسولوں علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اُس کے مقرب اور پیارے محبوب بندے مانتا ہے۔ اس لئے کہ یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے مقرب اور برگزیدہ محبوب بندے ہی ہیں جن کی پیروی اور اطاعت بلکہ اُن سے سچی محبت جزو ایمان ہے۔ اُن پر بتوں والی آیات کا اطلاق تحریف قرآن و ظلم عظیم اور کفر ہے۔

### بوقت حاجت اور ضرر

### یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) پکارنا

جب آدمی ضد اور تعصب کا شکار ہو جاتا ہے تو سچائی کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ سچائی کا انکار صرف ایک فرد کو گمراہی کے گڑھے میں نہیں پھینکتا بلکہ جتنے لوگ دیوانہ وار بے سوچے سمجھے اُس کے پیچھے چلتے ہیں وہ ظلمت و گمراہی کے گڑھے میں گر جاتے ہیں اور ایک گروہ انسانیت تباہ ہو جاتا ہے۔ ایک اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد)، ایک رسول کریم (ﷺ) اور قرآن (اور اُس کی تفسیر) حدیث پاک کو ماننے والے ایک جماعت تھے۔ مگر دیکھتے دیکھتے چشم فلک حیران ہو گئی کہ دنیا کیا سے کیا ہو گئی۔ لوگوں نے جماعت کی عظمت کو پارہ پارہ کرنے کی طرح طرح کی



سازشیں کیں اور اُمتِ مسلمہ کو کئی فرقوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا۔

کسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کر کے صحابہ کے مخالفوں کا فرقہ بنا لیا۔ کسی نے سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتوں کا منکر بن کر فرقہ بنا لیا۔ کسی نے اولیاء اللہ سے دشمنی کا ٹھیکہ سنبھال لیا۔ کسی نے صلوٰۃ و سلام سے ضد لگا لی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ان تمام مخالفین اسلام نے طرح طرح کی من گھڑت تاویلیں کر کے اُمتِ مسلمہ میں رخنہ پیدا کر دیا۔ خواہ مخواہ شرک و بدعت کے فتوے لگا لگا کر مسلمانوں سے نفرت پیدا کر لی۔ یہ نفرت صرف مسلمانوں سے ہی نہیں بلکہ دین اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دُوری کا سبب بن گئی اور یہ نفرت ان غیر مہذب اور ناقابلِ اندیش لوگوں کو یہاں تک لے گئی ہے کہ انہوں نے احادیثِ مبارکہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی کاٹنا شروع کر دیا۔ جہاں چاہتے ہیں حدیث شریف کاٹ دیتے ہیں۔ اُردو میں اپنی مرضی کا ترجمہ کر کے مفہوم کو بدل دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حاجی محمد یوسف علی گینے صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے رشحاتِ قلم میں سے ایک خوبصورت تحریر قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہی ہے۔ تاکہ اندازہ ہو سکے کہ لوگ دین میں خیانت کرتے ہوئے کہاں تک جا چکے ہیں۔

### حضرت قبلہ بابا جی سرکار حدیث نابینا کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) سے دُعا فرمائیے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی آنکھ کی خرابی دور ہو جائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دُعا کروں اور اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھی طرح سے وضو کرو اور ان کلمات کے ساتھ دُعا

کرو۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس کو فرمایا۔ دو رکعت نماز ادا کر اور یوں دُعا کر۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَبِحَاجَتِي هَذِهِ لِنَقْضِي لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ ۝

”اے میرے اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) میں تیری بارگاہ میں تیرے رحمتوں والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال عرض کرتا ہوں اور متوجہ ہوں۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت کے سلسلہ میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی طرف متوجہ ہوں کہ میری یہ حاجت پوری کی جائے۔ اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) میری اس حاجت میں اپنے نبی (کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت قبول فرما۔“

۱۔ ابن ماجہ عربی ۱۰۰ المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۴ مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۸ (۳ سندیں) جامع صغیر جلد ۱ ص ۵۹ صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۲۲۵ ۲۲۶ ابن اُسی ص ۲۲۲ تحفۃ الذاکرین ص ۱۸۰ حصن حصین عربی ص ۹۷ شفاء القمام ص ۱۶۵ کتاب الاذکار نووی ص ۱۵۷ حللی کبیر ص ۳۳۲ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ مستدرک تخفیف ذہبی جلد ۱ ص ۳۵۸ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۲۰۱ اصحابہ ابن حجر ص ۱۶۴ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۹۳ روح المعانی جلد ۲ ص ۱۶۲ ۱۶۳ زمزمہ الجالس جلد ۱ ص ۸۰ تاریخ حبیب الہ ص ۱۸۹ کتاب الشفاء اردو ص ۲۳۱ شرح شفا علی قاری جلد ۲ ص ۱۰۶ نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۹۸ ۱۰۶ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۱۶۱ ۱۶۲ غنیۃ الطالبین جلد ۱ ص ۱۲ مصری چھاپہ ”حیۃ اللہ علی العالمین عربی ص ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵



تمام محدثین نے مذکورہ بالا روایت ترمذی شریف، نسائی شریف اور مستدرک حاکم شریف کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ نیز ابن ماجہ شریف کے حوالہ سے بھی اسے نقل کیا گیا ہے اور اسے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کی شرط پر صحیح کہا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی (جسے ابن تیمیہ کے مقلدین اہلحدیث اپنا امام مانتے ہیں) نے ”تحفۃ الذاکرین“ صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے۔ نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب اس نابینا نے دعا کی اور کھڑا ہوا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پرانے محدثین نے ترمذی شریف کے حوالہ سے اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے مگر موجودہ ترمذی شریف سے ”یا محمد“ کا جملہ غائب ہے۔ اسی طرح نسائی شریف کے موجودہ نسخوں میں یہ حدیث پاک نہیں ملتی جبکہ پہلے محدثین نے بحوالہ نسائی شریف اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

ان کتابوں کے نام قارئین کرام کی خدمت میں معلومات میں اضافہ کے لئے پچھلے صفحے پر حاشیہ نمبر ۱ میں پیش کئے گئے ہیں جن میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔ اس دعا کو اس وقت کیا گیا جب حضور نبی کریم ﷺ ظاہر زمانہ حیات میں تھے۔

جب آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک دفعہ ایک شخص اُن کے پاس کسی ضرورت کے پیش نظر گیا لیکن امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی۔

چنانچہ اس شخص کی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور اپنے واقعہ کو بیان کیا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا فکر نہ کرو، تازہ وضو کرو اور مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور دعا کرو۔ اس سائل کو وہ دعا بتائی جو آپ پچھلے صفحہ پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ پھر کہا اب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔

اس کے بعد وہ شخص امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، دروازے پر دربان نے فوراً استقبال کیا اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی

رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اسی محبت کے ساتھ اُسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا بھی کیا بات ہے؟ اُس شخص نے اہل حاجت بیان کی، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فوراً اُسے حل کیا اور بہت عزت سے رخصت فرمایا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص بعد میں مجھے ملا میرا فکر یہ ادا کرنے لگا۔ میں نے اُس سے کہا بھی یہ دعا حضور نبی کریم رؤف ورہیم رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا کو سکھائی تھی اور میں اُس وقت موجود تھا۔ (اس میں ظاہری حیات کے بعد توسل اور ندائے غائبانہ کا ذکر ہے)

مذکورہ بالا واقعہ جن کتب میں موجود ہے۔ حاشیہ میں اُن کے نام پڑھ لیں۔ ابن تیمیہ نے اپنی ”کتاب الوسیلہ“ اور ”فتاویٰ ابن تیمیہ“ میں ترمذی اور نسائی کے حوالہ سے حدیث نابینا کو نقل کیا ہے۔ نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف کو بیہقی وغیرہ نے ”دلائل النبوة“ میں بیان کیا ہے، ابن تیمیہ نے اس حدیث کو نقل کر کے فتاویٰ جلد ۱ ص ۲۶۶ میں اپنا غلط قول اور دعویٰ لکھا ہے کہ اس حدیث میں دعائے مصطفیٰ رضی اللہ عنہ سے وسیلہ لیا گیا نہ کہ ذات مصطفیٰ رضی اللہ عنہ سے حالانکہ اللہم انی اسئلك و اتوجه اليک بنبيک محمد نبی الرحمة، میں ”بنبيک“ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار کائنات ﷺ کی ذات مقدسہ سے وسیلہ لیا گیا ہے۔ تمام محدثین کرام اور دینی کتابوں کے مصنفین نے حدیث نابینا کو من وعن نقل کیا ہے اور ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی وغیرہ کا حوالہ دیا ہے۔

۱. المعجم الکبیر للطبرانی ص ۱۰۳، انجاء الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۰۰، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۸۱۵، شفاء القلوب ص ۲۱۹، الدرر السدیہ بحوالہ طبرانی و بیہقی ص ۸، جذب القلوب ص ۲۱۹، کتاب الوسیلہ ص ۱۵۷، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۲۶۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۷۳۔



مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ”مناجات مقبول“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اور اس حدیث پاک کو صفحہ نمبر ۲۶ کے ”تتر“ میں مَنُ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَلْيَقُلْ بَعْدَ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ کے عنوان سے نقل کیا ہے۔ مگر غلط فہمی یہ ہے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ”یَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي“ تک حدیث پاک کو کاٹ دیا ہے اور حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ ”اِخْتَصَرْتُ لَهُ لِأَنَّ الْإِدْعَاءَ الْوَارِدَ فِيهِ لَا ذَلِيلَ عَلَى بَقَائِهِ بَعْدَ حَيَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ“ نبی کریم ﷺ کی حیات کے بعد چونکہ اب خدا کی کوئی دلیل نہیں اس لئے میں نے حدیث کو کاٹ دیا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ الْعَبَادُ بِاللَّهِ حدیث پاک مصطفیٰ ﷺ کی اور کاٹتے ہیں مولوی تھانوی صاحب، اس سے بڑھ کر قنہ، ظلم اور خیانت در دین کیا ہو سکتی ہے؟

اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ ایک ایڈیشن میں حدیث پاک کاٹی اور حاشیہ لکھ دیا۔ جبکہ دوسرے ایڈیشن میں کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۱ میں حدیث پاک بھی کاٹی اور اپنا ہی لکھا ہوا حاشیہ بھی کاٹ دیا تا کہ اہل ایمان کو پتا نہ چل سکے کہ مولوی صاحب نے سرکارِ مدینہ ﷺ کی حدیث پاک میں خیانت کر کے حدیث پاک کاٹ دی ہے۔

ان دونوں ایڈیشنوں کی نوٹو کا پی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائے:

مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَلْيَقُلْ بَعْدَ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ

جس کو کچھ حاجت ہو وہ وضو کر کے نماز پڑھے اور یہ دعا کرے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ

یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے اور متوجہ ہوتا ہوں آپ کی طرف بذریعہ آپ کے نبی

مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي حَاجَتِي هَذِهِ

محمد اسلی رحمتِ عالم کے جو رحمت کے نبی ہیں میں اپنی حاجت میں ان کی پوری

لِتُقْضَى لِي فَشَقَّعَهُ رِقًا

ہو جائے پس قبول کیجئے شفاعت ان کی میرے حق میں۔

دوسرے نسخہ میں حاشیہ بھی کاٹ دیا۔

مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَلْيَقُلْ بَعْدَ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ

جس کو کچھ حاجت ہو وہ وضو کر کے نماز پڑھے اور یہ دعا کرے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ

یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے اور متوجہ ہوتا ہوں آپ کی طرف بذریعہ آپ کے نبی محمد اسلی رحمتِ عالم

الرَّحْمَةِ فِي حَاجَتِي هَذِهِ لَتُقْضَى لِي فَشَقَّعَهُ رِقًا

جس رحمت کے نبی ہیں اپنی رحمت میں تاکہ پوری ہو جائے پس قبول کیجئے شفاعت ان کی میرے حق میں



اور اس کے ساتھ دوسری کتابوں سے بھی نوٹو پیش کئے جا رہے ہیں جن میں صفحہ نمبر ۲۲۷ والی حدیث پاک بغیر قطع و برید کے موجود ہے ملاحظہ ہو۔

چند کتابوں کے نوٹو جن میں حدیث پاک اور دعا کے الفاظ بغیر قطع و برید کے موجود ہیں۔

### شفا السقام علامہ سبکی ص ۱۶۵

الحالة الثانية التوسل به بذلك النوع بعد خلفه صلى الله عليه وسلم في مدة حياته فمن ذلك ما رواه ابو عيسى الترمذي في جامعه في كتاب الدعوات قال ثنا محمود بن غيلان ثنا عثمان بن عمر ثنا شعبة عن ابن جعفر عن عمارة بن خزيمة بن زبعت عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله ان يعافيني قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خير لك قال فادعه قال : فأمره ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء : اللهم اني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي ليعفني لي اللهم شفعم في .

### تحفة الذاكرين ص ۱۸۰

#### صلاة الضر والحاجة

« يتوضأ ويصلي ركعتين ، ثم يدعو : اللهم اني أسألك ، وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة ، يا محمد اني أتوجه بك الى ربي في حاجتي فذهب لي تقص لي اللهم فشفعم في . » ( ت ، س ، مس ) .

الحديث أخرجه الترمذي والحاكم في المستدرک والنسائي كما قال المصنف رحمه الله ، وهو من حديث عثمان بن حنيف رضي الله عنه قال [ جاء أعمى إلى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله ادع الله لي ان يعافيني . قال ان شئت دعوت ، وان شئت صبرت فهو خير لك . قال فادعه قال فأمره ان يتوضأ فيحسن وضوءه ] وزاد النسائي في بعض طرقه [ فتوضأ يصلي ركعتين ] ثم ذكر في الترمذي ما ذكره المصنف من قوله ﷺ [ اللهم اني أسألك الخ ] وأخرجه من حديث أيضا ابن ماجه والحاكم في المستدرک ، وقال صحيح على شرط الشيخين ، وزاد فيه : فدعا بهذا الدعاء : فقام وقد أبصر ، وقال الترمذي حسن صحيح

### كتاب الاذكار ص ۱۵۷

وروي في كتاب الترمذي ، وان ماجه ، عن عثمان بن حنيف رضي الله عنه ، ان رجلا ضرير البصر أتى النبي ﷺ فقال : ادع الله تعالى ان يعافيني ، قال : « ان شئت دعوت ، وان شئت صبرت فهو خير لك » قال فادعه ، فأمره ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء : اللهم اني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة ، يا محمد اني أتوجه بك الى ربي في حاجتي فذهب لي تقص لي اللهم فشفعم في . » قال الترمذي : حديث حسن صحيح .

### الجامع الصغير جلد ۱ ص ۵۸

اللهم اني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي فذهب لي تقص لي اللهم فشفعم في . ( ت ، س ) عن عثمان بن حنيف ( ص )



## كتاب السنن ص ٢٢٢

## باب ما يقول لمن ذهب بصره

[٦٢٨] أخبرني أبو عروبة حدثنا العباس بن فرح الرياشي والحسين<sup>(١)</sup> بن يحيى الثوري قالوا ثنا أحمد بن شبيب بن سعيد قال ثنا أبي عن روح بن القاسم عن أبي جعفر المدني وهو الخطمي عن أبي امامة بن سهل بن حنيف عن عمه عثمان بن حنيف رضي الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ وجاء إليه وجعل يضرب فشكا إليه ذهب بصره فقال رسول الله ﷺ ألا تعبر قال يا رسول الله ليس لي قائد وقد شق علي فقال النبي ﷺ أيت الميضا فتوضأ وصل ركعتين ثم قل اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبي محمد ﷺ يا نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربي عز وجل فتجلى عن بصري اللهم شفعه لي وشفعني في نفسي ، قال عثمان وما نعرفنا ولا طال بنا الحديث حتى دخل الرجل كأنه لم يكن ضريراً قط .

## صحیح ابن خزیمه جلد ٢ ص ٢٢٥/٢٢٦

١٢١٩ - حدثنا محمد بن بشار وأبو موسى ، قالوا : حدثنا عثمان بن عمر ، قال : قال جعفر المدني ، قال : سمعت عمارة بن خزيمة يحدث عن عثمان بن حنيف : أن رجلاً ضريباً أتى النبي ﷺ فقال : أدع الله أن يعافيني . قال : وإن شئت أخبرت ذلك وهو خير ، وإن شئت دعوت . قال أبو موسى ، قال : فادع ، وقال ، فأمره أن يتوضأ ، قال بتدار فيحسن ، وقال : ويصلي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء : « أَللّهُمَّ إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة ، يا محمد إني توجّهت بك إلى ربي في حاجتي هذه فتقضي لي ، أَللّهُمَّ شفّعه في زاد أبو موسى : وشفّعتني فيه . قال : ثم كأنه شك بعد في : « وشفّعتني فيه . »

## مستدرک حاکم جلد ١ ص ٤٠٠/٤٠١

١٩٠٩/١٩٠٩ - أخبرنا أحمد بن سليمان الفقيه ، ثنا الحسن بن مكرم ، ثنا عثمان بن عمرو ، ثنا شعبة .

وأخبرنا أحمد بن جعفر ، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل ، حدثني أبي ، ثنا محمد بن جعفر ، ثنا شعبة ، عن أبي جعفر المدني قال : سمعت عمارة بن خزيمة يحدث عن عثمان بن حنيف رضي الله عنه أن رجلاً ضريباً أتى النبي ﷺ فقال : ادع الله تعالى أن يعافيني قال : « إن شئت أخبرت ذلك وإن شئت دعوت ، قال : فادع قال فأمره أن يتوضأ فيحسن الوضوء ويصلي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء اللهم أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد ﷺ نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربك في حاجتي هذه فتقضيها لي اللهم شفّعه في وشفّعتني فيه . هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

## مسند الامام احمد بن حنبل جلد ٢ ص ١٣٨

« (حديث عثمان بن حنيف رضي الله عنه) »  
حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عثمان بن عمر أنا شعبة عن أبي جعفر قال سمعت عمارة بن خزيمة يحدث عن عثمان بن حنيف أن رجلاً ضريباً أتى النبي ﷺ فقال ادع الله أن يعافيني قال ان شئت دعوت ان شئت أخبرت ذلك فهو خير فقال ادع فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه فيصلّي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد إني توجّهت بك إلى ربي في حاجتي هذه فتقضي لي اللهم شفّعتني فيه . حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا روح قال ثنا شعبة عن أبي جعفر المدني قال سمعت عمارة بن خزيمة بن ثابت يحدث عن عثمان بن حنيف أن رجلاً ضريباً أتى النبي ﷺ فقال ادع الله أن يعافيني فقال ان شئت أخبرت ذلك فهو أفضل لا تخزنك وإن شئت دعوت ان شئت أخبرت ذلك فقال ادع فأمره أن يتوضأ وأن يصلي ركعتين وأن يدعو بهذا الدعاء اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربي في حاجتي هذه فتقضي وشفّعتني فيه وشفّعتني قال فكان يقول هذا مراراً ثم قال بعداً حسب أن فيها أن تشفعني فيه قال ففعل الرجل فبرأ وشفّعتني .



## الترغيب والترهيب جلد ۲ ص ۲۷۳ ۲۷۴

وَهُوَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَحْتَفِئُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، وَكَانَ  
عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ، وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَكَفَى عُثْمَانَ بْنُ حَنِيفٍ فَشْكًا ذَلِكَ بِأَنَّهُ  
قَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: أَنْتَ لِمِصْطَاةٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّ فِيهِ رَكَعَيْنِ،  
ثُمَّ قُلَّ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْجِهُ  
بِأَحْمَدَ! إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْبَلْ حَاجَتِي، وَتَذَكِّرْ حَاجَتَكَ وَرُوحَ إِبْنِي<sup>(۱)</sup> عَلَى  
أَرْوَحِ عَمَلِكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَهُ لَهُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ فَجَاءَ الْيَتِيمَ حَتَّى أَطْعَمَهُ  
يَتِيمِهِ، فَأَذْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عُمَانَ فَأَجَابَتْهُ مَعَهُ عَلَى الطَّلَبَةِ، وَقَالَ: مَا حَاجَتُكَ؟ فَقَدْ كَرَّ  
حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ، وَقَالَ:  
مَا كَانَتْ<sup>(۲)</sup> لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأَنْدَبْنَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ يَدِيهِ فَابَقَى عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ  
فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا<sup>(۳)</sup>، مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي، وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتُهُ بِهِ،  
فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: وَاللَّهِ مَا كَلَّمْتُهُ، وَلَكِنْ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرٌ فَشَسَكَا إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصِيرَتُهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:  
أَوْ تَصِيرُ<sup>(۴)</sup>، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي فَايِدٌ، وَقَدْ شَقِيَ<sup>(۵)</sup> ظِلِّي؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ لِمِصْطَاةٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَيْنِ، ثُمَّ أَدْعُ بِهَذِهِ الدُّعَاءِ:  
فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: قُوَا اللَّهُ مَا تَقَرَّفْنَا، وَمَا لَنَا مِنَ الْخَيْرِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ  
كَذَلِكَ لَمْ يَسْكُنْ بِهِ مَرَّةً قَطُّ، قَالَ الطَّبْرَانِيُّ بِمِثْلِ ذِكْرِ مَرْثَرِهِ: وَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ.

## مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹

وعن عثمان بن حنيف أن رجلاً كان يختلف إلى عثمان بن عفان في حاجة  
له فكان عثمان لا يلتفت إليه ولا ينظر في حاجته فلقى عثمان بن حنيف فشكا ذلك إليه فقال له  
عثمان بن حنيف أنت المصطاة فتوضأ ثم أتيت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم  
إني أسألك وأتوجه إليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك  
إلى ربِّي فيقضى لي حاجتي وتذكر حاجتك وروح إلى حين أروح معك فانطلق الرجل  
فصنع ما قال له ثم أتى باب عثمان فجاء الباب حتى أخذ بيده فأدخله  
على عثمان بن عفان فأجلسه معه على الطلعة وقال حاجتك قد كر حاجته فقضاها  
له ثم قال له ما ذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة وقد ما كانت لك من حاجة  
فأنتما ثم إن الرجل خرج من عنده فلقى عثمان بن حنيف فقال له جزاك الله خيراً  
ما كنت ينظر في حاجتي ولا يلتفت إلى حتى كلمته في فقال عثمان بن حنيف والله  
ما كلمته ولكن شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا رجل ضريب فشكا إليه  
ذهاب بصره فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أو تصير فقال يا رسول الله إنه ليس  
لي فائد وقد شقي على فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أنت المصطاة فتوضأ ثم صل  
ركعتين ثم ادع بهذه الكلمات فقال عثمان بن حنيف قوا الله ما تفرقنا وما لينا  
الحديث حتى دخل عليه الرجل كأنه لم يكن به ضرر فطقت روى الترمذي  
وابن ماجه طرقة من آخره خالياً عن النصه وقد قال الطبراني عنه والحديث  
صحيح بعد ذكر طرقة التي روى بها.



## الخصائص الكبرى جلد ٢ ص ٢٠١/٢٠٢

واخرج البيهقي و ابو نعيم في المعرفة عن ابي امامة بن سهل بن حنيف عن رجل كان يختلف الى عثمان بن عفان في حاجة وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته فلقي عثمان بن حنيف فشكا اليه ذلك فقال له انت الميضاة فتومنا ثم انت المسجد فصل ركعتين ثم قل اللهم اني اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم في الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربي فيقضي لي حاجتي واذكر حاجتك ثم روح حتى اروح فانطلق الرجل وصاح ذلك ثم اتى بلب عثمان بن عفان فآخذ يده فادخله على عثمان فأجلسه معه على الطنفسة فقال انظر ما كانت لك من حاجة ثم ان الرجل خرج من عنده فلقي عثمان بن حنيف فقال له جزاك الله خيرا ما كان ينظر في حاجتي ولا يلتفت الي حق كفته قال ما كنته ولكني رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وجاءه ضرير فشكا اليه فذهب بصري فقال له انصبر فاني يا رسول الله ليس لي فائدة وقد شق علي فقال انت الميضاة فتومنا وصل ركعتين ثم قل اللهم اني اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم في رحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربي فيجبل لي من يعري اللهم شفعه في وشفعني في نفسي

## حسن حصين ص ٩٤

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ ضَرُورَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فِي حَصِينٍ وَصُورَةٍ  
وَيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُو اللَّهَ اِنِّي اَسْأَلُكَ وَاتَّوَجَّهُ اِلَيْكَ  
بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اَتُوجَّهُ بِكَ اِلَى رَبِّي  
فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِنُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

## فتاوى ابن تيمية جلد ١ ص ٢٦٨

ورواه البيهقي من هذا الطريق وفيه قصة قد يحتاج بها من توصل به بعد موته — إن كانت صحيحة — رواه من حديث اسماعيل بن شبيب بن سعيد الجبلي عن شبيب بن سعيد عن روح بن القاسم عن أبي جعفر المديني عن أبي امامة سهل بن حنيف أن رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان في حاجة له وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته ، فلقي الرجل عثمان بن حنيف فشكا اليه ذلك فقال له عثمان بن حنيف : انت الميضاة فتومنا ثم انت المسجد فصل ركعتين ثم قل : اللهم اني اسألك واتوجه اليك بنبينا محمد نبي الرحمة ، يا محمد اني اتوجه بك الى ربي فيقضي لي حاجتي ، ثم اذكر حاجتك ثم روح حتى اروح معك . قال فانطلق الرجل فصنع ذلك ، ثم اتى بعد عثمان بن عفان فجاء البواب فأخذ يسده فادخله على عثمان فأجلسه معه على الطنفسة وقال : انظر ما كانت لك من حاجة . فذكر حاجته فقضاها له .







## شفا شریف قاضی عیاض نسیم الیاض شرح شفا علامہ خفاجی وشرح شفا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہم

ہذا (درویش ابن عمر) کہی اللہ بہد اور اذن الہی فی علی الروم ہوا ایک (شہادت ربیہ) بفتح الحاء  
لامہ، فو کسر اللام وفتح الراء ملین ای اصحابنا شہادۃ وہ راہ پتہ کی طرف۔ لیسابعہ و سابعہ  
فیرجع من عمر بکعبہ و رولہ و یروا سر و ملکہ لواءہ کان فاکم الوسم و قد علمہ (قاری) کہ اگر اس  
عالم الیقین (جنت) لیس الناس بر براتی الخیر من اصحابنا لا کریمہ و عزالہ۔ و ولہ لایہ  
اسرہ شہادت الہیہ بر جہادہ الخیر (اصحاب باجہاد) نہ نہ علی اللہ تعالیٰ علیہ و ولہ لایہ  
ایہ الناس الیقین کل و من کارو باجہاد اسے مول صاحب لیسابعہ فی القول اول القول و قد علمہ  
کاموشہ و فی لیسابعہ ہذا لیسابعہ من لیسابعہ (بہد) ہذا لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)  
مفسر (بہد) من لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)  
بہد و لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)  
من خبر عیاضیہ بقول لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)

## تختہ الذاکرین ۲۳۹ علامہ شمس کانی مایا قولہ من خیرت رجلہ

و قد خیرت "رجلہ" فلیذکر أحب الناس إلیہ (ی، مو)

و من حدیث ابن عمر انہما حدیث رجلہ و قد لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)

پاکستانی غیر مقلدین کے "المکتبۃ الاثریہ" سائنگھیل نے الادب المفرد کا  
جوشہ شائع کیا ہے اس میں "یا محمد" کے جملہ میں سے حرف "یا" غائب ہے اس  
طرح حیدر آباد کن میں یہی کتاب "فضل اللہ الصمدی توضیح الادب المفرد للبقاری"  
شائع ہوئی ہے۔ اس میں بھی قطع ویرید کی گئی ہے حرف "یا" کو کاٹ کر "مولوی فضل  
اللہ" نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

ان دونوں کتابوں کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

## الادب المفرد ص ۲۵ چھاپہ سائنگھیل -

۲۳۷ - باب ما یقول الرجل اذا خیرت رجلہ

۹۶۸ - حدیث ابو نعیم قال: حدیثنا سفیان، عن ابی اسحق، عن عبد الرحمن بن  
قال: حدیث رجل ابن عمر، قال: لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)

## ۲- حیدر آباد میں چھپی ہوئی کتاب کا عکس - جلد ۲ ص ۱۴۴ - ۱۴۵

۲۶۶ - باب ما یقول الرجل اذا خیرت رجلہ

۹۶۸ (ت ۲۲۰) - حدیثنا ابو نعیم قال: حدیثنا سفیان، عن ابی

(اسحاق، عن عبد الرحمن بن سعد (۱) قال: حدیثنا رجل ابن عمر (۲)  
فقال: لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)

غیر مقلدوں کے "المکتبۃ الاثریہ" نے الادب المفرد کا نیا ایڈیشن شائع کیا  
ہے۔ اس کے ایک طرف لکھا ہے کہ ایک نسخہ میں یا محمد کا جملہ بھی ہے۔ شاید کسی کے  
معاذ اللہ نے پر ایسا کیا ہو۔ واللہ اعلم و رسولہ  
ملاحظہ فرمائیں

۲۳۷ - باب ما یقول الرجل اذا خیرت رجلہ

۹۶۸ - حدیثنا ابو نعیم قال: حدیثنا سفیان، عن ابی اسحق، عن عبد الرحمن بن

سعد قال: حدیثنا رجل ابن عمر، قال: لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد) لیسابعہ (بہد)

۱- (عبد الرحمن بن سعد) مولیٰ ابن عمر، ثقہ.

۲- (خیرت) من باب عام، أي فقوت، أي منع جریان الدم فی العروق.

۳- (عبد) وفي رواية عند ابن السكيت و بالتحاء، ولفظ التذبة، وفي أخرى

عنده و محمد بن علي عليه و بدل و یا، و علی کل حال بصورة التذبة فی بعض الروایات.



استعمال بطور فعل مقارب کے ہے یعنی فعل کے قریب الوقوع ہونے کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور اس سے صرف ماضی اور مضارع آتے ہیں دوسرے نہیں آتے۔ اس کے معنی ہوتے ہیں وہ کسی کام کرنے کے قریب ہو گیا اس لئے اس کو فعل مقارب کہتے ہیں۔ مثلاً ”کاد يفعل“ قریب تھا کہ وہ اس کام کو کر گزرتا یعنی کرنے والا تھا مگر کیا نہیں۔

مثالیں:

(۱) يَكَاذُ الْبُرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ط.... لے ”بجلی یوں محسوس ہوتی ہے کہ اُن کی نگاہیں اُچک لے جائے گی۔“

(۲) جب بنی اسرائیل کے مال دار شخص عامل کو اُس کے عزیز نے قتل کر کے دوسری بہتی میں ڈال دیا کہ اُس کا خون بہا بھی لے اور میراث بھی۔ پھر دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون بہا دلایا جائے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو فرمایا ایسی گائے ذبح کرو جو نہ بوڑھی ہو نہ بچی ہو بلکہ دونوں کے درمیان ہو۔ لوگوں نے عرض کیا اُس کا رنگ بتائیں تاکہ ہم گائے ذبح کریں۔ (اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) نے فرمایا، وہ چمکیلے رنگ کی ہے اُس سے نہ تو خدمت لی گئی ہے اور نہ ہی ہل چلانے اور کھیتی کو پانی لگانے کا کام لیا گیا ہے۔ بلکہ بے داغ ہے۔ بالآخر انہوں نے کہا:

.... قَالُوا الشَّنْ جِئْتُ بِالْحَقِّ ط فَلَذَبْحُوهَا وَمَا كَا دُؤَا يَفْعَلُونَ ۝۲۰ ”بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اُسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔“

(۳) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سے واپس لوٹے اور قوم کی حالت کو دیکھا تو سامری پر سخت غصہ اور جھنجلاہٹ آئی اور اُس کا اظہار حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تو حضرت ہارون علیہ السلام نے: ..... قَالَ ابْنُ أُمِّ إِنْ

لے البقرة: ۲۰ ط البقرة: ۷۱۔

## قیامت کے علم کے بارے میں عقیدہ

قیامت کے علم کے بارے میں آپ کا عقیدہ قرآن مجید وحدیث مبارکہ کے مطابق یہ تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اپنے پیارے حبیب، محبوب کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم عطا فرمایا ہے جسے آپ ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے حکم سے چھپایا تھا۔ ہاں! البتہ کئی نشانیاں بتادی ہیں اور خاص ”سن“ کہ کس ”سن“ میں قیامت پنا ہوگی اُس کے بارے میں نہ بتایا۔ عام طور پر جلسوں میں فرمایا کرتے اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ فیصل آباد کا راستہ بتائیں تو وہ شخص کہے گا، لاہور سے شیخوپورہ، شیخوپورہ سے مانانوالہ، مانانوالہ سے شاہ کوٹ اور شاہ کوٹ سے کھڑیا نوالہ اور پھر وہ خاموش ہو جائے تو آپ فرماتے جس نے کھڑیا نوالہ تک راستہ بتا دیا ہے۔ اُسے آگے فیصل آباد کا بھی پتا ہے۔ کھڑیا نوالہ کہہ کر خاموش ہو جانے کا مطلب یہ نہیں اُسے فیصل آباد کا علم نہیں۔

ایتنا فرمانے کے بعد فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے قیامت کی تمام نشانیاں بتادی ہیں پھر یہاں تک فرمایا کہ محرم الحرام کا مہینہ ہوگا، دس تاریخ ہوگی، المبارک کا دن ہوگا، صبح کا وقت ہوگا، اور جب تک ایک ایمان والا بھی دنیا میں ہے قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت کافروں پر آئے گی۔ (المختصر)۔ علاوہ ازیں علم قیامت کی دلیل میں آپ بے شمار دلائل دیتے تھے اور کئی آیات مبارکہ پیش فرماتے:

اس سلسلہ میں قرآن مجید سے آپ کے دلائل میں یہاں ہم قنہ بھی تھا کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں اکاد، یکاد کا دوا آیا ہے وہ واقع نہیں ہوا۔

یکاد، کد سے بنا ہے جس کے معنی قریب ہونا ہے اور یہاں ارشاد ہوتا ہے جہاں کام ہوا تو نہ ہو مگر اُس کے ہونے کی قوی امید ہو۔ کاد (کد) کا



الْقَوْمِ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونِي ۚ ..... ”کہا اے میری ماں کے بیٹے قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں۔“

(۳) مہاجرین اور انصار ﷺ کے بارے میں فرمایا: ”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غیب کی خبریں بتانے والے (ﷺ) اور اُن مہاجرین اور انصار (ﷺ) پر جنہوں نے ہر مشکل کی گھڑی میں اُن کا ساتھ دیا۔ اِس کے بعد کَاذِبُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ“ ..... ”قریب تھا کہ اُن میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر اُن پر رحمت سے متوجہ ہوا۔“ (یعنی گھبرا کر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں مگر ایسا نہ ہوا)۔

(۵۶) قبیلہ بنی ثقیف کا ایک وفد رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر ہماری تین باتیں مان لیں تو ہم آپ کی بیعت کر لیں گے (۱) ہم نمازیں پڑھیں گے مگر رکوع و سجود نہیں کریں گے۔ (۲) ہم اپنے معبودوں کی عبادت نہیں کریں گے مگر سال میں ایک مرتبہ اُن کے چڑھاوے اور نذرانے وصول کریں گے اور (۳) ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے نہیں توڑیں گے۔ آپ ہم کو ایک خاص عزت بخشیں جو دوسروں کو نہ بخشی ہے اور اگر غریب آپ (ﷺ) کے پاس آکر اِس کی وجہ پوچھیں تو آپ (ﷺ) فرمادیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کا حکم ایسا ہی ہے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے یہ باتیں نامعلوم فرمائیں تو اُس موقع پر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد نے فرمایا: وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذَا لَا تَأْخُذُكَ خَلِيلًا ۚ وَلَوْ لَا أَنْ تَبْتَئَاكَ لَقَدْ كَذَّبْتَ تَرَكْنَا إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۝ ”اور وہ تو قریب تھا کہ آپ (ﷺ) کو لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے آپ (ﷺ) کو بھیجی کہ تم مع الاعراف: ۱۵۰۔ یٰۤاٰیہِ التَّوْبَةِ: ۱۱۔ ۱۱۔ بنی اسرائیل: ۳۷۔

ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ ہم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے اور اگر ہم انہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔“

(۷) عرب کے مشرکین نے چاہا کہ سب مل کر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو عرب سے باہر کر دیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم سے وہ اِس پر قادر نہ ہوئے۔ اِس پر ربّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا: وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذَا لَا يَخْلِفُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ”اور بے شک قریب تھا کہ وہ آپ (ﷺ) کو اِس زمین سے نکال دیں اور اِس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ آپ (ﷺ) کے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔“

(۸) کافروں نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی اولاد ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے بہت بڑی گستاخی کی تب اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد نے فرمایا: تَكَاذِبُ السَّمَوَاتِ يَنْفَطِرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۖ ”قریب ہے کہ آسمان اُس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ڈھ کر گر جائیں۔“ (مگر ایسا نہیں ہوا) قرآن مجید میں ہے:

”اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اُس میں چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے، موتی سا چمکتا ہوا اُن تارے پر برکت والے پیڑ، زیتون سے جو نہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا۔“ ..... ”يَكَاذِبُ زَيْتُهَا يُضَيِّعُ ۖ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ“ ..... ”قریب ہے کہ اُس کا تیل بھڑک اٹھے اگر چہ اُسے آگ نہ چھوئے۔“

(۱۰) ”کیا تم نے دیکھا اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی اسرار اعلیٰ: ۷۶۔ یٰۤاٰیہِ التَّوْبَةِ: ۱۱۔ ۱۱۔ بنی اسرائیل: ۳۷۔



حد) بادل کو نرم نرم چلاتا ہے۔ پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے پھر انہیں تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے تو تو دیکھیے کہ اُس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے اور اتارتا ہے آسمان سے اُس میں برف کے پہاڑ ہیں، اُن میں سے کچھ اُولے، پھر انہیں جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے اور جس سے چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے۔ یَسْكَادُ سَنًا بَرْقًا يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝ ۹ ”قرب ہے کہ اُس کی بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے۔“

(بجلی کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کی بصارت جاتی رہے گی)

(۱۱) مشرکین کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ (ﷺ) کو دیکھتے ہیں تو آپ (ﷺ) کے ساتھ غصھا کرتے ہیں کہ کیا یہ ہیں جن کو اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) نے رسول (ﷺ) بنا کر بھیجا؟ پھر کہتے ہیں اِنْ سَكَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ الْهِتَا لَوْ لَا اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۝ ۱۰ ”قرب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیتے اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے“ (مشرکین رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے کلام اور معجزات کے قوی اثر کو جانتے تھے وہ کہنے لگے ہم ضدی نہ ہوتے تو آپ ﷺ کے معجزات اور کلام کی برکت سے کبھی کے کفر سے ہٹ گئے ہوتے مگر وہ کفر سے پیچھے نہ بنے۔)

(۱۲) حضرت موسیٰ (ﷺ) کی والدہ کو جب اندیشہ ہوا کہ کہیں فرعون میرے بیٹے کو قتل نہ کرا دے تو حکم الہی سے اُسے دریا میں ڈال دیا اور فرعون اور اُس کی بیوی نے حضرت موسیٰ (ﷺ) کے تابوت کو دریا سے نکالا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اُن کے دلوں میں حضرت موسیٰ (ﷺ) کی محبت ڈال دی۔ اگلے دن حضرت موسیٰ (ﷺ) کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے فرمایا: اِنْ سَكَادَتْ لَتُبْدِي بِهٖ لَوْ لَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۱ ”ضرورتاً قریب تھا کہ وہ اُس کا

حال کھول دیتی اگر ہم اُس کے دل پر ڈھارس نہ بندھاتے کہ اُسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے۔“ (مطلب یہ ہے حضرت موسیٰ (ﷺ) کی والدہ نے دل کا حال نہ کھولا۔)

(۱۳) ”جنتی لوگ آپس میں دنیا کی باتیں بھی کریں گے، ایک جنتی دوسرے سے کہے گا میرا ایک ہم نشین تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا تم اُسے سچ مانتے ہو (کہ قیامت کے دن حساب و کتاب، سزا و جزا ہوگی) ہم نے تو دیکھا ہے سزا و جزا تو دنیا ہی میں ملتی ہے) کیا ہم جب مرکز مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہمیں جزا و سزا دی جائے گی؟ کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے؟ (دوزخ میں کہ میرا ہم نشین کس حال میں ہے؟ یہ کہہ کر جنت کے ساتھی اُنھیں گے) اور دوزخ میں جھانکیں گے تو اُسے بھڑکتی آگ میں دیکھا۔ (جب اُسے دوزخ کی بھڑکتی آگ میں دیکھا) تَوَقَّالَ تَاللّٰہِ اِنْ كَذَّبْتُ لَعْنَةُ دِیْنِ ۝ ۱۲ ”کہا اللہ کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے۔“ (مگر بچاؤ ہو گیا)

(۱۴) فرعونی لوگ حضرت موسیٰ (ﷺ) سے بولے اے جادوگر! ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کریں اس عہد کے سبب جو اُس کا تیرے پاس ہے۔ بے شک ہم ہدایت پر آئیں گے پھر جب ہم نے اُن سے وہ مصیبت ٹال دی جیسی وہ عہد توڑ گئے اور فرعون اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ لہریں کہ میرے (مخلو کے) نیچے بہتی ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں (فرعون کہنے لگا) میں بھڑ ہوں اس سے کہ یہ عزت نہیں رکھتا۔ (نعوذ باللہ) وَلَا یَسْكَادُ یٰۤیٰۤیٰ ۝ ۱۳ اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا۔“

کیونکہ اُن کی زبان میں لگنت ہے جو بچپن شریف میں انگارہ منہ میں رگھ لینے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی، وہ پرانے خیال میں تھا۔ مگر رب نے آپ کو شفاء دی تھی آپ کی طور والی دُعا سے: وَ اَخْلَلْ عَقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ ۱۴ ”اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔“

(۱۵) دوزخ کی کیفیت اور حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا ”اور جنہوں نے اپنے



رَبِّكَ کے ساتھ کفر کیا اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی بُرا انجام ہے۔ وہ اپنے  
میں ڈالے جائیں گے اُس کا ریٹکنا سنیں گے کہ جوش مارتی ہے اور تَسْكَادُ تَسْكَادُ  
الْغَيْظُ..... ۱۵" معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی۔

(۱۶) اپنے پیارے محبوب ﷺ سے فرمایا: وَإِنْ يَسْكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا

لِيُسْزِلَقُونَكَ أَبْصَارَهُمْ..... ۱۶" اور ضرور کہ فر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ

اپنی نظر بد لگا کر آپ (ﷺ) کو گرا دیں گے۔ (مگر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود

مطلق و بسیط و بے حد نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو اُن کی نظر بد سے محفوظ فرمایا۔)

(۱۷) رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ بطنِ محفہ سے واپس آتے وقت مقامِ ثور

میں ٹھہرے، آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو جنات نے تلاوت کا کام پاک

سنی اُن جنات کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ اُن کے ٹھٹھے لگنے کے قریب ہو گئے اور اللہ تبارک

و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد نے فرمایا: وَإِنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ

يَدْعُوهُ كَادُوا أَنْ يَكُونُوا عَلَيْهِ لَبِذًا ۝ ۱۷" اور یہ کہ جب اللہ (تبارک و تعالیٰ

واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے بندے (نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ) اس

کی بندگی کے لئے کھڑے ہوئے تو قریب تھا کہ وہ جن اُن پر ٹھٹھے کے ٹھٹھے

جائیں۔ (قریب ہے اس لئے فرمایا کہ اُن کے ٹھٹھے لگے نہیں کیونکہ جنات تھوڑے تھے)

آپ نے اس دعویٰ میں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و

بے حد نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو علم عطا فرمایا، دلائل کے طور پر قرآن مجید کے

۱۶ مقامات سے مختلف واقعات سے متعلق آیات پیش کیں۔ جن میں بالترتیب ان

باتوں کا ذکر ہے۔

(۱) قریب تھا کہ بجلی اُن کی پینائی اچک لے۔

(۲) دو گائے ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔

(۳) قریب تھا کہ وہ مار ڈالتے۔

۱۵ الملک: ۸۱۔ ۱۶ القلم: ۵۱۔ ۱۷ الجن: ۱۹۔

(۴) قریب تھا کہ اُن لوگوں کے دل پھر جائیں۔

(۵) قریب تھا کہ وہ لغزش دیتے۔

(۶) قریب تھا کہ آپ ﷺ اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔

(۷) قریب تھا کہ وہ آپ ﷺ کو اُس زمین سے نکال دیں۔

(۸) قریب تھا کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے۔

(۹) قریب تھا کہ تیل بھڑک اٹھے۔

(۱۰) قریب تھا کہ بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے۔

(۱۱) مشرکین نے کہا قریب تھا کہ ہمیں (ہمارے جھوٹے خداؤں سے) پھیر

دیں۔

(۱۲) قریب تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ، دل کا حال کھول دیتیں۔

(۱۳) قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دے۔

(۱۴) بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا تھا۔

(۱۵) قریب تھا کہ دوزخ غضب سے پھٹ جائے۔

(۱۶) قریب تھا کہ وہ اپنی نظر بد لگا دیں۔

(۱۷) قریب تھا کہ جن ٹھٹھے کے ٹھٹھے ہو جائیں۔

حضرت قبلہ پیر طریقت، قطب جلی، امین علم لَدُنِی علامہ مولانا حاجی محمد

حسین علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا استدلال تھا کہ محولہ بالا تمام واقعات میں تَسْكَادُ،

تَسْكَادُ، تَسْكَادُ اور کَادَتْ کا ذکر ہے۔ اور جہاں یَسْكَادُ، تَسْكَادُ، کَادُوا آیا ہے

ایک ہی وقت پر نہیں ہوئی۔ ایسے ہی رَبِّكَ کَانَات نے قیامت کے بارے میں

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَبَيَّنَ أَكْثَرُ ۱۸" بے شک قیامت آنے والی ہے

قریب تھا کہ میں (اُس کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں۔

جس طرح دوسری چیزیں جن میں تَسْكَادُ، یَسْكَادُ کا ذکر آیا ہے وہ واقع نہیں



ہوئیں۔ اسی طرح یہ بات بھی واقع نہیں ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد ہے۔ اپنے محبوب کریم ﷺ پر قیامت کا علم چھپایا نہیں۔ وقت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تمام باتوں کا علم اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد ہے۔ اپنے محبوب کریم ﷺ کو عطا فرمادیا۔ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے بھی وقت خاص کو رکھا۔ بعض لوگ جھٹ سے کہہ دیتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کو قیامت کا علم نہیں ہے۔ یہ ایسے لوگوں کی بے خبری کی بات ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللطیف صاحب مجددی مدظلہ العالی خطیب جامعہ مسجد غوثیہ گول باغ شاد باغ لاہور نے ایک دن یہ بات بتائی کہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گھینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ انفرادی اعزاز ہے کہ قیامت کے علم کے بارے میں انہوں نے قرآنی آیات مبارکہ سے استدلال فرماتے ہوئے بتایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد ہے۔ قیامت کا علم اپنے پیارے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے نہیں چھپایا اور اس سلسلہ میں فرمایا کہ قرآنی آیات میں اکساد، یکساد کے لفظ آئے ہیں وہ باتیں وقوع پذیر نہیں ہوئیں۔ اس طرح دوسری باتیں وقوع پذیر نہیں ہوئیں ایسے ہی اس آیت کی بات بھی وقوع پذیر نہیں ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا ہے۔ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكْثَادٌ أُخْفِيْنَهَا ۚ وَ لَمْ يَكُنْ لَهَا قِيَامٌ لِّمَن يَخْتَرُ ۚ لَا تَسْأَلُهُ عَنِ السَّاعَةِ ۚ إِنَّمَا تُسْأَلُ عَنْهَا عَنِ السَّاعَةِ ۚ وَ إِنَّمَا جَاءُكَ بِهَا نَبَأٌ ۚ وَ إِنَّمَا جَاءُكَ بِهَا نَبَأٌ ۚ وَ إِنَّمَا جَاءُكَ بِهَا نَبَأٌ ۚ

شک قیامت آنے والی ہے، قریب ہے کہ ہم اسے چھپائیں۔ اس میں "اُخْفِيْنَهَا" کا جملہ غور طلب ہے۔ عربی کے عام مفہوم کے اعتبار سے اس کے معنی ہوں گے کہ میں نے اسے مخفی رکھنا چاہا تھا مگر ایسا نہ کیا۔ مگر قیامت کی آمد، علامہ صاحب حالات انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے بتا دیئے گئے تاکہ لوگ اس کی تہیاری کر لیں۔ قیامت کے وقوع کا دن، تاریخ اور مہینہ تو بتا دیا لیکن سن نہ بتایا تاکہ راز باقی فاش نہ ہو جائے۔ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے یہاں تک فرمادیا کہ ہم قیامت دولتی ہوئی انگلیوں کی طرح پڑوسی ہیں یعنی جس طرح پڑوسی کو پڑوسی کی خبر دیتی ہے ایسے ہمیں بھی قیامت کی خبر ہے۔

## ڈسکہ میں جماعت اسلامی کے میچر سے گفتگو

سیڈی مرشدی حضرت باباجی گھینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ اکثر ڈسکہ شہر تشریف لے جاتے تھے۔ ۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے ڈسکہ میں جماعت اسلامی کے ایک میچر سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ترجمہ کیا کہ "کوئی حاکم نہیں مگر اللہ"۔ آپ نے فرمایا اللہ کا مطلب تو "معبود" ہوتا ہے۔ اُس نے اپنے علم کے مطابق اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے درج ذیل آیات مبارکہ پیش کیں:-

(۱) إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ط (الانعام: ۵۷) "حکم نہیں مگر اللہ (ﷻ) کا"۔

(۲) أَلَا لَهُ الْحُكْمُ قف (الانعام: ۶۳) "سنا ہے اسی کا حکم ہے"۔

(۳) وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ ط

وَلَهُ الْحُكْمُ ..... (التقصص: ۷۰) "اور وہی اللہ (عز و جل) ہے اُس کے سوا

کوئی معبود برحق نہیں اُس کی تعریف ہے اوّل و آخر اور اسی کا حکم ہے"۔

ان آیات مبارکہ کو پیش کرنے کے بعد اُن صاحب نے یہ آیت مبارکہ پیش کی:

..... مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ ط وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝

(الکہف: ۲۶) "اُس کے سوا کوئی والی نہیں اور اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا"۔

وہ صاحب کہنے لگے چونکہ حکم صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کا ہے اس لئے

وہی حاکم ہے لہذا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ترجمہ کوئی حاکم نہیں مگر اللہ درست ہے۔ پہلے تو

آپ نے اُن صاحب کو فرمایا ان آیات مبارکہ کی سچائی میں کوئی شک نہیں لیکن ان

آیات مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ حقیقی حاکم اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق



و بسیط و بے حد ہے اور حقیقی حکم بھی اُس کا ہے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا حکم کیا جائے۔

آپ نے مذکورہ صاحب کو قرآن مجید کی دیگر آیات مبارکہ پیش فرمائی ہیں میں خالق کائنات نے خود ہی مخلوق کو ”حاکم“ فرمایا ہے اور ”حکم“ نافذ کرنے کا اللہ فرمایا۔ آپ نے مزید فرمایا اگر یہ کہا جائے کہ کوئی ”حاکم“ نہیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد تو پھر ان آیات مبارکہ سے کیا مراد ہے آپ نے آیات مبارکہ بیان فرمائیں:-

(۱) نَبِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُضُورِ کریم آقا ﷺ کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے  
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰی يُحْكُمُوْكَ فِیْمَا شِئْتُمْ  
بَيْنَهُمْ..... (النساء: ۶۵)

”تو (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کے رب کی قسم وہ ایمان دار نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں آپ (ﷺ) کو حاکم نہ بنائیں“  
(۲) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اٰهْلِہِمْ  
وَ حَكَمًا مِّنْ اٰهْلِہَا..... (النساء: ۳۵)  
”اور اگر تمہیں میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حاکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حاکم عورت والوں کی طرف سے بھیجو“

(۳) وَاِذَا حُكِمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ..... (النساء: ۵۸)  
”اور جب لوگوں کے درمیان حکم کرو (فیصلہ کرو) تو انصاف کے ساتھ حکم کرو“  
(۴) وَلَوْ طَا اَتَيْنٰہُ حُكْمًا وَعِلْمًا..... (الانبیاء: ۷۳)

”اور ہم نے لوٹ (اللہ) کو حکم (حکومت) اور علم عطا فرمایا“  
(۵) فَفَہِمْنٰہَا سُلَیْمٰنَ ؑ وَ كَلَّا اَتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا..... (الانبیاء: ۷۹)  
”ہم نے وہ معاملہ سلیمان (ﷺ) کو سمجھایا اور اُن دونوں کو حکم (حکومت)

اور علم عطا فرمایا“۔

(۶) خَیْرُ الْحَاكِمِیْنَ ۝ اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ ۝

قرآن مجید میں رَبُّ الْعَالَمِیْنَ نے پانچ آیات مبارکہ میں اپنے آپ کو خَیْرُ الْحَاكِمِیْنَ ۝ اور اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ ۝ فرمایا ہے۔

وَهُوَ خَیْرُ الْحَاكِمِیْنَ ۝ (الاعراف: ۸۷) یونس: ۱۰۹ یوسف: ۸۰  
”اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد (سب حاکموں سے بہتر حاکم ہے)۔“

وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ ۝ (ہود: ۴۵)

”اور تو سب سے بڑھ کر حاکم ہے“۔

اَلِیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ ۝ (التین: ۸)

”کیا اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد (سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے)۔“

جب آپ نے ماسٹر صاحب کو محولہ بالا آیات مبارکہ پیش فرمائیں تو رب کائنات نے اُس کی شرح صدر فرمائی۔ چنانچہ اُس نے تسلیم کیا کہ ”اللہ“ کا ترجمہ ”حاکم“ درست نہیں۔ ”اللہ“ کا ترجمہ ”معبود“ ہی صحیح ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حاکموں کا حاکم تو ہے۔ لیکن معبودوں کا معبود نہیں۔ اس لئے کہ معبود برحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام ہے ”اللہ“ جل جلالہ۔

حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا غور و فکر کیا آخر بعض لوگ ”اللہ“ کا ترجمہ ”حاکم“ کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کے مختلف تراجم دیکھے تو پتا چلا کہ شاہ عبدالقادر اور محمود الحسن دیوبندی نے قرآن مجید کی ۲۱ آیات مبارکہ میں ”اللہ“ کا ترجمہ ”حاکم“ کیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔



## الہ کا ترجمہ حاکم

نمبر شمار	سپارہ	سورت	آیت نمبر	عربی الفاظ
۱	۱۲	ہود	۱۴	لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
۲	۱۲	ہود	۵۰	مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ
۳	۱۲	ہود	۶۱	مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ
۴	۱۵	بنی اسرائیل	۳۲	لَوْ كَانَ مَعَهُ إِلَهٌ
۵	۱۷	الانبیاء	۲۲	لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
۶	۱۷	الانبیاء	۸۷	لَوْ كَانَ فِيهِمَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا
۷	۱۸	المؤمنون	۲۳	مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ
۸	۱۸	المؤمنون	۳۲	مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ
۹	۱۸	المؤمنون	۹۱	وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ
۱۰	۱۸	المؤمنون	۱۱۶	لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
۱۱	۱۸	المؤمنون	۱۱۷	وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
۱۲	۱۸	الفرقان	۳	وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ
۱۳	۲۰	القصص	۸۸	وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

۱۴	۲۲	فاطر	۳	لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
۱۵	۲۳	یٰسین	۷۴	مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةٌ
۱۶	۲۳	الصافات	۸۶	أَفْئُكَا إِلَهَةٌ دُونِ اللَّهِ
۱۷	۲۳	ص	۶۵	وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ
۱۸	۲۴	حکم السجدہ	۶	أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ
۱۹	۲۵	الزخرف	۴۵	أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ
۲۰	۲۵	الحاشیہ	۲۳	أَقْرَأَ يَتَ مِنْ اتَّخَذَ إِلَهًا هُوَ
۲۱	۲۷	الطور	۴۳	أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ

جب سکول میچرز اور دین سے بے خبر طلباء ایسے تراجم پڑھیں گے تو انہوں نے "الہ" کا ترجمہ "حاکم" ہی کرنا ہے۔ یہ تو اللہ والوں کا کام ہے کہ وہ دیانت داری سے لوگوں کی صحیح راہنمائی کرتے ہیں۔ ایسے اللہ والوں کی فہرست میں حضور قبلہ بابا جی گکینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام نور کی طرح روشن ہے۔

## رباعی

بھٹکھی قوم رجاؤں لئی نبی یوسف رخ اتوں نقاب سرکا چھڈیا  
صدقے جاواں محمد رسول ﷺ اتوں کائنات نوں جنہیں رجا چھڈیا  
لکھ پئی ہنھیرے چوں سوئی جس دم کملی ﷺ والے تہنم فرما چھڈیا  
لشکر ہو یا بیا ساتے انگلیاں چوں یوسف سوہنے نے چشمہ چلا چھڈیا



## وصال سے تین ماہ پہلے

وصال سے تین ماہ پہلے کی بات ہے کہ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی کو حضرت قلم بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہ کی تفسیر کا خاکہ ارشاد فرمایا اور ہم فرمایا اس کو لکھ کر لاؤ۔ بندہ ناچیز نے آپ ہی کے فیض کرم سے پورے مضمون کو ترتیب دیا۔ وصال سے دو ماہ قبل یعنی اکتوبر ۱۹۸۹ء کو بندہ نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور پورا مضمون سنایا۔ آپ نے اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہ پر لکھے گئے تفسیری مضمون کو سنا اور شاہاش دی اور پنجابی میں فرمانے لگے۔ ”پڑ منیر میری گل تیرے دل و دلی آگئی اے، انشاء اللہ بن سب کچھ باہر آ جاوے گا۔“

آپ کی دنیوی زندگی میں ہی ”تفسیر یوسفی“ کا خاکہ تیار ہو چکا تھا۔ مذکورہ حصہ کو ”سیدھا راستہ“ میں شائع کیا گیا۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہ قلم بابا جی نے ”بے شک زمین اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ) کے لئے ہے۔“ (یعنی رب کائنات جل جلالہ کی ملک ہے)

ارشاد خداوندی ہے: قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُولُوْنَ لِلّٰہ ۝ ..... ۲

”اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) فرمادیجئے، کس کے لئے ہے، (یعنی کس کی ملک ہے) زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو۔ سب کہیں گے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے ہے۔“

یعنی زمین حقیقی طور پر اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے

حد) کے لئے ہے۔ وہ مالک حقیقی ہے۔ چند مقامات پر اَرْضُ اللہ بھی فرمایا گیا ہے۔ (۱) وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ اُن سے فرشتے کہتے ہیں تم کا ہے میں تھے؟ کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے۔ اُن سے فرشتے قَالُوا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضَ اللّٰہِ وَاِسْعٰۃً فَتُهَاجِرُوْا فِيْہَا ط س۔ کہتے ہیں کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اُس میں ہجرت کرتے۔“

حضرت صالح (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو ارشاد فرمایا: اے میری قوم اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

(۲) قَدْ جَاءَ تٰكْمُ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ ط هٰذِہٖ نَاقَةُ اللّٰہِ لَكُمْ اٰیۃٌ فَلذَرُوْہَا تَاْكُلْ فِیْ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمْسُوْہَا بِسُوْءٍ فَيَاْخُذْكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ ۴

”بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی روشن دلیل آئی۔ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی اوتنی ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ جس کی (پاداش میں) تمہیں دردناک عذاب آئے۔“

اسی طرح سورت ہود شریف کی آیت نمبر ۶۳ میں۔ سورۃ الزمر شریف کی آیت نمبر ۱ میں بھی ہے: وَاَرْضَ اللّٰہِ وَاِسْعٰۃً ط

”اور اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی زمین وسیع ہے۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضَیْ وَاِسْعٰۃً فَاٰیٰتِیْ فَاَعْبُدُوْنَ ۝ ۵ اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو بے شک میری زمین



وسیع ہے تو میری بندگی کرو۔

مذکورہ بالا آیات مبارکہ میں یہ بات واضح فرمائی گئی ہے کہ زمین حقیقی طور پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) واجب الوجود و بسیط و بے حد کے لئے ہے (اُسی کی ملک ہے)۔ لیکن رب کائنات مخلوق میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنادے، غالب فرمائے، مالک بنائے، جس کی طرف چاہے نسبت مجاز بیان فرمائے۔

ارشاد خداوندی عز وجل ہے:

(۱) ..... إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ ۖ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ.....

”بے شک زمین اللہ (تبارک وتعالیٰ) واجب الوجود و بسیط و بے حد کے لئے ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس زمین کا وارث بنادے۔“

(۲) وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا.....

”اور ہم نے اس قوم کو جو دہالی گئی تھی اُس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی۔“

(۳) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝

”اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔“

(۴) أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرْتُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصْبَنَهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ.....

”اور کیا وہ جو زمین کے مالکوں کے بعد اس کے وارث ہوئے انہیں اپنی ہدایت نہ ملی کہ ہم چاہیں تو انہیں اُن کے گناہوں پر آفت پہنچائیں۔“

۵۔ احکامات: ۵۶۔ ۶۔ الاعراف: ۱۲۸۔ ۷۔ الاعراف: ۱۳۷۔ ۸۔ الانبیاء: ۵۵۔ ۹۔ الاعراف: ۱۰۰

(۵) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ

نَبَوًّا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۚ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ۝

”اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ (تبارک وتعالیٰ) واجب الوجود و بسیط و بے حد کو ہیں وہ ذات جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں تو کیا ہی اچھا ثواب ہے عمل کرنے والوں کا۔“ مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ رب کائنات کے بندے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و بسیط و بے حد کی عطا سے دنیا و آخرت کی زمین کے وارث اور مالک ہیں اور دنیا و آخرت کی زمین اُن کے لئے ہے۔

قرآن مجید میں (حقیقی) مالک ارض و سماء نے زمین پر مجازی غلبہ بھی لوگوں کو عطا فرمایا جس کا ذکر ذیل میں لکھی ہوئی آیات مبارکہ میں ہو رہا ہے۔

(۱) أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّهِمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ يُمْكِنْ لَكُمْ.....

”کہا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں انہیں ہم نے زمین میں جما دیا (غالب فرمایا) جو تم کو نہ دیا۔“

(۲) وَلَقَدْ مَكَّنَّكُمْ فِي الْأَرْضِ ۚ

”اور بے شک ہم نے ضرور تمہیں زمین میں جما دیا (غلبہ عطا فرمایا)۔“

(۳) سورة يوسف میں ارشاد خداوندی ہے:

”اور مصر کے جس شخص نے اُسے (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام) کو خریدا وہ اپنی عورت سے بولا۔ انہیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں“ پھر فرمایا: وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۚ

”اور اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو اس زمین (یعنی مصر کی زمین) پر جما دیا۔ (غلبہ و قبضہ دیا)۔“

۱۰۔ الزمر: ۷۳۔ ۱۱۔ الانعام: ۶۰۔ ۱۲۔ الاعراف: ۱۰۰۔ ۱۳۔ یوسف: ۲۱۔



(۴) سورۃ یوسف کے دوسرے مقام پر مطلق حقیقی مالک ارض و سما نے ارشاد فرمایا ہے:- قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ ؕ اِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْهَا (حضرت یوسف علیہ السلام نے) فرمایا: مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔ پھر رب حقیقی نے ارشاد فرمایا: وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ؕ يَتَّبِعُونَ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۖ ..... ۱۵  
”اور یوں ہی ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو اس زمین پر قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے۔“

یہ عطائی اور مجازی ملکیت حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ہے۔

(۵) سورۃ الکہف میں حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و بسیط و بے حد نے ارشاد فرمایا ہے:  
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ؕ اِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۚ ۱۶  
”اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ (علیہ السلام) فرمائیں میں تمہیں اس کا مذکورہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ بے شک ہم نے اُسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔“  
اہل ایمان کو زمین پر قدرت بخشی اور نظام حکومت کے قیام کے سلسلہ میں اصلاحات اور انقلابی اقدامات کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(۶) الَّذِينَ اِنْ مَكَّنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ ۱۷  
”وہ لوگ کہ اگر ان کو زمین پر قابو دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور بُرائی سے روکیں اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے لئے سب کاموں کا انجام ہے۔“ یعنی اُن مومن نمازیوں کی مدد ان ۱۷ یوسف: ۵۵-۵۶ یوسف: ۵۶-۱۷ الکہف: ۸۳-۸۴ عجلہ الحج: ۳۱۔

لوگوں کا ذمہ ہے جو سلطنت پاکر زمین پر قابو پانے کے بعد شہوات میں مشغول نہیں ہوتے بلکہ سلطنت کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی زمین کو جس پر انہیں قدرت بخشی گئی ہے۔ مجبور و برحق کی عبادت سے بھر دیتے ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں اور لوگوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے وہ سوچیں کہ انہوں نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد دین کی کیا خدمات انجام دی ہیں؟۔

حضرت موسیٰ اکیم اللہ علیہ السلام کی قوم کے لئے ارشاد فرمایا:

(۷) وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ ۖ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۚ وَنُتِمِّجَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ رِزْقًا وَقَرْنًا يَحْمِلُونَ وَالْأَنْفُسُ هُمَ الْأَنْفُسُ ۚ مَا كَانُوا يَتَخَذُونَ ۱۸  
”اور ہم چاہتے تھے کہ اُن کمزوروں پر احسان فرمائیں اور اُن کو پیشوا بنائیں اور اُن کے ملک و مال کا انہیں وارث بنائیں۔ اور انہیں زمین پر قبضہ دیں اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو وہی دکھادیں جس کا انہیں اُن کی طرف سے خطرہ ہے۔“  
محولہ بالا آیات مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے اپنی زمین پر مخلوق کے عطائی قبضہ و کنٹرول اور قدرت کا ذکر ہے۔ اب سب مجازی وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں زمین پر مخلوق کی خلافت و نیابت کا ذکر آتا ہے۔ مالک حقیقی تو خالق کائنات ہی ہے مگر زمین پر خلافت کے فرائض انجام دینے کے لئے زمین کو مخلوق کے عوالے کر دیا۔

آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ مالک ارض و سما نے فرشتوں کو ارشاد فرمایا:

(۱) اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ ۱۹  
”میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔“

(۲) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ ۲۰

القصص: ۵-۶-۱۹ البقرہ: ۳۰-۳۱ الانعام: ۱۶۶۔



سورة فاطر میں فرمایا خَلِّيفَ فِي الْأَرْضِ ۲۱

”اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب کیا۔“

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے عرض کیا:

قَالُوا أَوْذَيْنَا مِنْ قَبْلُ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ  
عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ  
فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۲۲۰

”بولے ہم ستائے گئے ہیں آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے تھک جانے کے بعد۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا۔ قریب ہے کہ تمہارا رب دشمن کو ہلاک کرے اور اُس کی جگہ زمین کا تمہیں وارث بنائے۔ پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو۔“  
اس آیت کریمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عطائی یا مجازی علم غیب کا اظہار بھی ہے۔ اور مخلوق کو زمین کا وارث بنانے کا بھی ذکر ہے۔

سورة یونس شریف میں ارشاد خداوندی ہے۔

”اور بے شک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں۔ جب وہ حد بڑھے اور اُن کے رسول اُن کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے اور وہ ایسے تھے جیسا کہ ایمان لاتے۔ ہم یوں ہی مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں۔“

(۴) ثُمَّ جَعَلْنَكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۲۳۰

”پھر ہم نے اُن کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو؟“

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(۵) يٰدَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ۲۳۱ ..... ۲۳۲ اے داؤد (علیہ السلام) ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں

۲۳۱ فاطر ۳۹-۲۲۲ اعراف ۱۲۹-۲۳۲ یونس ۱۳۰-۲۳۱ ص ۲۲۱۔

میں سچا حکم کر۔“

سورة النور میں مطلقاً واضح فرمادیا۔

(۶) وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ ..... ۲۵

”اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد (نے) وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی اُن سے پہلوں کو عطا فرمائی۔“

محولہ بالا آیات مبارکہ میں خالق کائنات عز و جل نے اپنے بندوں کو زمین کی خلافت یا نیابت عطا فرمانے کا ذکر فرمایا ہے۔ دوسرے معنوں میں زمین اُن کی ہے جن کی خلافت یا نیابت ہے اور یہ مجازی معنوں میں ہے۔

اب مزید چند آیات پیش کی جا رہی ہیں جس میں رب ذوالجلال نے اپنے کلام میں مخلوق کی طرف زمین کے بارے میں نسبت مجاز کو بیان فرمایا ہے۔

(۱) وَأَوْزَنَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّهُمْ تَطْوَاهَا ۖ ..... ۲۶

”اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائی اُن کی زمین اور اُن کے مکان اور اُن کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا۔“

سورة الاعراف میں ارشاد درباری ہے۔

”پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے اُن نشانیوں کا انکار کر کے اُن پر زیادتی کی۔ فرعون نے کہا اگر تم نشانی لے کر آئے ہو تو لاؤ اگر سچے ہو تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا عصا ڈال دیا فوراً ایک اڑدہا (کی صورت میں) ظاہر ہوا۔ (پھر) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا۔ فرعون کی قوم کے سردار بولے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے۔“

۲۵ النور: ۵۵-۲۶ الاحزاب: ۲۵۔



...يُرِيدُ أَنْ يُنْخِرَ جُحُومَ مَنْ أَرْضَكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝  
”تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے۔“

سورۃ طہ میں فرمایا:

قَالَ أَجِئْتَنَا لِنُنْخِرَ جَنَّا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَى ۝  
”بولو کیا تم ہمارے پاس اس لئے آتے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکالو۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

قَالُوا إِنَّ هَٰذِهِ لَسِحْرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ يُنْخِرَ جُحُومَ مَنْ أَرْضَكُمْ  
بِسِحْرِهِمَا ۝ ۲۹

”بولے بے شک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں۔“

سورۃ الشعراء میں بھی اسی طرح کا ذکر ہے۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حارث بن عثمان نوفل بن عبد مناف نے عرض کیا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کا دین سچا ہے لیکن ہمیں فطرو ہے کہ اگر ہم ایمان لے آئیں تو

وَقَالُوا إِن نَّبِيعَ الْهَدَىٰ مَعَكَ نُنْخَطِفُ مِنْ أَرْضِنَا ۝  
”اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہماری زمین سے ہمیں اچک لے جائیں گے۔“

مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔ رب العالمین زمین کا حقیقی مالک ہے۔ یعنی حقیقی معنوں میں زمین اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے ہے اور مجازی معنوں میں زمین مخلوق کے لئے ہے یہ شرک نہیں۔ بلکہ عطاء ربی اور مجازاً ہے۔ جو چیزیں اللہ رب العزت کے لئے حقیقی اور ذاتی

یعنی الاعراف: ۱۱۰۔ ۵۸ طہ: ۵۷۔ ۶۹ طہ: ۶۳۔ ۵۸ القصص: ۵۷۔

معنوں میں بیان ہوئی ہیں۔ اگر وہی چیزیں مخلوق کے لئے ہوں تو وہ عطائی اور مجازی معنوں میں ہوتی ہیں۔ اس کو شرک کہنا کم علمی اور نا فہمی کی دلیل ہے۔ عطا کو شرک کہنے والوں میں ابن تیمیہ صاحب (فتاویٰ) اور محمد اسماعیل دہلوی (تقویۃ الایمان) میں سر فہرست ہیں۔

ارض کا حقیقی اطلاق اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) کے لئے اور مجازی اطلاق مخلوق کے لئے بیان کیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ کے محبوب بندے تو بڑی بات ہے عام بندے گنہگار بندے بلکہ رب کائنات کے نہ ماننے والے بھی قطعہ زمین کے مجازی مالک ہوتے ہیں جیسا کہ پچھلے صفحات میں قرآن مجید کی چند آیات مبارکہ سے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن محبوبان خدا کی مجازی ملکیت کی شان صرف یہی نہیں کہ وہ صرف خود ہی مالک ہوتے ہیں بلکہ عطاء رب ذوالجلال والا کرام سے، اگر وہ چاہیں تو دوسروں کو بھی عطا فرمادیتے ہیں جیسا کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”اسرار رموز“ ۳۱ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی المعروف بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مرید و پیش دست کو جو آپ کی محبت کے جام سے سرشار تھا، بازار بھیجا۔ اُس شہر کا گورنر گھوڑے پر سوار آ رہا تھا۔ اُس کا غلام اور چوب دار اُس کے ساتھ تھا۔ چوب دار نے اُس فقیر کو آواز دی کہ گورنر کے لئے راستہ مت روکو، راستہ سے ہٹ جاؤ۔ وہ درویش اپنے خیالات کی دنیا میں مستغرق مخلوق سے بے نیاز دیوانہ وار چلا جا رہا تھا۔ چوب دار جو کہ تکبر کے جام سے مست تھا، اُس نے درویش کے سر پر ڈنکا مار دیا۔

فقیر آزرده، ناخوش، افسردہ اور شکستہ دل، گورنر کے راستے سے ہٹ گیا اور حضرت بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اَشکبار آنکھوں سے فریاد کی، فقیر کی شکستہ حالی بجلی بن کر گری۔ آپ نے اپنے منشی سے فرمایا کہ فقیر (بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ) کی طرف سے بادشاہ کو لکھو کہ:

۱۔ کمیات اقبال ص ۲۶ چھاپہ شیخ غلام علی پند سنز۔



بندہ ام را عامل بر سر زده است  
”میرے غلام کے سر پر تیرے عامل نے مارا ہے اور متاع جان پر چنگاری  
پھینکی ہے۔“

باز گیر ایں عامل بد گوہرے  
ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے  
”اس بد گوہر عامل کو معزول کرو ورنہ تمہارا ملک دوسرے آدمی کو  
بخش دوں گا۔“

”ارض“ (یعنی زمین) کے بارے میں کتابوں میں ایک بڑی عجیب  
بحث موجود ہے جس میں بعض لوگوں نے ایک قول کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کی  
اقوال بغیر صحیح سند اور حوالہ کے نقل کئے ہیں۔ ایک مولوی صاحب نے تو پورا ایک  
رسالہ اس قول کو درست ثابت کرنے کے لئے لکھ دیا۔

وہ قول کیا ہے اور کس کا ہے اور کس آیت مبارک کے تحت بیان کیا گیا ہے  
اُس کی تفصیل اس طرح ہے۔  
آیت قرآنی ہے:-

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۚ ط  
”اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد) وہ ذات ہے  
جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں۔“

”تفہیم القرآن“ میں وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ کا ترجمہ کیا گیا ہے ط  
”اور زمین کی قسم سے بھی اُنہی کی مانند“ پھر اُس پر حاشیہ نمبر ۲۳ کے تحت اسی  
صفحہ پر لکھا ہے۔

”اُنہی کی مانند کا مطلب یہ نہیں کہ جتنے آسمان بنائے اتنی ہی زمینیں ہیں

۳۲ کلیات اقبال ص ۲۶ چھاپہ شیخ غلام علی ایڈسنٹر لاہور۔ ۳۳ اطلاق ۱۴۰۔ ۳۴ تفہیم القرآن  
جلد ۵ ص ۵۸۱۔

ہائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے متعدد آسمان اُس نے بنائے ہیں ویسی ہی متعدد  
زمینیں بھی بنائی ہیں۔“

یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ مودودی صاحب کا یہ قول نص قطعی  
کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں صاف اور واضح طور پر لفظ ”سَبْعَ“ آتا ہے۔ جس  
سے نہ تو کوئی ذی فہم انکار کر سکتا ہے اور نہ سَبْعَ کے معنی ”متعدد“ کر سکتا ہے۔ مولوی  
قاسم نانوتوی صاحب نے بھی لکھا ہے ”بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر  
نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار  
میں کچھ وقعت نہ ہوگی نہ کسی آیت سے تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ ہا اثر معلوم  
اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں۔“ ۳۵

قاسم نانوتوی صاحب کا یہ قول مودودی صاحب کی طرح آیت قرآنی کی نفی  
کرتا ہے اور حدیث صحیح کے خلاف ہے۔

صحیح بخاری کتاب المظالم کے باب اِفْئَمَ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ  
میں ہے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا  
طَوَّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ ۳۶

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی زمین  
میں سے کچھ زمین بطریق ظلم چھین لی تو اُس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

اسی طرح حضرت محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ  
نے اُن کو خبر دی کہ اُن کے اور لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا تھا اور اُم المؤمنین حضرت  
سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ زمین سے بچو! کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ

۳۵ تحذیر الناس ص ۲۳ چھاپہ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱۔ ۳۶ بخاری  
جلد ۱ ص ۳۳۲۔



ظَلَمَ قَيْنًا شَبْرًا مِنَ الْأَرْضِ طَوْفَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ ۳۷  
 ”جس نے باشت برابر زمین میں سے ظلم سے لی اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسْفٌ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ ۳۸  
 ”جس نے کسی کی زمین ناحق قبضہ میں کر لی اس کو قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا یا جائے گا۔“

آیت مبارک اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں۔ بعض لوگوں نے زعم کیا کہ زمین فقط ایک ہے اور سات سے مراد زمین کے سات اقسام ہیں۔ ابن کثیر نے اس کا رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے بے فائدہ بھاگ دوڑ کی ہے اور اختلاف بے جا میں پھنس گئے ہیں اور بلا دلیل قرآن مجید و حدیث مبارکہ کا صریح خلاف کیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ جب کسی قریہ میں داخل ہونا چاہتے تو اُس کو دیکھتے وقت فرماتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْأَرْضِ سَبْعٍ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَضْلَلْنَ اِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَنْ فِيْهَا ۳۹

۳۷ بخاری جلد ۳ ص ۳۳۲، روح البیان جلد ۴ ص ۴۳۱-۳۸ بخاری جلد ۳ ص ۳۳۲، مسلم جلد ۲ ص ۴۲، جامع صغیر جلد ۳ ص ۱۶۱، روح البیان جلد ۴ ص ۴۳۲، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۶۱، عمدة القاری جلد ۶ ص ۱۲۶، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۰-۲۹-۳۹ روح البیان جلد ۴ ص ۵۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۳۶، قرطبی جلد ۴ ص ۸۷ حدیث نمبر ۱۷۵۔

حضرت ابن جرجان علیہ الرحمہ نے ”اسماء حسنیٰ“ کی شرح میں نام پاک ”الملک“ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ ہی کو خوب معلوم ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ اس زمین کے نیچے ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ بعد اس ہوا کے کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور رسول اللہ ﷺ ہی کو خوب معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد ایک زمین دیگر ہے۔ اس طرح بعد زمین دوم کے ہوا پھر زمین سوم۔ اس طرح آپ نے سات زمینیں بیان فرمائیں۔

اسی بحث کے ضمن میں حضرت امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی (۲۵۸-۳۸۳ء) نے ”کتاب الاسماء والصفات“ صفحہ ۲۸۰ میں روایت کیا ہے بطریق عطا بن السائب عن ابی النضر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت مذکورہ کی تفسیر میں (سَبْعِ أَرْضِينَ) کہ ”سات زمینیں ہیں“۔ (فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنِيَّتُكُمْ وَادَمُ كَادَمُ وَنُوحٌ كَنُوحٌ وَابْرَاهِيْمُ كَابْرَاهِيْمُ وَعِيسَى كَعِيسَى) ہر زمین میں ایک نبی تمہارے نبی ﷺ کے مانند ہے اور ایک آدم مانند تمہارے آدم کے اور نوح مانند نوح کے ابراہیم مانند ابراہیم کے اور عیسیٰ مانند عیسیٰ کے ہے۔

پھر حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس کی اسناد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک صحیح ہے۔

لیکن بالکلیہ شاذ ہے ۴۰ میں نہیں جانتا کہ کسی راوی نے ابوالنضر کی متابعت کی ہو۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کوئی شاگرد اس کو روایت نہیں کرتا سوائے ابوالنضر کے اگرچہ ابوالنضر ثقہ ہیں۔ حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ ۴۰ اگر ثقہ راوی کسی ایسے راوی کے خلاف روایت کرے جو اس سے ارجح اور زیادہ ثقہ ہے تو ایسی حدیث شریف کو شاذ کہیں گے۔



تعالیٰ نے یہاں فقط راویوں کے ثقہ ہونے کا نام صحیح کہا۔ حالانکہ معروف صحیح میں شرط ہے کہ شاذ نہ ہو۔

علامہ السید محمود آلوسی بغدادی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے لیکن شاذ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کسی نے ابوالضیٰ کی متابعت کی ہو۔ ۴۱

تفہیم القرآن میں مودودی صاحب نے علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حوالہ دیا ہے کہ ”وہ اپنی تفسیر میں اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کو صحیح ماننے میں نہ عقلاً کوئی چیز مانع ہے اور نہ شرعاً۔“ لیکن اس سے پہلے والی عبارت کو چھوڑ دیا ہے اس کے لکھنے میں خیانت کی ہے۔ ۴۲ اور اس کو ابوحیان نے ”بحر المحیط“ میں اصرار سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور واقعی کذاب کی روایات میں سے ہے۔ ۴۳

”تفہیم القرآن“ ۴۴ میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ”مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک مخلوق ہے جو ایک اصل کی طرف اسی طرح راجع ہوئی ہے جس طرح بنی آدم ہماری زمین میں (حضرت) آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہوتے ہیں اور ہر زمین پر ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اپنے ہاں دوسروں کی نسبت اسی طرح ممتاز ہیں جس طرح ہمارے ہاں (حضرت) نوح علیہ السلام ممتاز ہیں۔“ ۴۵ (من وعن)

اس سے پہلے تفسیر روح المعانی میں یہ عبارت بھی لکھی ہے کہ ہر زمین میں اللہ (عز وجل) کی مخلوق ہے جس کی حقیقت اللہ (عز وجل) جانتا ہے اور یہ قول جمہور

۴۱ روح المعانی جلد ۱۴ جز ۲ ص ۱۴۳، علامہ آلوسی کی روح المعانی دلیل نہیں ہے۔ ۴۲ تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۵۸۲۔ ۴۳ بحر المحیط جلد ۸ ص ۲۸۷۔ ۴۴ تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۵۸۲۔ ۴۵ تفسیر روح البیان جلد ۱۴ جز ۲ ص ۱۴۳۔ ۴۶ یہ تاویل ہے جو اپنے ذہن کے مطابق کی گئی ہے یہ قول علامہ آلوسی ہے اور تاکید مودودی صاحب ہے۔

ہے۔ ۴۶ (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا قول ہے کہ وہ یا ملائکہ ہیں یا جنات۔

ابن کثیر نے کہا ہے کہ ایسے اقوال جب تک پیغمبر معصوم علیہ السلام کی جانب منسوب نہ ہوں اُس وقت تک کوئی جس کا قول ہوگا قول قبول نہ ہوگا۔ بلکہ اُسی کو پھیر دیا جائے گا۔ اور واضح ہو کہ اسناد صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ اسناد بھی صحیح ہوتی ہیں اور متن میں ایسی علت ہوتی ہے جو اُس کی صحت کے مانع ہے۔ یہ قسطلانی کا قول ہے۔ ۴۷

”تحدیر الناس“ میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے نبی کسبکم کی تشریح کرتے ہوئے اپنا قول پیش کیا ہے۔ (یعنی سات زمینیں اور ہر زمین میں نبی ہے تمہارے نبی کی مثل) ”کہ در صورت تسلیم اراضی دیگر بطور معلوم بشہادت جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے ہی نبی پاک کی جلوہ گری ہوگی۔ اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے درپوزہ گر ہوں گے۔ اور اب جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے در صورت انکار اراضی ماتحت وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی صفحہ ۴۱ پر قول نانوتوی صاحب ہے۔ ”ہر زمین میں اُس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول علیہ السلام اُن سب کے خاتم۔ آپ کو اُن کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہان اقلیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ جیسے ہر اقلیم کی حکومت اُس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اُسے بادشاہ کہا۔ آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہو۔ ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اُس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے ہر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع۔ ۴۸

۴۶ روح المعانی جلد ۱۴ جز ۲ ص ۱۴۳۔ ۴۷ مواہب الرحمن جلد ۸ ص ۲۷۱۔ ۴۸ تحدیر الناس ص ۳۹ (من وعن) چھاپہ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱۔



یہ بھی قول مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا ہے۔ جس کی کوئی سند نہیں۔ قیاس اور یہ تاویل قائم کرنے کے لئے خواہ مخواہ وقت کو ضائع کیا گیا ہے اور اُنہی مسلمہ کو انتشار کا شکار کیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں ”جیسے بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی کہ بادشاہان اقلیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی ساقطہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔

بقول مولوی نانوتوی صاحب ”کسی صاحب کو یہ دوسوہ حیران کرے کہ اگر اور چھ زمینوں کے بطور معلوم ہونے میں حضرت خاتم النبیین (صلعم) کی فضیلت کو یہ افزائش ہے تو اور چھ خداؤں کے تسلیم کرنے میں مثلاً اس طور پر خدا کی خدائی کو بقدر معلوم افزائش ہوگی (من وعن)۔ سو ہر چند یہ شبہ انہیں لوگوں کو ہو تو ہو جو رسول اللہ ﷺ کو خدا کے برابر اور آپ کی نبوت کو خدا کی خدائی کے برابر سمجھتے ہیں۔ یعنی اُس کی تعدد اور اُس کی وحدت سے اُس کی وحدت پر ایمان لانے کو تیار ہوتے ہیں، سو ایسے لوگوں سے ہمارا کلام بھی نہیں۔ ہم تو کس شمار میں ہیں وہ تو خدا کو بھی نہیں مانتے ۴۸۔“

یہ من گھڑت مفروضہ اور گمان بلکہ بہتان ”تفہیم القرآن“ کے اُس مفروضے اور بہتان سے بالکل مطابقت اور مماثلت رکھتا ہے کہ مثلاً بعض لوگ جو نبی کی بشریت کے منکر ہیں آیت مبارکہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں اِنَّمَا کو اِنّ مانا پڑھتے ہیں اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ”کہ اے نبی اکہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں میں بشر تم جیسا۔“

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک نہ برابر اور نہ ضد وند۔ لیکن جس طرح کوئی اور خدا نہیں اسی طرح اور کوئی خاتم الانبیاء نہیں اور نہ ہی مختلف خاتمین ہیں۔ بالفرض اگر اور خاتمین ہوں تو پھر حضور خاتم خاتمین ٹھہرے حالانکہ

ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں ہمارے آقا ﷺ کے سوا کوئی خاتم نہیں۔

تخذیر الناس میں ہے۔ ”عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کا مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ ختم نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں اس زمین یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس صف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اُس کا سلسلہ بہر طور پر آپ پر ختم ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو کہ عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے۔ جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو گیا تو پھر سلسلہ عمل و علم کیا ہے؟ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ۴۹۔“

اس بات کو مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے تقویۃ الایمان میں اس انداز میں لکھا ہے کہ ”اُس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کُن سے کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔“

حضور ﷺ کے برابر پیدا کرنا محال ہے، ناممکن ہے کیونکہ سچا رب سچی کتاب میں فرما چکا ہے۔ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط۔

اَب آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہوگا۔ اور جو کوئی دعویٰ نبوت کرے یا کہے کہ نبی ہو سکتا ہے اُس کے کافر اور مرؤدہ ہونے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں۔ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ نے بھی صاحب بحر المحيط اور دیگر علماء مفسرین کی طرح اس حدیث نبوی کنبکم کو موضوع کہا ہے۔ موضوعات کبیر میں حدیث مذکورہ (فِی کُلِّ اَرْضٍ نَبِیٌّ کُنِیْکُمْ وَاَدَمُ وَنُوحٌ کُنُوْجٌ وَاِبْرٰهٖمَ کَاِبْرٰهٖمَ وَعِیْسٰی کَحِیْسٰی) کو موضوع کہتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر یہ حدیث ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہی کی روایت ہے تب بھی اسرائیلیات میں سے ۴۹ عبارت تختہ برائے الناس ص ۴۹ من وعن۔



ہے۔ اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہدایہ میں کہا کہ بر تقدیر صحت نقل کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس قول کو بنی اسرائیل وغیرہ سے لیا ہے۔ ”مقاصد حسنہ“ میں بھی ایسا ہی جواب دیا ہے۔ اور تفسیر روح البیان میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

حاصل یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو قول روایت کیا گیا ہے اگر وہ صحیح ہو تو بھی اس کی تاویل لازم ہے بلکہ پہلے تو یہ کہا جائے گا کہ یہ فقط حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذاتی قول ہے دوم یہ کہ شاذ ہے اور بر تقدیر صحت وہ اُمت پر حجت نہیں ہوتا یہی خلاصہ طبعی میں اور نووی کی شرح مسلم میں مذکور ہے۔

اور علامہ خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں اور ہر زمین میں اُس کی مخلوق ہے جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی جانتا ہے اور نیشاپوری نے لکھا ہے کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش، اُن کی شکل و ناموں کے بیان میں ایک فصل طویل لکھی ہے ہم نے اُس کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے کہ ایسی روایات مبارکہ کا کچھ اعتناء نہیں ہو سکتا۔ (انتہی) اور کعب احبار و وہب یمانی وغیرہ سے اس کے بارے میں جو روایات مبارکہ آئی ہیں وہ انہوں نے بنی اسرائیل کی کتابوں سے بیان کی ہیں۔ اُن پر کچھ اعتناء نہیں ہے۔

اس حدیث شریف کو حافظ ابن کثیر نے اپنی سند سے اور ابن مردودہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے اور اس سے بھی قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ساقط ہوتا ہے۔

☆☆☆

☆☆

☆



قطب جلی، پیر طریقت، رہبر شریعت، نیر اوج شرافت، مصر محبت،  
زبدۃ العارفین، پیکر صدق و صفا، عاشق مصطفیٰ، فتانی المصطفیٰ، پروانہ  
توحید و رسالت، امین علم لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی، قدس سرہ العزیز

کے

”واقعات“

اور

”کرامات“



### ۳۹ گ۔ ب نزدستیانہ کے لوگ صحیح العقیدہ سنی کیسے ہوئے؟

ایک مرتبہ حضرت قبلہ بابا جی تگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۳۹ گ۔ ب نزدستیانہ میں گیارہویں شریف کی محفل میں ”چالیسواں“ اور ”ایصالِ ثواب“ کے موضوع پر ایک خوبصورت تقریر فرمائی جس سے غیر مقلدین صحیح العقیدہ سنی ہو گئے۔ دورانِ تقریر آپ نے فرمایا کہ ”ایک ہے فرض اور ایک ہے نفل“۔ فرض کی پابندی اور ادائیگی ہر ایک کو کرنی ہے جبکہ نفل کی ادائیگی فرض کی طرح نہیں، جو ادا کرے گا اُسے ثواب ہوگا بلکہ جو باقاعدگی سے نوافل ادا کرے گا اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا قرب بھی حاصل ہوگا اور جو ادا نہیں کرے گا اُس پر کوئی فتویٰ نہیں۔ ہاں البتہ نیکی اور ثواب سے محروم رہے گا۔ نفل نہ پڑھنا اگرچہ سودمند نہیں مگر نفل ادا کرنے والے پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانا جائز ہے۔ نفل ادا نہ کرنا گھائے کا سودا ہے۔ نفل بھی ایک نیکی ہے اور نیکی سے روکنے والا شیطان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقَعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ۝ (المائدہ: ۹۱) ”شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان بغض اور دشمنی ڈال دے، شراب اور جوئے کے سبب اور تمہیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی یاد اور نماز سے روکے، تو کیا تم باز آئے۔“

آپ نے قرآن مجید و احادیث مبارکہ کے حوالہ جات سے دلپذیر اور مدلل خطاب فرمایا۔ جلسہ کے سامعین میں غیر مقلدین بھی حاضر تھے۔ آپ نے ”گیارہویں شریف“ اور ”چالیسواں“ کے بارے میں فرمایا کہ یہ نفل عبادات ہیں، جن کا مقصد بزرگانِ دین کے حالات بیان کرنا اور ثواب پہنچانا ہے۔ نفل عبادات سے اللہ تبارک

و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے کسی مسلمان کو منع نہیں کیا۔ آپ نے نوافل کے فوائد بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج کے نفل کل قیامت کے دن فرضوں کی جگہ گئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث شریف بھی سنائی جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا تو ہمارا پروردگار فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ دیکھو میرے بندے کی نماز کامل ہے یا ناقص (یعنی جب اس پر فرض ہوئی تھیں مرنے تک پوری ہیں یا کم) اگر کامل ہو گی تو پورا ثواب لکھا جائے گا اور جو ناقص ہوگی تو اللہ (جل جلالہ) فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس نفل ہیں تو فرضوں (کی کمی) نفلوں سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا یہی حال ہوگا۔“

(یہ حدیث شریف صحیح الاسناد ہے اور شرط مسلم پر صحیح ہے۔)

دوسری کتابوں میں دوسرے الفاظ کے ساتھ اسی طرح کی روایت میں ایسا ہی مضمون ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر نماز ٹھیک ہوگی تو بندہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا اور اگر نماز بگڑ گئی تو بندہ محروم رہ گیا اور نقصان میں پڑ گیا۔ اگر بندے کے فرضوں میں کمی ہوگی تو رب تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں تو ان سے فرضوں کی کمی پوری کر دی جائے پھر بقیہ اعمال اسی طرح ہوں گے۔“ (متدرک حاکم میں یہی روایت حضرت حمید دارمی رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔)

اس حدیث شریف کو بیان فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا اس حدیث شریف میں جس طرح فرمایا گیا ہے کہ فرض نمازیں کم ہونے کی صورت میں نفل نمازیں فرضوں

۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۸۷ متدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۹۴ مختصراً درمنثور جلد ۵ ص ۷۰۵  
۲۔ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۲ قرطبی جلد ۶ ص ۱۱۳ نسائی جلد ۸ ص ۸۱ ترمذی جلد ۵ ص ۹۴۔



کی جگہ گنی جائیں گی۔ اسی طرح اگر روزہ ناقص ہوگا تو نفلی روزوں سے اُس کی کمی پوری ہوگی اور زکوٰۃ کے نقص کو نفلی صدقات سے پورا کیا جائے گا۔ جیسا کہ صدقات و خیرات دیا گیا رہویں شریف اور چالیسواں وغیرہ نفلی عبادات ہیں۔ یہ بھی کل قیامت کے دن فرضوں کی جگہ شمار کی جائیں گی۔ محفل میں موجود غیر مقلدین حضرات نے جب تفصیل سے نفلوں کی اہمیت اور قیامت کے دن فرضوں کی جگہ شمار کئے جانے کو صحیح احادیث مبارکہ کے حوالہ جات سے سنا تو اپنے غیر مقلد مولوی صاحب سے محلوہ بالا احادیث مبارکہ کے بارے میں پوچھا تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ احادیث تو صحیح ہیں۔ غیر مقلد لوگوں نے اپنے غیر مقلد مولوی صاحب سے کہا تم نے کبھی بھی نہیں یہ احادیث مبارکہ نہیں سنائیں۔ وہ غیر مقلدین اپنے ناقص عقائد سے تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو گئے اور حضرت بابا جی سرکار گنیز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست ہدایت پر بیعت کر لی۔ اگلے سال پھر اسی مقام پر جلسہ ہوا اور باقی لوگوں نے بھی مذہب مہذب اہلسنت کو اپنا کر دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کر لیں۔ آپ کے روحانی علمی تصرفات سے ہزاروں لوگ غلام عقائد سے تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہوئے۔

### گھنگ شریف میں تقریر اور پھلے ڈاکو کی توبہ:

گھنگ شریف، یہ بستی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ محاذ حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ”شریف“ کہلاتی ہے ورنہ کسی وقت یہ ڈاکوؤں کی بستی مشہور تھی۔ انہی حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک مرید نے حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بیٹے کی پیدائش کے موقع پر تقریر کیلئے بلایا۔ جب آپ گھنگ شریف پہنچے تو وہاں بلانے والے صاحب کے سالے نے تماشا کھڑا کر دیا۔ وہ کہنے لگا۔ وعظ و تقاریر تو ہم سنتے رہتے ہیں مگر آج خوشی کا موقع ہے ہم گھوڑے نچانا چاہتے ہیں اور لوگ بھی اس کے ساتھ مل گئے اور کہنے لگے آج تو ہم نے جشن منانا ہے۔ جس شخص نے آپ کو دعوت

دی تھی وہ بھی برادری کے دباؤ اور بہاؤ میں بہہ گیا۔ اُس نے بھی کہہ دیا میں کیا کروں برادری نہیں مانتی۔ آپ واپس چل دیئے۔ راستہ میں حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید بہادر علی ماجھی نے دیکھ لیا۔ حال احوال اور خیریت دریافت کی۔ آپ نے سارا واقعہ سنا دیا۔ اگرچہ آپ واپس جانا چاہتے تھے۔ مگر بہادر علی آپ کو مجبور کر کے حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس لے آیا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو پتا چلا تو اپنے مرید سے سخت ناراض ہوئے اور آپ سے فرمایا، ہم آپ کا وعظ سنیں گے۔ جلسے کا اعلان ہو گیا۔ بڑی مخلوق جلسے میں آئی۔ اسی مجمع میں ”بھلا“ نامی مشہور ڈاکو بھی وہاں موجود تھا۔ آپ نے جب اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی شان و عظمت اور محبت کا ذکر فرمایا تو وہ ڈاکو اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ ڈاکے کی فیت سے گھنگ شریف آیا تھا اُس پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اُسی وجدانی حالت میں نعرہ مارتا ہوا کھڑا ہو گیا اور ”میری توبہ، میری توبہ“ کہتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔ میں سچی توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ابھی بیعت کرنے کی اجازت نہیں، اس لئے میں مرید نہیں کر سکتا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو جاؤ۔ لیکن وہ بڑے اصرار کے بعد عرض کرنے لگا۔ آپ مجھے جن بزرگوں کی مرضی بیعت کروادیں۔ مگر مرید میں آپ ہی کا رہوں گا۔

چنانچہ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”پھلے ڈاکو“ کو حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید کروادیا اور اُس کے سارے ساتھی بھی تائب ہو گئے۔ یہی شخص بعد ازیں بہت زیادہ نیک اور پرہیزگار ہو گیا۔ دینی جلسوں میں شامل ہوتا اور نعتیں پڑھا کرتا۔ ایک شعر پر لوگ دل کھول کر اُسے داد و تحسین دیتے۔ وہ شعر یہ ہے:

دِلا کوئی جانے کی شان ولی دا  
کتا وی ولی ہوندا اے ولیاں دی گلی دا



## جن سے ملاقات:

ایک مرتبہ جمعہ المبارک کے موقع پر غلام محمد آباد میں ایک شخص حضور قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس نماز جمعہ پڑھنے آیا۔ نماز کے بعد سلام پڑھا گیا پھر دُعا ہوئی تو دُعا کے بعد عرض کرنے لگا مجھے قرآن پاک لینا ہے، حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے اچھا قرآن پاک لینا ہے؟ تو پھر ایسے کرو گینے کتب خانہ دس پورہ لاہور منیر احمد کے پاس چلے جانا، وہاں سے رعایتی قیمت پر قرآن پاک مل جائے گا، وہ شخص یہ سن کر چلا گیا، جب وہ چلا گیا تب آپ نے بندہ ناچیز کو فرمایا ”پتر منیر“ یہ جن تھا قرآن پاک لینے آئے گا اس کو قرآن پاک دے دینا اور ہدیہ میں رعایت کرنا۔

## جنوں کا وعدہ:

جمع انوار گھینہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب نے بندہ ناچیز کو گئی اسٹیشن (نزد فیصل آباد) کے گاؤں کا واقعہ سنایا یہ واقعہ اگرچہ بندہ ناچیز نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی سنا تھا۔ لیکن بندہ کو جگہ اور موقع یاد نہیں تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا: گئی اسٹیشن کے گاؤں کے رہائشی باؤ یوسف نے آپ کو جلسہ میں تقریر کے لئے بلایا، بہت بڑا اجتماع تھا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں: حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں مذکورہ اسٹیشن کی حدود میں پہنچا تو میرے دل کو درد شروع ہو گیا۔ طبیعت بہت بے چین ہو گئی بڑی فکر لاحق ہوئی طبیعت بحال ہونے کو نہیں آرہی تھی کچھ دیر بعد باؤ یوسف میرے پاس ایک بچے لے کر آیا اور کہنے لگا حضرت صاحب میں نے آٹھ دن محنت کر کے اس بچے کو قید کیا ہے یہ جن کا بچہ ہے آپ اسے لے لیں مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ جنات کو گرفتار کرتے ہیں وہ لوگ جنات کے ہاتھوں ہی مارے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا جب ہمارے بچے آزاد ہیں تو ہم دوسروں کے بچوں کو کیوں قید کریں۔ باؤ

یوسف نے کہا نہیں! یہ آپ کی خدمت کرے گا اور جو کام آپ اس سے فرمائیں گے جائز و ناجائز یہ سب کام کرے گا۔ آپ باؤ یوسف کی بات سن کر ہنس پڑے۔ باؤ یوسف بعد تھا کہ آپ جن کے اس بچے کو قابو میں کر لیں۔ خیر! آپ نے جن کا بچہ اس سے لے لیا۔ اس بچے کا ماتھا چوما اس سے پیار کیا۔ بچے لینے کے بعد اسے آزاد کر دیا آپ فرماتے ہیں جب میں نے بچہ آزاد کیا تو میرے دل کی تکلیف ختم ہو گئی۔

باؤ یوسف نے عرض کیا حضور آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ میں نے بڑی محنت سے اسے قید کر کے آپ کو دیا تھا آپ نے اسے رہا کر دیا ہے۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے ہمیں تحفہ کے طور پر دیا ہم نے قبول کیا اب ہم نے اپنی طرف سے آزاد کر دیا ہے۔

صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں اور بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی نے بھی حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا تھا۔ بعد ازیں ایسے ہوا کہ آپ اسی گاؤں کے مغرب کی طرف قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا جس میں جوان، بوڑھے، بچے اور خواتین کثرت سے موجود تھے۔ اُن میں سے جو بڑا آدمی تھا اس نے عرض کیا حضور ہم جنات ہیں آپ نے ہمارے بچے کو آزاد فرمایا ہے ہم آپ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ ہم دیکھنے آئے ہیں کہ وہ کیسے شفیق و مہربان بزرگ ہیں جنہوں نے ہمارے بچے کو رہا کیا ہے؟ لوگ تو ہمیں گرفتار کرتے ہیں اور آپ رہا فرماتے ہیں۔ اُن جنات نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور جاتے ہوئے وعدہ کیا کہ ہم آپ کے مریدوں کو تنگ نہیں کریں گے اور اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو جب آپ کا نام سنیں گے تو ہم چلے جائیں گے۔ چنانچہ کبھی کبھار ایسے ہوا کہ کسی پیر بھائی پر جنات کا سایہ ہوتا تو آپ کا نام لیا جاتا تو جن چلا جاتا۔

یہ مکر و تحریر ہے کہ جنات کا آپ سے وعدہ تھا کہ ہم آپ کے کسی مرید کو تنگ نہیں کریں گے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم لوگ جنات سے بالکل بے فکر اور بے خوف ہو کر ہر جگہ چلے جاتے ہیں۔ اس خیال سے کہ حضرت قبلہ بابا جی



سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں اور جنات کا ہمارے کامل پیرو مرشد سے وعدہ ہے کہ وہ آپ کے مریدوں کو تنگ نہیں کریں گے۔

### کتابوں کو جلدیں باندھنے والے جن کا واقعہ:

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا میں کتب خانے میں مصروف مطالعہ تھا کہ ایک نوجوان آدمی آیا۔ سلام عرض کیا۔ پھر کہنے لگا آپ کا کتب خانہ بہت وسیع ہے اگر آپ حکم فرمائیں تو میں ان تمام کتابوں کی جلدیں کر دوں۔ آپ نے فرمایا، بھائی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں کہ تم سے جلدیں بندھواؤں۔ آخر تجھے گنتے، کاغذ اور گوند کی ضرورت ہوگی۔ پھر تیری مزدوری بھی۔ اُس نے کہا کہ آپ کپڑا گنتہ اور گوند لادیں۔ میں آپ کی کتابوں کو جلدیں لی سبیل اللہ کر دوں گا۔ آپ کی والدہ محترمہ نے جلدوں کے پشتوں پر کپڑا لگانے کیلئے اپنے ہاتھوں سے کھدر تیار کر دیا۔ گنتہ اور کاغذ لادیا گیا۔ جلدیں بننا شروع ہو گئیں۔

اس آدمی کی بڑی لمبی لمبی مونچھیں تھیں۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز جمعۃ المبارک کے دن خط و حجامت وغیرہ ہواتے تھے۔ جمعۃ المبارک کے دن حجام خط بنانے کیلئے آیا۔ آپ نے حجام کو فرمایا کہ راجہ جی اس کی مونچھیں بھی کاٹ دو۔ وہ بولا مونچھیں تو مردوں کی ہوتی ہیں عورتوں کی نہیں ہوتیں۔ میں مرد ہوں اس لئے میں مونچھیں نہیں کاٹاؤں گا۔ آپ نے راجہ جی سے فرمایا، راجہ جی رہنے دو۔ بعد ازیں آپ نے گھر والوں کو فرمایا کہ جب تک یہ آدمی یہاں کام کرتا رہے یہ میرے ساتھ کھانا کھائے گا۔

حدیث پاک میں ہے ”مومن کے جوٹھے میں شفا ہوتی ہے“۔ اور پھر اللہ والوں کا جوٹھا تو برکت ہی برکت ہے۔ آٹھ دن تک مذکورہ صاحب آپ کے ساتھ کھانا کھاتے رہے۔ برکتوں سے بھرپور اس کھانے اور آپ کی خصوصی توجہ سے دل کی دنیا تبدیل ہوتی رہی۔ وہ شخص جو ایک ہفتہ قبل کہتا تھا، مونچھیں مردوں کی ہوتی ہیں

عورتوں کی نہیں ہوتیں۔ دوسرے جمعۃ المبارک کو جب حجام حجامت بنانے کیلئے آیا اور حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا خط بنانے لگا تو آپ نے حجام سے فرمایا راجہ جی اس آدمی کی مونچھیں نہ کاٹنا یہ مرد ہے ہماری مونچھیں کاٹ دو ہم مرد نہیں ہیں۔

ہفتہ بھری توجہ اور اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا کام کر گیا۔ اُس نے عرض کیا کہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اگر آپ میری مونچھیں کاٹ کر راضی ہیں تو کٹوا دیں اور کہنے لگا بابا جی سرکار اگر آپ مرد نہیں ہیں تو پھر مرد کوئی بھی نہیں ہے، مردان خدا تو یہی آپ اور آپ جیسے لوگ ہیں۔ پھر صرف مونچھیں ہی نہیں کٹوائیں بلکہ داڑھی بھی رکھ لی۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے انہی دنوں کتب خانہ کا کمرہ بنانے کا ارادہ کیا۔ تو اُس نے کہا میں بنا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ آپ خود کھیتوں میں کام کرنے کیلئے تشریف لے گئے اور اُس نے اکیلے ہی کام شروع کر دیا۔ خود ہی گارا بناتا۔ خود ہی ایشیئیں اٹھا کر لاتا اور دیوار بنانے لگا۔ دیواروں کی تعمیر کے بعد جب چھت کا مرحلہ آیا تو باہر میدان میں بڑے سے درخت کا بڑا سا ایک تنا پڑا ہوا تھا۔ اُس نے اکیلے ہی اٹھا کر دیواروں پر رکھ دیا۔ گھر والوں نے یہ سب کچھ دیکھ لیا کہ اکیلا سب کچھ کرنے والا جنس انسان نہیں لگتا بلکہ یہ جن لگتا ہے۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جب گھر تشریف لائے تو گھر والوں نے عرض کیا یہ کوئی جن لگتا ہے۔ اس نے ایسے ایسے کام کیا ہے۔ پہلے تو آپ خاموش رہے پھر آپ نے گھر والوں کو بتا دیا کہ ہاں واقعی یہ جن ہے۔ آپ نے خود ہی اُسے چھپا رکھا تھا۔ آپ نے اُس کو بلایا اور فرمایا کہ چونکہ اب تم ظاہر ہو گئے ہو اور گھر والوں کو تمہارے بارے میں علم ہو گیا ہے اس لئے اب تمہیں جانے کی اجازت ہے۔

سبحان اللہ! اللہ والوں کے خدمت گار صرف انسان ہی نہیں ہوتے بلکہ دوسری مخلوقات بھی ہوتی ہیں اور خدمت کر کے فخر محسوس کرتی ہیں۔ یہ جن جب رخصت ہوا تو باشرع تھا۔ اُس کے ہاتھ کی بنی ہوئی جلدیں آج بھی آستانہ عالیہ پر



موجود ہیں۔ انشاء اللہ العزیز بشرط زندگی وصحت ”یوسف مصر محبت“ کے پہلے حصے میں اُن کتابوں کی فوٹو بھی کتاب میں شائع کی جائے گی۔

### تہجد کے وقت جگانے والا کُتّا:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر پہرہ داری کیلئے ایک عجیب الفضلت کُتّا تھا۔ جب رات کا پچھلا وقت ہوتا تو وہ کُتّا تہجد کے لئے آپ کو جگانے کے لئے آپ کی چار پائی کے نیچے آکر چار پائی ہلاتا۔ جب تک آپ چار پائی سے اُٹھ کھڑے نہ ہوتے تو وہ پیچھے نہ ہٹتا اور جب تہجد پڑھنے لگتے تو آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا رہتا۔

ایک روز آپ کے سب سے بڑے بیٹے مجمع انوار محمدیہ پیر طریقت حاجی صاحبزادہ محمد اللہ دینہ زم زم یوتھ صاحب مدظلہ العالی گھر میں آپ کی عدم موجودگی میں آپ کی چار پائی پر لیٹ گئے۔ جب رات کا پچھلا وقت ہوا تو کُتّا چار پائی کے نیچے آیا اور چار پائی ہلانے لگا۔ آپ کو شروع میں اس بات کا علم نہیں تھا۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اصل بات کو نہ سمجھ سکا اور کُتے کو مارا مگر وہ اُس وقت تک وہاں سے نہ گیا جب تک میں نے چار پائی نہ چھوڑ دی۔ بعد میں باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کو بات بتائی تو آپ نے اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ یہ تہجد کیلئے اُٹھاتا ہے۔

### کیا کُتے کو سدھایا ہوا تھا؟

ایک دفعہ کچھ احباب نے یہ خیال کیا کہ کُتے کو سدھایا ہوا ہے، اس لئے وہ وقت پر پہنچ جاتا ہے۔ ڈسکہ سے آئے ہوئے جناب حاجی محمد صادق صاحب مرحوم اور جناب حاجی محمد سعید صاحب مرحوم وغیرہ نے عرض کیا حضور اگر کُتّا جلدی آئے اور ہمیں پتا چلے کہ تہجد کیلئے زیادہ سے زیادہ کتنی جلدی اُٹھنا چاہئے تو پھر بات ہے۔ اگلی رات کُتّا ایک بجے شب آگیا۔ آپ نے مطالبہ کرنے والے سب لوگوں سے نماز تہجد

پڑھنے کے لئے فرمایا لوگوں نے وضو کئے نماز تہجد ادا کی اور نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر بیٹھے اور پھر کروٹیں بدلنے لگے۔ کسی کو نیند آنے لگی کسی کا وضو ٹوٹنے لگا۔ پہلے وہ کُتّا فجر کی اذانوں سے ایک گھنٹہ پہلے آتا تھا۔ مگر آج اُن کے مطالبے پر رات کے ایک بجے کُتے نے جگا دیا اور فجر کی نماز کے لئے کافی وقت ہونے کی وجہ سے طبیعتیں بوجھل ہونے لگیں تو سبھی کہنے لگے کُتّا ٹھیک وقت پر ہی جگاتا ہے، تہجد بھی پڑھ لی جاتی ہے اور فجر کی نماز بھی آسانی سے ادا ہو جاتی ہے۔

### حاجی محمد صادق مرحوم کی عقیدت:

حاجی محمد صادق صاحب مرحوم اتنی عقیدت کرنے لگے کہ ڈسکہ سے کُتے کیلئے گوشت لاتے تھے اور کبھی دیوانگی کے عالم میں کُتے کو کندھے پر اُٹھا لیتے تھے مگر جناب قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اُن کو روکتے، اُن کے کندھوں سے کُتے کو اُتر داتے اور شریعت کی پاسداری کیلئے تنبیہ فرماتے۔

### کُتے کی وجدانی حالت:

جب کبھی لوگ آپ کے آستانہ عالیہ پر نعیتیں پڑھتے یا ذکر کرتے تو کُتے کو وجد ہو جاتا۔ اور آپ لوگوں کو منع فرماتے کہ احتیاط کریں کہیں کُتّا وجد میں تڑپتا ہو امر نہ جائے۔ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی بھی اُن خوش نصیبوں میں شامل ہے جنہوں نے تہجد کے وقت اُٹھانے والے کُتے کو دیکھا ہے۔

اصحاب کہف کے کُتے نے صرف خاموش ساتھ دیا ہے۔ مگر سرکارِ کائنات ﷺ کے غلاموں کے پہرہ دار کُتے راتوں کو تہجد کیلئے بھی اُٹھاتے ہیں۔ سبحان اللہ!

### نابینے مرید کی امداد:

پیر طریقت حضرت حافظ محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ”کرم سر“ والے ایک روز آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ



میرے مکان کچے ہیں، آپ نے جواب فرمایا: حافظ جی! میں تمہارے مکان کے دیکھنے کے لئے آ رہا ہوں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں، آپ کے ارشاد فرمانے کی دیر تھی کہ میرے ایک دوست مجھے ملے اور کہا حافظ صاحب میں نے اینٹوں کا بھٹہ شروع کیا ہے۔ آپ جب اپنا مکان بنائیں تو اینٹیں لے جانا۔ حافظ صاحب نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں، تو دوست نے کہا حافظ صاحب آپ اینٹیں لے جائیں، پیسے جب ہوں گے وہ دینا۔ فرماتے ہیں میں نے اینٹیں لا کر مکان بنانا شروع کر دیا۔ جب لینٹر کی باری آئی تو حضرت قبلہ بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آ گیا۔ اور عرض کیا بابا جی سرکار لینٹر کیلئے پیسے نہیں ہیں۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فوراً گھر تشریف لے گئے اور اندر سے ایک ”گجھا“ لے آئے اُس میں پیسے تھے۔ آپ نے فرمایا حافظ جی جتنے پیسوں کی ضرورت ہے لے لو۔ فرماتے ہیں مجھے گیارہ سو روپے کی ضرورت تھی، میں نے نکال لئے۔ مگر بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے اور لے لو۔ میں نے عرض کیا حضرت صاحب اتنی ہی ضرورت ہے۔ میں وہ رقم لے آیا۔ سبحان اللہ! قربان جائیں آپ نے مجھے کبھی نہ فرمایا کہ حافظ صاحب پیسے تو واپس کر دو۔ فرماتے ہیں میں نے کافی عرصہ کے بعد تھوڑے تھوڑے کر کے واپس کئے۔ لیکن شانِ کریمی کہ آپ نے کبھی نہ فرمایا دیر کیوں لگائی۔ بلکہ مزید پیش کش فرماتے رہے۔

### عبدالستار صاحب کا واقعہ:

پیر طریقت جناب عبدالستار صاحب چچوال والے بھی اپنا ایسا ہی واقعہ سناتے ہیں۔ فرماتے ہیں، میں نے ایک گھوڑی خریدی لیکن پوری رقم نہ بنی۔ کسی جگہ سے رقم کا انتظام نہ ہوا۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی اور آپ سے شرفِ زیارت حاصل کیا اور کچھ دیر بعد اپنا مقصد بیان کیا۔ میں نے جتنے پیسے مانگے تھے۔ آپ نے اُسی وقت گھر سے منگوا کر مجھے عنایت فرمادیئے۔ ہر کوئی پیسے دیتے ہوئے سوچتا ہے شاید واپس ملیں نہ ملیں۔ مگر آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بات سوچے بغیر

سائل کو عطا فرمادیتے اور کوئی بھی آپ کے در سے خالی نہ جاتا اور کئی ایسے حضرات ہیں کہ ہزاروں روپے لے جاتے اور واپسی کا نام تک نہ لیتے بلکہ اور تمنا رکھتے۔

### نیند نہ آنے کا واقعہ:

مجمع انوارِ گنیمت پیر طریقت قبلہ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں ایک مائی صاحبہ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ سرکار مجھے نیند بہت آتی ہے۔ دُعا کیجئے مجھے نیند نہ آئے۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ وہ مائی چلی گئی۔ رات ہوئی تو اُسے نیند نہ آئی پھر ایک رات، دو راتیں، یہاں تک کہ پندرہ راتیں اُس عورت کو نیند نہ آئی۔ اُس بی بی نے دوبارہ خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ اب تو مجھے نیند نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا تو نے خود ہی کہا تھا کہ مجھے نیند نہ آئے۔ عرض کی حضور دُعا فرمائیے نیند بھی آئے اور رات کو تہجد کیلئے بیدار بھی ہو جاؤں۔ چنانچہ آپ نے پھر دُعا فرمائی اور جیسے دُعا فرمائی، رَبِّ ذوالجلال والا کرام نے اُس عورت کے حق میں قبول فرمائی۔

### پتر مسعود ماڑا ہے:

پیر طریقت شیخ محمد مسعود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میری بیوی کے ہاں بچہ ہونے والا تھا میں نے حضرت قبلہ بابا جی گنیمت سرکار علیہ الرحمہ سے دُعا کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: پتر مسعود تو بہت ”ماڑا“ ہے۔ مسعود صاحب فرماتے ہیں میں نہ سمجھ سکا کہ آپ نے ایسا کس لئے فرمایا ہے، فرماتے ہیں جب میں گھر گیا تو پتا چلا بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ پھر بات سمجھ میں آئی کہ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ ”پتر مسعود تو بہت ماڑا ہے۔“

### دَم کرنے سے شفا:

جناب محمد یوسف صاحب چک نمبر ۴۰۵ والے فرماتے ہیں ایک دفعہ



میرے کان میں درد کا عارضہ شروع ہوا۔ میں نے بہت علاج کیا لیکن آرام نہ آیا۔ تکلیف زیادہ ہوتی چلی گئی۔ میں بڑا پریشان ہوا اور تنگ پڑ گیا۔ بالآخر حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوا۔ شرف زیارت حاصل کیا۔ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے کان کے درد کا ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ حضور درد کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ جب تک آرام نہیں آئے گا میں نہیں جاؤں گا۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اتنی جرأت سے بات نہیں کرنی چاہیے۔ جناب محمد یوسف صاحب فرماتے ہیں آپ نے کچھ پڑھ کر میرے کان میں پھونک ماری، تو مجھے اُسی وقت آرام آ گیا۔

### تہجد میں سستی کرنے والے پر بارش:

مجمع انوارِ مکیہ پر طریقت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی مدظلہ العالی صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ، پیر خوشی محمد صاحب (گوجرانوالہ والے) اور میں بُرجِ اُتاری ضلع شیخوپورہ میں ایک دوست کے ہاں مقیم تھے۔ رات ہم سو گئے۔ جب تہجد کا وقت ہوا تو حضور قبلہ بابا جی سرکار نے آواز دی کہ اٹھو اور نماز پڑھ لو۔ پیر خوشی محمد صاحب نے صاحب خانہ کو آواز دی بھائی کیا وقت ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ تین بجے ہیں تو پیر خوشی محمد صاحب نے بابا جی سے عرض کیا کہ سرکار ابھی کافی وقت ہے۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ خاموش ہو گئے۔ ہمیں نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد بارش شروع ہو گئی۔ ہم جلدی سے اٹھ کر اندر چلے گئے۔ قبلہ بابا جی سرکار (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ اندر آ گئے ہو، ابھی تو کافی وقت ہے۔ عرض کیا حضور بارش شروع ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا، کہاں بارش ہو رہی ہے؟ پیر خوشی محمد صاحب نے عرض کیا جہاں ہم سو رہے تھے وہاں بارش ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو مسجد میں جا کر تہجد پڑھ لو۔

پیر خوشی محمد صاحب فرماتے ہیں جب ہم مسجد کی طرف گئے تو راستے میں بارش کا نام و نشان تک نہ تھا اور نہ ہی آٹا نظر آرہے تھے کہ بارش ہوئی ہے یا ہوگی۔ پھر بات سمجھ آئی کہ تہجد کی نماز پڑھانے کیلئے اٹھایا گیا ہے۔

### آپ کی دُعا اور وظیفے کا اثر:

فیض پور چک نمبر ۴۴۴ تحصیل سمندری کا واقعہ ہے۔ اس گاؤں کے ایک گھر میں جنوں کا ڈیرہ تھا۔ جنات بڑی خوفناک حرکات کرتے تھے جنہیں صفحہ قرطاس پر لاتے ہوئے شرم و حیا محسوس ہوتی ہے۔ صاحب خانہ کی بیوی نے بڑے ڈکھ اور تکلیف سے واقعہ سنایا۔ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب نے اُن سے گھر کا ایک فرد اور اُفتخہ شریف پڑھنے کیلئے مانگا۔ آپ کے حکم کی اطاعت کی گئی۔ آپ نے اور اُفتخہ شریف پڑھنے اور نماز تہجد ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم حضور نبی کریم رُوف و رحیم علیہ السلام کی رحمت اور کرم کا صدقہ اور حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا کے تصدیق اور اور اُفتخہ شریف کی برکت سے جنات نے اُس گھر کو چھوڑ دیا۔ اہل خانہ نے جب یہ فیض دیکھا تو سب کے سب حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہو گئے۔ اس گاؤں کا تقریباً ۱۱۳ حصہ آپ کا مرید ہے۔

### کمرہ روشن ہونا:

ایک دن اتفاقاً آپ مذکورہ بالا گھر تشریف لے گئے اور باتوں ہی باتوں میں اُس عورت سے جو اور اُفتخہ شریف پڑھتی تھی پوچھا کہ کیا تمہیں کبھی اور اُفتخہ شریف پڑھتے ہوئے خوف محسوس ہوا؟ تو اُس عورت نے آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایک رات کا واقعہ ہے۔ میں کیا دیکھتی ہوں کہ تہجد کے وقت کمرہ خود بخود روشن ہے اور کمرے میں ہر طرف مرد، عورتیں، بچے، جوان اور بوڑھے بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ کچھ لمحہ کیلئے حیرانگی ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے؟۔ خدایا ایسا ہجوم



کیوں ہے؟ اسی وقت آپ کی بات یاد آگئی کہ آپ نے فرمایا تھا اگر کوئی ایسا عجیب واقعہ پیش آئے تو ہرگز گھبرانا نہیں۔ مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ شاید یہ جثات ہیں جو ہمارے گھر میں ڈیرہ لگائے ہوئے ہیں۔ خیر! میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور یہاں کس لئے آکھٹے ہوئے ہو؟ تو انہوں نے جواب کہا۔ ہم جثات ہیں اور وظیفہ سننے کیلئے جمع ہوئے ہیں، جو حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پڑھنے کیلئے عطا فرمایا ہوا ہے۔

### واقعہ ایک جمعۃ المبارک کا:

جمعۃ المبارک کے دن مجھے بابا جی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ڈھلے ہوئے اور استری شدہ کپڑے لے کر لاہور سے فیصل آباد پہنچنا تھا۔ مگر میرے جسم پر پھنسیاں لگی ہوئی تھیں اور ان پر بہت خارش ہوتی تھی، سو چا طبیعت بہت خراب ہے، فیصل آباد کیسے پہنچوں گا؟ لیکن کپڑے پہنچانے بھی بہت ضروری تھے۔ آخر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و بسیط و بے حد کا نام لے کر جزل بس شینڈ باوامی ہانگ پہنچا وہاں سے فیصل آباد شریف والی بس پر سوار ہوا۔ بس جب لاہور سے کچھ دور پہنچی تو راستہ میں مجھے نیند آگئی، جب آنکھ کھلی تو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و بسیط و بے حد کی شان! میرے جسم پر ایک دانہ بھی نہ تھا اور نہ ہی خارش کی شکایت تھی اور طبیعت میں جو پریشانی تھی وہ ختم ہو چکی تھی۔

### پانی میں شفاء:

بندہ ناچیز کے بیٹے علامہ حافظ خلیل احمد یوسفی کا سارا سر پھنسی پھوڑے سے بھرا ہوا تھا اور پھوڑے پھنسیوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ بندہ اُسے حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس زیارت کے لئے آستانہ عالیہ پر لے آیا آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس وقت جہاں مزار مبارک ہے وہاں قریب ہی پانی کا ایک بینڈ پمپ ہوا کرتا

تھا۔ یہاں آج کل پانی کی موثر لگی ہوئی ہے۔ بندہ نے نلکے کے نیچے حافظ خلیل احمد یوسفی کا سر رکھا اور پانی بہانا شروع کر دیا۔ جہاں پر پانی گرتا جا رہا تھا پھوڑے پھنسیاں ختم ہوتی جا رہی تھیں۔ جب کچھ دیر اُسے نہلایا گیا تو سر پر پھوڑے اور پھنسیاں مکمل طور پر ختم ہو گئیں اور سر خشے کی طرح چمکنے لگا۔

### محمد طفیل فاروقی صاحب کا واقعہ:

محترم محمد طفیل فاروقی صاحب شاہ کے نزدیک آستانہ عالیہ شریف جانے کا پروگرام دین کے سلسلہ میں بندہ سے ان کی دوستی تھی یہ پیر بھائی نہ تھے مگر دین کی محبت کی وجہ سے ایمانی بھائی تھے۔

انہوں نے سالانہ محفل میلاد شریف پر آستانہ عالیہ شریف جانے کا پروگرام بنایا۔ لیکن مجبوری یہ تھی کہ انہیں زبردست چپش لگے ہوئے تھے، ہر پانچ منٹ کے بعد قضائے حاجت کے لئے جانا پڑتا تھا۔ بہت پریشان تھے کہ کیا کروں۔ جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو انہوں نے بندہ سے فرمایا کہ کیا آپ لوگ راستے میں میرے لئے بس روک لیں گے۔ بندہ نے عرض کیا آپ نے آستانہ عالیہ پہلے گوجراں شریف جانا ہے پریشان نہ ہوں۔ جب بس چلے تو آخری مرتبہ بیت الخلاء سے ہو آئیے گا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و بسیط و بے حد نگہبان ہے۔ خیر! جب بس چلنے لگی تو وہ پھر بیت الخلاء چلے گئے وہاں سے فارغ ہونے کے بعد محمد طفیل فاروقی صاحب بس پر سوار ہو گئے، سارے راستہ میں ایک مرتبہ بھی پاخانہ نہیں آیا، پھر آستانہ عالیہ پہلے گوجراں شریف پہنچنے کے بعد صبح کا ناشتہ کیا۔ جب سہ پہر ختم شریف کے بعد لنگر شریف کے لئے اذن عام ہوا تو محمد طفیل فاروقی صاحب نے فرمایا: مجھے کیا حکم ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ بے فکر ہو کر لنگر شریف کھائیں، لنگر میں دال کچی ہوئی تھی، محمد طفیل فاروقی صاحب نے لنگر شریف کھایا، پھر محفل میلاد کے اختتام پر دوبارہ لنگر شریف تناول فرمایا، پھر صبح بھی ناشتہ کیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد واپسی میں شاہ کے



جانے کے لئے شاہد رہ اُتر گئے۔ تقریباً سات آٹھ دن کے بعد بندہ ناچیز سے فاروقی صاحب دوبارہ ملے تو کہنے لگے، کمال ہو گیا، نہ فیصل آباد آتے جاتے ہوئے راستے میں پاخانہ کیا نہ وہاں پورا دن پاخانہ آیا، پھر اگلے دن گھر واپسی پر لاہور تک پاخانہ نہیں آیا۔ جب گھر آیا تو کھل کے پاخانہ آیا، پیٹ صاف ہو گیا اور شفاء بھی ہو گئی۔

### ٹی بی کے مریض کو شفا:

ایک دفعہ آپ اپنے آستانہ عالیہ شریف کی طرف جانے کے لئے کیکر والے اوڑے پر بس سے اُترے تو ایک صاحب ملے جو ٹی بی کے مریض تھے۔ انہوں نے اپنی تکلیف اور پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی اور ارشاد فرمایا: بیٹا نماز پچگانہ ادا کیا کرو۔ داڑھی رکھ لو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد صحت عطا فرمائے گا۔ مذکورہ شخص نے آپ سے پانی دم کروالیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی شان اُس شخص نے عمل شروع کر دیا۔ داڑھی شریف رکھ لی اور نماز پچگانہ جو کہ سرکار کائنات ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، کا پابند ہو گیا اور دم والا پانی پیتا رہا، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم سے اُسے شفاء حاصل ہو گئی۔

### قطب وقت آپ کی بارگاہ میں:

ایک مرتبہ کچھ پیر بھائی تانڈلیا والا کے قریب موضع پنڈی شیخ موسیٰ میں حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر تھے، ایک پیر بھائی نے عرض کیا حضور یہ تو بتائیں آج کل قطب کون ہے؟ قطب کیسا ہوتا ہے؟ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک ایک فقیر آیا اور کہنے لگا بابا اللہ کے نام پر ایک روپیہ دینا، اللہ کے نام پر ایک روپیہ دینا اور بار بار یہ جملہ دہرانے لگا۔ حاضرین میں سے ایک پیر بھائی اُس سائل کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا، بابا تم نے ہماری ساری گنتگو کا مزہ خراب کر دیا ہے۔ یہ

لو ایک روپیہ اور جاؤ یہاں سے۔ اُس فقیر نے باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلام کیا اور مسکراتا ہوا چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد دوبارہ وہی گنتگو شروع ہو گئی کہ حضور آج کل قطب کون ہے؟ تو آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے فرمایا قطب دکھا تو دیا ہے اور کیسے دکھاؤں؟ یہ فقیر جو ابھی سلام کر کے گیا ہے یہی تو وقت کا قطب تھا۔

### قطب ہونے کی دلیل:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ حسن اخلاق کا پیکر تھے، اپنے بیگانے بھی یہ مانتے ہیں۔ ہر شخص یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند مناظر اسلام حضرت مولانا عبد التواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے لاہور میں آپ کے عرس کے موقعہ پر فرمایا کہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت صاحب کراماں والے رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے۔ جس بزرگ سے ملنے والا کوئی شخص اگر یہ کہے کہ وہ بزرگ میرے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں تو یہ اُس بزرگ کے قطب ہونے کی دلیل ہے۔“

### آپ داتا صاحب علیہ الرحمہ کی نظر میں:

اُن دنوں کا واقعہ ہے جب آپ جامع مسجد دنگیری فیصل آباد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ بندہ ناچیز بھی آپ کے ملفوظات اور وعظ و تقریر سے فیض یاب ہونے کیلئے حاضر ہوتا تھا۔ بے شمار مخلوق آپ سے دُعائیں لینے اور دُعائیں کروانے کیلئے آیا کرتی تھی ایسے لوگ بھی کثرت سے آتے تھے جو اپنی شادی کے لئے دُعا کرواتے تھے۔

چنانچہ ایک جمعۃ المبارک میں ایک صاحب نے عرض کیا حضور دُعا فرمائیں کہ میری شادی ہو جائے۔ آپ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی۔ جب آپ



جمعة المبارک اور دیگر پروگراموں سے فارغ ہو کر اپنے آستانہ عالیہ پر پہنچے تو آپ کے گاؤں کی عورت 'نذیر احمد ولد بابا شیر محمد کی بیوی' روٹی ہوئی آپ کے پاس آئی اور عرض کیا سرکار دُعا فرمائیں، میرا شوہر گھر سے کہیں چلا گیا ہے وہ واپس آجائے۔ آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا: لو بات کر لو کچھ لوگ شادی کے لئے دُعا کرواتے اور کچھ لوگ بیویاں چھوڑ کر بھاگتے ہیں۔ اُس عورت نے عرض کیا حضور آپ دُعا فرمائیں! میرا شوہر واپس آجائے۔ خیر! آپ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی اور اُس عورت کا شوہر نذیر احمد اگلے دن واپس گاؤں آگیا۔

وہ شخص سیدھا حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ مجمع انوارِ گنبد صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ بھائی نذیر احمد نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا سرکار آپ کو مبارک ہو! آپ داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں۔ جونہی آپ نے یہ سنا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور پوچھا بات بتاؤ کیا ہے؟

اُس نے عرض کیا: سرکار میں گھر والوں سے لڑ کر لاہور چلا گیا وہاں میں حضور داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ پر حاضر ہوا وہیں مسجد میں نماز پڑھتا اور رات وہیں سو رہتا گذشتہ رات داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میرے خواب میں آئے اور مجھے فرمایا: اللہ کے بندے گھر واپس جاؤ تمہاری بیوی "میرے یوسف" کو تنگ کر رہی ہے۔ آپ سُن کر رونے لگے اور آپ کی کیفیت وجدانی ہو گئی۔

### داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار پر حاضری:

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جب لاہور تشریف لاتے تو فرماتے کہ میں جب بھی لاہور آتا ہوں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ کے دربار پر حاضری کی نیت سے آتا ہوں۔ آپ جب داتا دربار تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو نفل تحیۃ المسجد ادا کرتے۔ جتنے برادرانِ طریقت آپ کے ساتھ ہوتے

آپ سب کو فرماتے دو نفل برائے ایصالِ ثواب بایں انداز پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ شریف کے بعد گیارہاں بار سورۃ الاخلاص پڑھیں۔ بعد ازیں اُن نوافل کا تحفہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کریں۔

نوافل کی ادائیگی کے بعد حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز کے مزار شریف کی چوکھٹ کی طرف سے حاضری دیتے اور چوکھٹ کو بوسہ دیتے پھر مغرب کی جانب بیٹھ کر مراقبہ کرتے کچھ دیر مراقبہ میں بیٹھنے کے بعد دُعا کرتے اور مریدین کو حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ کے حضور پیش فرماتے۔

بندۂ ناچیز کو آپ نے فرمایا کہ جب کوئی پریشانی ہو تو حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ کے حضور حاضر ہو کر میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ (حضرت قبلہ) حاجی محمد یوسف علی گنبد (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بھیجا ہے۔ اور فرماتے پتر منیر میں نے تمہیں داتا صاحب رحمہ اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔

### درخت کا ذکر الہی کرنا:

ایک مرتبہ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی سیدی مرشدی قبلہ بابا جی سرکار گنبد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، آپ اپنے عزیز محمد ظفر عاتف صاحب کے گھر واقع سمن آباد فیصل آباد شریف میں قیام پذیر تھے۔ اُن کے گھر کے باہر ایک نہر چلتی ہے۔ صبح گیارہ بجے کے قریب وہاں درخت کے سائے میں آپ تشریف فرما تھے بندۂ ناچیز آپ کی زیارت کے لئے حاضر تھا۔ سامنے ایک درخت کی ٹہنیاں ہوا میں مل رہی تھیں۔ تو سیدی مرشدی قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ ناچیز سے فرمایا پتر منیر: اُس درخت کی طرف دیکھو میں نے عرض کیا حضور میں آپ کو دیکھنے آیا ہوں اور آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! یہ امتحان نہیں۔ میں تمہیں ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔ بندۂ ناچیز نے اُس درخت کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا: دیکھو درخت کے پتے دائیں، بائیں مل رہے ہیں۔ میں نے



عرض کیا جی حضور، فرمایا: یہ پتے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و وسیلہ ہے  
حد کا ذکر کر رہے ہیں اللہ ہو، اللہ ہو۔

### محفل میلاد خراب کرنے والے کا انجام:

بندہ ناچیز نے بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے، اُن کے صاحبزادگان اور  
اکثر لوگوں سے سنا کہ ماڑی اناری تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں ایک مرتبہ محفل  
میلاد پاک منعقد ہوئی۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی  
محفل میلاد کے موضوع پر تقریر رکھی تھی۔ جب جلسہ شروع ہوا تو غیر مقلدین کے ایک  
آدی نے اپنے ساتھیوں سے مل کر محفل میلاد کو خراب کرنے کا پروگرام بنایا۔

جب آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ تقریر فرمانے لگے تو اُس شخص نے جلسہ گاہ کے  
بالکل سامنے گانوں کی ٹیپ لگا دی۔ اُس شخص نے شراب بھی پی رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
جلال میں آگئے، فرمانے لگے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں میلاد بیان کر رہا ہوں  
اور لوگوں نے سامنے گانے لگا دیئے ہیں۔ اُس شخص نے جھگڑا شروع کر دیا، جھگڑا  
بنگامے کی شکل اختیار کر گیا، اُن لوگوں نے پولیس کے ساتھ مل کر میلاد شریف کا  
پروگرام ختم کروا دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان جس شخص نے محفل میلاد النبی  
ﷺ کے پروگرام کو خراب کرنے کا پروگرام بنایا تھا اُس کا پیشاب، پاخانہ بند ہو گیا۔

اُسے ہسپتال لے جانا پڑا۔ وہ شخص پیشاب کی تکلیف میں کافی عرصہ تک  
بیمار رہا، مسلسل علاج سے بھی کوئی آفاقہ نہ ہوا، آپریشن بھی ہوا مگر کوئی آفاقہ نہ ہوا اور وہ  
اسی تکلیف میں اگلے سال ربیع الاول شریف کا مہینہ آنے سے پہلے مر گیا۔

اگلے سال اُسی جگہ اُسی مقام پر پھر محفل میلاد منعقد کی گئی، آپ اپنی تقریر  
میں فرمانے لگے کہ اے لوگو! سن لو! اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و وسیلہ  
ہے حد اپنے محبوب کریم حضور نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کی محفل کو خراب  
کرنے والوں کا پیشاب، پاخانہ بند کر دیتا ہے۔ دیکھو! محفل میلاد خراب کرنے والے

اپنے انجام کو پہنچے لیکن ذکر مصطفیٰ کریم ﷺ جاری و ساری ہے اور رہے گا۔  
حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے:-  
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے  
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا  
اس واقعہ کے بعد ماڑی اناری کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔

### سنت رسول کریم ﷺ و رفیع و رحیم ﷺ کی برکت:

سلامت پورہ لاہور میں پیر طریقت محمد حنیف یوسفی صاحب کی شادی پر بابا جی  
سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے گئے پیر طریقت محمد حنیف یوسفی صاحب اور اُن کے  
گھروالوں میں ایک کشمکش چل رہی تھی۔ پیر طریقت محمد حنیف یوسفی صاحب کہتے تھے  
کہ مہمانوں کو بٹھا کر کھانا کھانا ہے اور اُن کے گھروالے کہتے تھے کہ کھڑے کھڑے  
کھانا کھانا ہے۔

بابا جی گلینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ بات سنی تو آپ نے اُن کی والدہ  
تاج بی بی زوجہ محمد شفیع مرحومہ کو فرمایا کہ اگر مہمانوں کو سنت کے مطابق بٹھا کے کھانا  
نہیں کھانا تو پھر میں چلا جاؤں گا۔

اتنے میں بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی شاد باغ سے چھ سات پیر بھائیوں کے  
ساتھ حاضر ہوا، بندہ نے ماحول میں بے چینی دیکھی تو عرض کیا بابا جی سرکار (رحمہ اللہ  
تعالیٰ) کیا معاملہ ہے؟ آپ نے ساری بات سنائی بندہ نے عرض کیا سرکار آپ حکم  
فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا پیر منیر سب مل کر میزیں ہٹا دو، چادریں بچھا دو اور سب  
مہمانوں کو سنت کے مطابق بٹھا کے کھانا کھلاؤ۔ ہم سب لوگوں نے حکم کی تعمیل کی  
اور آنا فانا دسترخوان لگا دیئے گئے۔ پہلے مردوں کو کھانا کھلایا گیا۔ بفضلہ تعالیٰ کھانا بھی  
ضائع نہ ہوا۔ اور لوگ بہت خوش ہوئے کہ ہم نے بڑی تسلی اور سکون سے کھانا کھایا  
ہے۔ بعد میں آپ نے فرمایا بیٹا اب عورتوں کے کھانے کے لئے انتظام کرو اور خود



وہاں سے ہٹ جاؤ۔ گھر والی عورتیں انہیں خود ہی کھانا کھلا دیں گی۔ ہم لوگوں نے دسترخوان بچھا دیئے کھانا لگا دیا۔ اور عورتوں نے بھی بڑی تسلی اور سکون سے بیٹھ کر کھا کھایا۔ جب سب لوگ فارغ ہو گئے تو آسمان پر کالے سیاہ بادل اُٹد آئے اور ہوا چلنے لگی۔ بجلی کڑکنے اور چمکنے لگی۔ سلامت پورہ کے قریب ہی بجلی گری تو حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر آج اس گھر کے لوگ بات نہ مانتے اور کھانا نہ کھاتے رسول ﷺ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کھایا جاتا تو یہ بجلی اسی گھر پر گرنا تھی۔ ۱۱ جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

### بذریعہ خواب روحانی تصرف سے مسائل کا حل:

بندہ ناچیز کے سرسر جناب محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم جو بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دُعاؤں سے قطر کی سینٹ فیکٹری میں ملازم ہو چکے تھے۔ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے گزارش کی کہ منیر احمد یوسفی نے آپ سے میری ملاقات کروالی اور میں آپ کی نظر کرم سے برسر روزگار ہو گیا ہوں تو میں اُس محبت کی وجہ سے جو منیر احمد یوسفی نے میرے ساتھ کی ہے میں اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں۔ حضور بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی انہوں نے بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں معذرت چاہتا ہوں (یعنی انکار کر دیا)۔ جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: ”تم نے خود ہی اقرار کیا اور خود ہی انکار کر دیا، ہم نے تو انکار نہیں کیا۔“ تقریباً ایک سال کے بعد محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم نے بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے معذرت کر لی اور بندہ کے رشتہ کے لئے درخواست کی اور عرض کیا، آپ اُن سے کہیں کہ اپنے گھر میں ایک کمرہ بنالیں۔ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ بیٹا کمرہ بنانے کے لئے رقم ہے، میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود مجھے پانچ ہزار روپے عطا فرمائے اور کچھ رقم کا انتظام جامع مسجد رحیمیہ کی انتظامیہ کمیٹی نے کر دیا جہاں بندہ ناچیز اُن دنوں جمعۃ المبارک کا خطبہ

دیا کرتا تھا۔ اس طرح کمرہ بنانے کا انتظام ہو گیا۔

جب کمرہ بن گیا تو بندہ کے پیر بھائی، پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم کے پاس گئے اور کہنے لگے بٹ صاحب کمرہ تیار کر لیا گیا ہے۔ آپ لوگ دن مقرر کر لیں۔ وہ لوگ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگے حضور! ہمارا ارادہ پھر بدل گیا ہے ہم یہ رشتہ نہیں کر سکتے۔ آپ سرکار بہت غم کے ساتھ فرمانے لگے، تم لوگوں نے پہلے ہاں کی پھر نہ کی۔ پھر ہاں کی اور اب پھر انکار کر رہے ہو۔ ہم نے تو انکار نہیں کیا۔

اُدھر بندہ کے والد گرامی میاں محمد رفیق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو میری شادی کی کافی فکر تھی، عمر زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ انہوں نے ایک رشتہ بھی دیکھ لیا اور وہاں بات طے ہو گئی تھی کہ محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم کا بیٹا محمد ارشد بٹ مرحوم آیا اور کہنے لگا کہ میری والدہ آپ کے گھر آنا چاہتی ہیں۔ میں نے جب گھر جا کر بتایا تو میرے گھر والے ناراض ہوئے اور کہنے لگے ان لوگوں نے پہلے دو مرتبہ انکار کیا ہے اب پھر کس کے لئے آرہے ہیں۔ جب والد گرامی کو پتا چلا تو آپ نے فرمایا چلو اگر وہ خواہشمند ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

بعد از نماز مغرب محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم کی بیگم، بیٹی اور محمد ارشد بٹ مرحوم بندہ کے گھر آئے اور والد صاحب مرحوم سے معذرت کی مگر بندہ کے والد گرامی نے بڑے وقار کے ساتھ اُن سے گفتگو کی۔ بندہ ناچیز کی (ہونے والی) ساس سے بہن جی، بہن جی کہتے ہوئے فرمایا! ہمیں کوئی ناراضگی نہیں اگر آپ پھر خواہش مند ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، ہم راضی ہیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ اب کیا معاملہ ہوا ہے؟ تو میری ساس کہنے لگیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ بابا جی صاحب خواب میں تشریف لائے اور سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا آپ کے ساتھ ایک چھوٹا سا لڑکا بھی تھا۔ میں نے عرض کیا حضور! کیا آپ ہم سے ناراض ہیں؟ آپ ناراضگی کی حالت میں وہاں سے گزر گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ وہ لڑکا کہنے لگا، بابا جی صاحب تم لوگوں



سے سخت ناراض ہیں، فوری طور پر منیر احمد یوسفی سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو، اور آپ اس کا قرضہ بھی تم اُتار دو گے کیونکہ اُس نے تمہاری بیٹی کی خاطر قرضہ لے کر مکان خیر کروایا اور تم لوگ عین وقت پر انکار کر گئے۔ دوسری طرف محمد نذیر بٹ صاحب مرحوم نے قطر سے ٹیلیفون کیا کہ میں جب سے انکار کر کے آیا ہوں سخت پریشان ہوں اور ایک دن خواب دیکھا کہ میں پہاڑی سے گر گیا ہوں۔ ایسے لگتا ہے حضور بابائی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ ناراض ہیں اس لئے منیر احمد یوسفی کے گھر جاؤ اور رشتہ کی بات کہی کر آؤ۔ بعد ازاں انہوں نے زبردستی خود میرا قرض بھی ادا کیا۔

### فرمانِ کامل پیر و مرشد:

سیدی مرشدی حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندہ ناچیز سے فرمایا تھا کہ تم نے اپنی بیوی سے کبھی نہیں پوچھا کہ تمہارے والد گرامی نے دومرتبہ ہاں کرنے کے بعد انکار کیوں کیا؟ بفضلہ تعالیٰ بندہ آج تک اپنے شیخِ کامل رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم کا رہندہ ہے۔

### بیٹے کے لئے دُعا:

ایک خاتون حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوئی گزارش کی کہ باباجی میرے لئے دُعا فرمائیں، اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا تم خود ہی دُعا کرو کہ یا اللہ مجھے بیٹا عطا فرما۔ میں آمین کہتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان، خالق کائنات نے اُس بی بی کو بیٹا عطا فرمایا۔

بندہ ناچیز، حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں زیارت کے لئے حاضر تھا کہ دو خواتین حاضر ہوئیں۔ اُن میں سے ایک نے عرض کیا باباجی سرکار آپ نے میرے لئے دُعا فرمائی تھی تو آپ کی دُعا کی برکت سے رب کائنات ہل شانہ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ اب آپ میری اس بہن کے لئے بھی دُعا فرمائیں تو

آپ نے انتہائی تواضع سے فرمایا بیٹا! میں نے دُعا کی تھی کہ تم نے خود دُعا کی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے تیری عاجزی اور انکساری اور درد و محبت کو قبول فرما کر تجھ پر کرم فرمایا۔ آپ نے اُسے فرمایا، اب تو اپنی اس بہن کے لئے بھی دُعا کر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسری خاتون کو بھی بیٹے سے نوازا۔

آپ کے اس انداز سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے جب کوئی آپ سے عرض کرتا سرکار آپ کی دُعا سے میرا فلاں کام ہو گیا ہے میری فلاں مراد پوری ہو گئی ہے تو آپ فرماتے نہیں پتر، تیری اپنی عاجزی بزم آگئی ہے۔ آپ فرمایا کرتے:

مٹے کچھ ایسے کہ مٹ مٹ کے بے نشان ہوئے  
ہمارا مٹنا بھی نشان یار ہو گیا

### پانی ضائع کرنے سے منع فرماتے:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ پانی بے کار بہانے سے منع فرمایا کرتے اگر کوئی شخص نلکے سے گرم پانی لینے کے لئے پینڈ پمپ چلاتا تو آپ اُسے فرماتے بیٹا پانی لوٹے میں بھرو اور اُسے بے کار نہ پھینکنا بلکہ کسی پودے کو ڈال دینا۔

آپ کا اندازِ عمل کیسا تھا؟ بندہ ناچیز چشم دید گواہ ہے کہ آپ رات کو پانی کا مٹکا اپنے پاس رکھ لیتے جب تہجد کیلئے وضو شریف فرمانے کیلئے لوٹے میں پانی ڈالتے تو اُسی مٹکے سے لیتے جب بندہ ناچیز آپ کی خدمت میں موجود ہوتا تو اُسی مٹکے سے پانی لے کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ بعد ازیں جب بندہ ناچیز وضو کے لئے مٹکے سے پانی لیتا تو تب پتا چلتا کہ پانی تو بہت ٹھنڈا ہے۔ یہ آپ کی جوانی کے وقت کی یعنی سن ۱۹۷۳ء یا ۱۹۷۴ء کی بات ہے اور یہ سردیوں کے موسم کی بات ہے۔ کتنی مشقت اور مجاہدہ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آپ نے کبھی اس بات کا اظہار نہ فرمایا کہ پتر منیر پانی بہت ٹھنڈا ہے۔ بلکہ آپ خاموشی سے وضو فرما لیتے۔



آپ فرمایا کرتے تہجد کے وقت انسان اٹھے تو شور نہیں ہونا چاہئے۔ بڑے رازدارانہ انداز میں تمام کام سرانجام دینے چاہئیں۔

**ڈوبتے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو بچانا:**

فیصل آباد کے علاقہ سمن آباد میں آپ کے عزیز محمد ظفر عاتق صاحب رہتے ہیں۔ کئی مرتبہ نماز جمعہ المبارک ادا کرنے کے لئے اگر کہیں پروگرام پر نہ جانا ہوتا تو سمن آباد ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ رات وہیں قیام فرماتے صبح کی نماز کے بعد جب سورج طلوع ہوتا تو گھر کے جنوب کی طرف نہر کے قریب چار پائی بچھا کر مصروف مطالعہ ہو جاتے اور جب وضو کی حاجت ہوتی تو نہر کے کنارے پر بیٹھ کر وضو شریف فرماتے۔ وضو سے پہلے یا وضو کے بعد درخت کی گری پڑی ٹہنی پکڑ لیتے اور نہر سے کیڑے مکوڑے نکالتے بندہ ناچیز عرض کرتا سرکار آپ یہ کیا کرتے ہیں، تو فرماتے پتر منیر، ہر مخلوق اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ذکر کرتی ہے یہ کیڑے مکوڑے بھی ذکر الہی کرتے ہیں۔ اس لئے میں ان کو پانی سے نکالتا ہوں کہ جب تک زندہ رہیں گے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کا ذکر کرتے رہیں گے تو مجھے بھی ثواب ملتا رہے گا۔

دراصل یہ آپ کی زندگی کے عظیم اعمال میں سے ایک عمل ہے جو تعلیم و تربیت کے حصوں میں سے ایک خوبصورت عمل ہے۔ اس عمل کی برکتیں آج بھی اپنی نورانیت پیدا کرتی ہیں جب کیڑے مکوڑے ایسی حالت اور موت و زندگی کی کشش میں نظر آتے ہیں تو حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ عمل مبارک رہنمائی کرتا ہے اور آپ کی یاد سے دل منور رہتا ہے۔

**سائیکل کی سواری کے وقت خوبصورت گفتگو:**

۷۰-۱۹۶۹ء میں عام لوگوں کے پاس موٹر سائیکل نہیں ہوتی تھیں۔ اکثر لوگ سائیکل پر سواری کرتے تھے۔ بندہ ناچیز کو اکثر مواقع ملتا رہتا کہ آپ کے ساتھ

سائیکل پر جامع مسجد دہلیری فیصل آباد سے لاری اڈے تک جاتا یا پھر آستانہ عالیہ علیہ کو جہاں شریف سے براستہ جگ دے دیا چکے تانہ لیا نوالہ جاتا۔ آپ مجھے فرماتے میں پیچھے کیرئیر پر بیٹھتا ہوں تو تم سائیکل چلاؤ یا تم پیچھے بیٹھ جاؤ میں سائیکل چلاتا ہوں۔ تو بندہ ناچیز عرض کرتا حضور آپ آگے بیٹھیں میں سائیکل چلاتا ہوں۔ آپ فرماتے پتر منیر آگے یا پیچھے بیٹھنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن بندہ ناچیز ادا با گذارش کرتا نہیں سرکار آپ آگے بیٹھیں تو آپ اس وقت فرماتے پتر منیر پیر آگے ہو تو رہنما ہوتا ہے پیچھے ہو تو پشت پناہ ہوتا ہے، کندھوں پر ہو تو سر کا تاج ہوتا ہے۔ اپنے کندھوں پر بٹھائے تو کشتی نوح ہوتا ہے۔ بندہ ناچیز عرض کرتا سرکار آپ میرے رہنما بھی ہیں اور پشت پناہ بھی سر کا تاج بھی ہیں اور کشتی نوح بھی لیکن آپ آگے ہی تشریف رکھیں۔ پھر بندہ کو نصیحت فرماتے اچھا پتر منیر دھیان سے سائیکل چلانا اگلے ٹائر کے نیچے کوئی کیڑا مکوڑا نہیں آنا چاہئے پچھلے ٹائر کی تھبے پوچھ نہیں اگلے ٹائر کی پوچھ ہوگی۔

**فنائی الرسول کیسے ہوتا ہے؟**

آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے اگر کسی کی بے شمار اطراف میں توجہ بنی ہو یا بے شمار اطراف میں دل لگا ہو تو ایک طرف لگانے میں بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ اس لئے شیخ کامل کا کام یہ ہوتا ہے کہ مرید کی توجہ صحیح کرے۔ لہذا پہلا سبق فنائی الشیخ کا ہوتا ہے۔

جب مرید کے دل میں شیخ کی محبت راسخ ہو جاتی ہے مرید کامل پیر و مرشد کی ہدایات پر عمل کرتا ہے اور اوراد و وظائف کی پابندی کرتا ہے، نماز پنجگانہ اور تہجد کو باقاعدگی سے ادا کرتا ہے۔ تو دل سے انقطاع کلی عن الخلق کی منزل حاصل ہو جاتی ہے اور شیخ کے حکم کی تعمیل میں ہر تن گوش متوجہ رہتا ہے۔ جب شیخ کامل ملاحظہ فرماتا ہے کہ مرید صادق کی آنکھ اور دل بے راہ روی سے باز آگیا ہے، فداکاری اور جا شناری کے نور سے منور ہو گیا ہے تو شیخ کامل اُسے فنائی الرسول کی منزل کی طرف گامزن فرما دیتا ہے۔



ایک مرتبہ نماز جمعۃ المبارک ادا کرنے کے بعد فیصل آباد کے جنرل بس سٹینڈ پر طالبان صادق کو الوداع کرنے کے لئے آپ مریدین کے جھرمٹ میں جکڑ رہے تھے۔ بندہ ناچیز نے عرض کیا یا سرکار فانی الشیخ ہونے کے بعد انسان فانی الرسول کیسے ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا شیخ کامل آن واحد میں مرید صادق کو فانی الرسول کی منزل تک بتوفیق الہی پہنچا دیتا ہے اور پھر بندہ ناچیز کو جو آپ کی زیارت میں ٹکٹگی باندھے ہوئے تھا۔ ہرے چہرہ کو ہاتھ کے جھٹکے سے یکدم پھیرا اور فرمایا اس طرح فانی الرسول کیا جاتا ہے۔

### وصال سے ایک ماہ پہلے سلام بھیجنا:

باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی ماہ قبل مجھے فرمایا تھا کہ پڑ منیر میں تمہیں اپنے وصال سے ایک ماہ پہلے سلام بھیجوں گا۔ ایک ماہ پہلے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ باباجی صاحب نے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو سلام بھیجا ہے۔ ہم نے سلام کا جواب دے دیا لیکن یہ خیال نہ رہا کہ یہ تو وہی سلام ہے جس کا ذکر آپ نے کچھ عرصے پہلے فرمایا تھا۔ وصال شریف کی خبر سننے کے بعد سلام کا واقعہ یاد آیا۔

### قبل از وصال شریف:

خلیفہ مجاز پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب فرماتے ہیں:

قبلہ و کعبہ سیدی مرشدی و مولائی فیض گنج پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گلیہ قدس سرہ العزیز اپنے وصال شریف سے ۱۴ روز قبل ۱۲ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز پیر ٹاؤن شپ لاہور میں اپنے خلیفہ مجاز پیر طریقت سید ذوالفقار علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہاں آخری بار رونق افروز ہوئے۔ آپ کی ایک باکمال کرامت جو ہمیں پوری زندگی یاد رہے گی۔ ممکن ہے کہ اس کرامت پر کسی صاحب نے غور فرمایا کہ نہیں مگر بندہ ناچیز نے اس باکمال کرامت پر کئی بار غور کیا۔ جب بھی کبھی آپ کی لاہور میں تشریف آوری ہوتی شاید ہی الا ماشاء اللہ کسی پیر بھائی کو آپ کی

آمد کی اطلاع ہو۔ تمام پیر بھائی بغیر اطلاع کے آپ کی جانب خود بخود کھینچے چلے جاتے جہاں بھی آپ قیام پذیر ہوتے۔ جیسے لوہے کے تمام ذرات میگنٹ کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں۔ ایک جمعۃ المبارک کو خلیفہ اعظم الحاج پیر طریقت رہبر شریعت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی کی معیت میں پیر مسعود احمد صاحب دیر محمد شاہ صاحب دیر شیخ رحمت علی یوسفی مرحوم اور بندہ حقیر پیر تقصیر جامع مسجد دنگیری غلام محمد آباد فیصل آباد میں باباجی سرکار گھینہ علیہ الرحمہ کی زیارت کیلئے پہنچے ہی تھے۔ آپ نے فی البدیہہ پیر جلال انداز سے فرمایا کہ بیٹا آج تم خود بخود نہیں آئے بلکہ تمہیں بلایا گیا ہے۔ آپ کے اشارہ بتانے کا یہی مقصد تھا کہ ہم سب کی تائیں اور ذوریاں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ آپ جسے چاہتے ہیں اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ پھر آپ نے اپنی کمال محبت و شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنی خاص نوازشات سے بھی نوازا اور ہمیں یعنی جناب پیر محمد مسعود احمد صاحب جناب پیر محمد شاہ صاحب اور بندہ حقیر پیر تقصیر محمد رفیق یوسفی کو فیض خلافت سے نوازا۔ جس کا ہم سب تاقیامت بھی احسان نہیں چکا سکتے۔

اُس دن بھی جب پیر سید ذوالفقار علی شاہ صاحب کے ہاں لاہور میں آخری بار تشریف فرما ہوئے تو آپ نے اسی باکمال کرامت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے لاہور سے تمام برادران طریقت کی ذوریاں کھینچ کر اپنی بارگاہ میں جمع کر لیا اور اپنی زیارت سے نوازتے ہوئے اپنے فیضان سے سب کو مستفید فرمایا فقیر بھی انہی دوستوں میں شامل تھا۔ سلام دعا کے بعد آپ کی قدم بوسی کیلئے آپ کے حضور جھکا تو آپ نے یہ شعر ارشاد فرمایا:

لوکی گھر بیہ کے آرام چنے کردے نہیں  
ساڈیاں نت پردیں نوں تیاریاں نہیں  
آپ سے یہ شعر سماعت کرنے کے بعد بندہ مبہوت سا ہو گیا اور لمحہ بھر کیلئے وجود پر سناٹا چھا گیا اور ناقص اعقل نے یہ مفہوم اخذ کیا کہ آپ اپنے وصال



(مبارک) کی تیاری فرما رہے ہیں۔ اس سے قبل ہماری ایک بیوی بہن نے ۶ ماہ قبل اسی طرف اشارہ تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”باباجی کا عنقریب بیاہ ہونے والا ہے۔“ یہ خاتون انتہائی متحیہ و پرہیزگار ہے اور باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی خاص منظور نظر بھی ہے اور ان پر آپ کی خصوصی توجہ بھی ہے۔ باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صدقہ سے ان کے محلہ کی بہت سی عورتیں ان کے روحانی فیض سے مستفید ہوئیں۔ بندہ اسی فکر میں مبتلا تھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ جب مؤذن نے مسجد میں اذان پڑھ لی تو آپ نے تمام برادران طریقت کو ارشاد فرمایا: تم سب مسجد میں نماز ادا کر آؤ میں یہیں نماز ادا کر لوں گا۔ جب ہم نماز کیلئے باہر نکلے تو بندہ نے بیہ طریقت رہبر شریعت الحانی علامہ منیر احمد یوسفی صاحب سے اپنے مندرجہ بالا خدشہ کا اظہار کیا تو آپ نے مجھ پر بڑی ناراضگی کا اظہار فرمایا اور عالمانہ انداز میں میرے خدشے کا رد بھی کیا۔ جس سے مجھے اپنی سوچ پر شرمندہ ہونا پڑا۔ بندہ نے اپنے خیالات کی نفی کرتے ہوئے توپ استغفار کی۔ ہمارے درمیان جو بھی گفتگو ہوئی باباجی سرکار علیہ الرحمہ بھی اس پر تصرف فرما رہے تھے۔ جب نماز عصر ادا کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ بعد سلام دعا آپ کی بارگاہ میں دست بوسی کیلئے بندہ حقیر نے سر جھکا یا تو آپ نے مندرجہ ذیل شعر ارشاد فرمایا:

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بان متی نے کنبہ جوڑا

قادر نے ایسی قلم چلائی نہ رہی اینٹ نہ رہا روڑا

یہ شعر بھی آپ کے وصال شریف کی طرف اشارہ تھا۔ برادران طریقت سے مختلف واقعات و احوال سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے وصال کی اطلاع ہر ایک بھائی کو اشارہ یا کنایہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور دی۔ کسی کو کچھ ماہ قبل کسی کو کچھ روز قبل کسی کو اپنے وصال کی رات راقم الحروف کو بھی وصال کی رات اپنی زیارت سے نوازا۔ جیسے آپ اپنی چار پائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ کا پر نور و نورانی چہرہ مبارک ۹ بندہ ناچیز حمید احمد یوسفی بھی دراصل اس بات کو کچھ گیا تھا کہ آپ دنیا سے سفر کی تیاری میں ہیں مگر اس تسلی دینے کے لئے بیہ طریقت حاجی محمد رفیع یوسفی صاحب کی بات کا رخ پھیرنے کی کوشش کی۔

ہشاش ہشاش ہے۔ بندہ آپ کے چہرہ مبارک کے بالکل سامنے بیٹھا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اوپر اتیرے پاس کچھ پیسے ہیں؟“ کچھ ایسے احساس ہوا جیسے آپ نے کوئی دوائی منگوائی ہو۔ اس وقت حقیقتاً جیب میں ایک ہی روپیہ تھا۔ عرض کیا حضور! ایک ہی روپیہ ہے۔ پھر آپ نے اچھا فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ مبارک کو ڈھانپ لیا۔ بندہ بہت ہی گھبرایا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس اشارہ سے آپ کی مراد کیا ہو سکتی ہے؟ اسی پریشانی اور فکر میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی کی طرف دیکھا تو ۴ بج چکے تھے۔ اسی پریشانی میں نماز تہجد ادا کی اور اپنے اوراد و وظائف کو مکمل کیا اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد دکان پر پہنچ گیا۔ پریشانی برقرار تھی۔ اپنے آپ کو مصروف کرنے کی کوشش کی مگر سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ دل و دماغ میں وہی سوال تھا کہ آپ کا اپنے ہاتھوں سے چہرہ کو چھپانے کا کیا مقصد تھا؟ اسی پریشانی کے عالم میں ۹ بج چکے تھے کہ اچانک حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب نے آکر اطلاع دی کہ ابھی ابھی باباجی سرکار پیر طریقت حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی اور دیگر اہل خانہ کی موجودگی میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تب جا کے یہ عقدہ کھلا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے چہرہ مبارک کیوں چھپایا تھا۔ کبر ال آبادی کی ربائی آپ کی خدائی کی غمازی کرتی ہے۔

ہمیں یار سے وصل کی آرزو ہے

شب و روز دل کی یہی جستجو ہے

نہیں بھاتی ہیں باتیں مجھ کو کسی کی

سُنی جب سے اپنے یار کی گفتگو ہے

انتقال پر ملال:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنے ایک پرانے ملنے والے دوست کی بیماری اپنے لئے قبول کر لی ہے۔ آپ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ بروز منگل اپنے آبائی گاؤں میں صبح ۹



بجے داعی اَجَل کولیبیک کہا۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی اور برادر طریقت محمد یوسف یوسفی مرحوم صدیقہ کا لوئی والے آپ کے وصال سے دو روز پہلے آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تھے۔ بندۂ ناچیز نے جب واپسی کی اجازت چاہی پہلے تو اجازت نہ ملی پھر فرمایا اچھا پھر جلدی واپس آ جانا۔ وہاں سے ۲۵ دسمبر بروز پیر صبح ۱۱ بجے واپسی ہوئی۔ پہلے سمندری گئے، وہاں بھائی عبدالغفور صاحب اور طالب حسین صاحب مرحوم اور دیگر پیر بھائیوں سے ملاقات کی۔ پھر وہاں سے لاہور رات دس بجے واپسی ہوئی۔ اگلے دن صبح اطلاع آگئی کہ حضور بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ پردہ فرمائے ہیں۔ جس وقت آپ نے پردہ فرمایا آپ کے پاس گھر کے افراد اور مجمع انوار گلیہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی تشریف فرما تھے آپ نے پردہ فرمانے سے کچھ دیر پہلے دلیہ کا ناشتہ کیا۔ پانی نوش فرمایا اور اپنے بیٹے سے فرمایا مجھے لٹادو۔ لیٹتے ہی عجیب کیفیت نظر آئی تو صاحبزادہ صاحب نے ابا جی، ابا جی کہتے ہوئے آواز دی تو آپ نے فرمایا:

بیٹا کلمہ شہادت پڑھو۔

چنانچہ آپ نے اور قریب کھڑے گھروالوں نے دوسرے کلمہ شہادت پڑھا اور آپ ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دے گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

بروز بدھ دن کے ۱۲ بجے غسل دیا گیا۔ غسل کے موقع پر حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے چاروں صاحبزادگان والا شان موجود تھے۔

غسل دینے کا اعزاز پیر طریقت محمد رفیق یوسفی، خالد محمود یوسفی، ڈاکٹر نیر احمد قریشی یوسفی اور محمود احمد یوسفی صاحبان (لاہور والوں) نے حاصل کیا۔

نماز جنازہ ۲ بج کر ۳۵ منٹ پر ادا ہوئی۔ نماز جنازہ پڑھانے کے فرائض صاحبزادگان کی خواہش کے مطابق محدث کبیر شیخ الحدیث و الشیخ مفتی اعظم پاکستان شارجہ بخاری حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (فیصل آبادی) نے سر انجام

دیئے۔ تابوت کی تیاری کا اعزاز تاندلیا نوالہ کے جناب محمد اشفاق صاحب مرحوم نے حاصل کیا۔ بروز بدھ شام پانچ بجے تابوت شریف قبر مبارک میں رکھا گیا۔ مزار پر انوار میں تابوت شریف رکھنے کی خدمت مجھ ناچیز سمیت کئی برادرین طریقت نے حاصل کی۔

وصال شریف اور غسل مبارک:

پیر طریقت حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب کی زبانی:

اولیاء کرام کا وجود مبارک ہم گنہگاروں اور دنیا داروں کے لئے انتہائی باعث رحمت و بابرکت ہوتا ہے۔ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی بے نظیر تصنیف ”کشف المحجوب“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اولیاء اللہ خدا کے ملک کے منتظم اور والی ہوتے ہیں اُن کی برکت سے بارشوں کا نزول ہوتا ہے اور اُن کے احوال کی صفائی سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔“

اسی طرح ہمارے سیدی مرشدی مولائی فیض گنجور علامہ حاجی محمد یوسف علی گنجیہ قدس سرہ العزیز کا وجود مبارک بھی ہمارے لئے باعث صد افتخار اور بے بہا نعمتوں و برکتوں کا مرکز تھا۔ تمام تر زندگی آپ کی اللہ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت میں گزری۔ آپ کا کوئی بھی عمل رضائے خداوندی اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے خالی نہ تھا۔ سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارک کو نہیں چھوڑا۔ دین حق کی بلندی کے لئے ملک بھر میں تمام عمر دن رات مصروف رہے۔ آپ پر مبلغانہ، مصلحانہ اور منظرانہ رنگ غالب تھا۔ آپ کا کتب خانہ تقریباً ۵۰۰۰ (پانچ ہزار) کتابوں پر مشتمل ہے۔ ہر کتاب کے صفحات تمام تر حوالہ جات سے مزین ہیں۔ آپ کے ہم عصر آپ کو ”مطالعہ کا شہنشاہ“ کہتے تھے۔ آپ مخالفین کے ہر قسم کے سوالات کے جوابات قرآن مجید اور حدیث پاک کی روشنی میں مدلل انداز میں دیتے۔ آپ کا چہرہ مبارک اس قدر روشن اور نورانیت سے پردہ تھا کہ دیکھتے ہی خدا یاد آ جاتا تھا۔ آپ پر ہمیشہ رقت اور وجدانی کیفیت طاری رہی۔



آپ کی خدمت میں بیٹھنے والے کو بھی وجد و رقت محسوس ہوتا۔ یعنی وہ بھی اس لمحہ سے خالی نہ رہتا۔ آپ کے جسم مبارک سے ہلکی سی، بینی سی، بینی سی ایک خوشبو بھی آتی رہتی تھی۔ آپ ہر ایک سے انتہائی کمال کی محبت و شفقت فرماتے ہر کوئی ایک دوسرے سے یہی کہتا کہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ سب سے زیادہ اُسے پیار کرتے ہیں۔ اور ہماری بے شمار کوتاہیوں سے درگزر بھی فرماتے۔

آپ بروز منگل صبح ۹ بجے ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ بروز منگل صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب اور دیگر اہل خانہ کی موجودگی میں کلمہ شہادت پڑھتے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۝ آپ کے وصال کی خبر دور و نزدیک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ بے شمار پیر بھائی اور عقیدت مند حضرات رات گئے آپ کے آستانہ عالیہ پر پہنچ چکے تھے۔ آپ کے فم میں ہر آنکھ اشکبار تھی۔ چاروں طرف آدھ بکا اور سسکیاں ہی سنائی دیتی تھیں۔ ہر ایک فرد ہا جی سرکار علیہ الرحمہ کے ساتھ گزرے ہوئے اُن حسین لمحات کو یاد کرتے ہوئے روتا رہا۔ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کی خوبصورت باتیں اور کرامات جن بزرگوں اور دوستوں کی موجودگی میں ظہور پذیر ہوئی تھیں۔ وہ بیان ہوتی رہیں اور ساری رات انہی یادوں کے سہارے گزر گئی۔ صبح فجر کی نماز کے بعد چھبیز و تدفین کے انتظامات کا سلسلہ شروع ہوا جب آپ کی قبر کشائی کے لئے جگہ کا تعین ہو چکا تو ناچیز خادم کو قبر کشائی کے لئے تھوڑا سا حصہ مل گیا۔

جب غسل کا موقعہ آیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کی دُعاؤں کی برکت و صاحبزادگان کی محبت و شفقت سے آپ سرکار قدس سرہ العزیز کے غسل کی سعادت اس فقیر کو میسر ہوئی۔ جب بندہ نے بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کو دوستوں کی مدد سے چار پائی سے اٹھا کر غسل کے لئے لٹایا تو یہ احساس ہوا سخت سردی ہونے کے باوجود آپ کا جسم مبارک بالکل نارمل حالت میں ہے۔ آپ کو وصال شریف کے ۲۷ گھنٹے گزر جانے کے بعد غسل دیا

جار ہاتھا۔ سخت سردی کی وجہ سے آپ نے دیکھی روٹی سے بنی ہوئی موگلیہ رنگ کی جری پورے بازو والا سویر ایک کرتہ اور بنیان زیب تن کی ہوئی تھی۔ آپ کو بندہ حقیر نے دوستوں کی مدد سے بٹھا کر آسانی سے اُن کو اُتارا۔ میرا تجسس اور حیرانگی اُس وقت بڑھا جب آپ کو وضو کرایا گیا آپ کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بازوؤں کی حرکت بالکل نرم ملائم نارمل حالت تھی جیسے آپ زندہ ہیں۔ میرے لئے یہ زندگی کا ایک نیا تجربہ تھا۔ چونکہ اس سے قبل بندہ کو کئی مرتبہ اپنے عزیز واقارب میں کئی دوست احباب کو غسل دینے کا اتفاق ہوا۔ کبھی ایسا دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا کہ کسی کا جسم اتنا نرم و ملائم ہو۔ چونکہ طبی روح سے تو نوٹسیدگی کے بعد ۶ سے ۸ گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ۱۰ گھنٹے تک جسم کا خون منجمد ہو جانے سے جسم بالکل اکڑ جاتا ہے۔ کسی بھی عضو کو حرکت دینا ممکن نہیں ہوتا۔ جسم پر پانی بہانے کے بعد جب گتھلی کی مدد سے صابن مانا شروع کیا تو تمام جسم کے مسلر اور رُوٹکلا رُوٹکلا پھڑک رہا تھا۔ پیٹ اور سینے کے بہت زیادہ مسلر پھڑک رہے تھے۔

### ماضی کا ایک واقعہ:

ایک مرتبہ ستمبر ۱۹۸۰ء میں حضرت بابا جی سرکار علیہ الرحمہ شدید بیمار تھے اور بندہ ناچیز حقیر کے پاس نگینہ فرنیچر زمصری شاہ لاہور میں اُوپر والی منزل میں تشریف فرما تھے۔ ذکر اسم ذات اللہ ہوئی تلقین فرماتے ہوئے ذکر اسم ذات اللہ ہو کے فواند میں آپ نے فرمایا کہ بیٹا میں اپنے جسم کے جوڑ جوڑ اور رُوٹکلا رُوٹکلا سے اللہ ہوا اللہ کے ذکر کی صاف صاف آوازیں سنتا ہوں۔ پھر ساتھ ہی آپ نے پر جوش لہجہ میں اپنے پیٹ مبارک سے کرتہ اٹھا کر پیٹ پر ہاتھ ملتے ہوئے فرمایا: ”او پڑا اے و کچھ جدوں میں مراں گا میرا جسم دانوں کوں پھڑکدا ہووے گا۔“ جب بندہ نے آپ کا یہ فرمان عالی شان حاضر بن غسل کندہ کوسنایا کہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ نے مجھے نو سال قبل ایسا ارشاد فرمایا تھا تو تمام حاضرین کی چیخیں نکل گئیں۔

بندہ آپ کے اس تصرف پر سو دلوں سے جان سے قربان ہے کہ آپ کو



بھٹائے الہی علم تھا کہ یہی خادم محمد رفیق یوسفی ہی آپ کو نسل کے فرائض انجام دے گا۔ اس لئے آپ نے ایسا فرمایا کہ یہ دیکھ بھی لے اور لوگوں کو بتا بھی دے کہ کالمین کبھی نہیں مرتے، وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ آپ کی نعت مبارک کا ایک شعر جو مندرجہ بالا واقعہ کی غمازی کرتا ہے۔

میری لاش نوں رونا پا چھڑیا وچ قبر دے یاراں رو رو کے

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کون کہتا ہے مومن مر گئے قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

بزرگوں کے مزارات پر عمارت کا ہونا جائز ہے:

ایک روز بندہ ناچیز حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ دوران گفتگو آپ نے بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی کو حضور بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز کی علمی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن اس موضوع پر گفتگو ہوئی کہ کیا مزارات پر عمارت کا ہونا جائز ہے یا ناجائز؟ تو حضرت بیہ طریق حاتی محمد یوسف علی گھنیزہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت جواب دیا۔ (جو قارئین کرام کے لئے تحریر ہے) حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

حضرت قبلہ گھنیزہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمارت کے جواز میں ”اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم“ کو پیش کیا کہ جب سرکار کائنات ﷺ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کے جسم اطہر کو دفنانے کا مرحلہ آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس معاملہ میں متشکر ہوئے کہ کہاں دفنایا جائے؟ تو ائمہ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ (میرے والد گرامی امیر المؤمنین) حضرت (سیدنا) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف بیان فرمائی کہ میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ایک بات سنی ہے وہ یہ کہ: **هَذَا قَبْضُ اللَّهِ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ**

**يُذْفَنُ فِيهِ أَذْنُؤُهُ فِي مَوْضِعٍ فَرَّاشِهِ**۔ ”اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بیطو بے حد) کے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو وفات نہیں دی مگر اُس جگہ جہاں اُن کا دفن کیا جانا پسند تھا“ (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بیطو بے حد) اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہاں تدفین پسند فرماتا ہے وہیں انہیں فوت کرتا ہے) حضور ﷺ کو آپ ﷺ کے بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو۔ لہذا حضور ﷺ کو ائمہ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہی دفنایا جائے گا۔ حجرہ مبارک مکمل ایک گھر تھا جس کی دیواریں کھڑکیاں دروازیں اور چھت بھی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی حجرہ میں آپ ﷺ کو دفنایا۔ حضرت گھنیزہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر عمارت کا ہونا ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے ساری عمارت کو گراتے پھر دفناتے مگر ایسا نہیں ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح مزار شریف پر عمارت کا ہونا جائز ہے اسی طرح عمارت میں مزار شریف کا ہونا بھی جائز ہے۔

### اصلاح و تنبیہ

بردار طریقت محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم مکی رسول پور جٹاں والے ۱۹۷۳ء میں ایک جمعۃ المبارک کے موقع پر جامع مسجد دہلیگیری سول کوارٹرز فیصل آباد میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار قدس سرہ العزیز کی زیارت اور ادائیگی نماز جمعۃ المبارک کے لیے حاضر ہوئے اور بعد از نماز جمعۃ المبارک انہوں نے روتے ہوئے اپنی ہمشیرہ کی اور اپنی پریشانی کا حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ ہمارے بہنوئی نے سیالکوٹ سے خط بھیجا ہے کہ آپ کی ہمشیرہ کے ساتھ میرا بھانپنا نہیں ہو سکتا، آپ اُسے آکر لے جائیں۔ میں اُسے اپنی زوجیت سے خارج کرنا چاہتا ہوں۔ پریشانی کے اظہار کے بعد عرض کیا اگر آپ فرمائیں تو میں اپنے ماموں محمد ابراہیم چشتی صائم صاحب علیہ الرحمہ کو ساتھ لے جاؤں۔ (بندہ ناچیز بھی اُس موقع پر موجود تھا۔) آپ نے محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم کی

۱۔ تاریخ الخلفاء مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۶۳ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۳۶۱۸۷۱



بات سننے کے بعد فرمایا ٹھیک ہے۔ صائم صاحب کو لے جاؤ۔

کچھ دیر کے بعد جب مسجد سے جانے لگے تو آپ نے فرمایا پھر صائم صاحب کو ضرور تکلیف دینی ہے خود ہی چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اکیلے ہی سیالکوٹ چلے گئے۔ دو جمعوں کے بعد جناب محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم پھر جامع مسجد دشتگیری فیصل آباد حاضر ہوئے۔ A

نماز جمعۃ المبارک کے بعد انہوں نے اپنے بہنوئی کا واقعہ سنایا۔ عرض کیا باباجی سرکار میں آپ کے حکم سے اکیلا ہی سیالکوٹ چلا گیا۔ جب میں اپنے بہنوئی کے گھر گیا تو میں نے دروازہ کھٹکایا، بہنوئی صاحب گھر ہی تھے۔ باہر آئے اور میرے پاؤں میں گر گئے۔ میں نے سلام عرض کیا انہوں نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا بھائی جان مجھے معاف کر دو۔ میں نے آپ لوگوں کو بہت تکلیف دی۔ محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم فرماتے ہیں میں نے کہا بھائی جان خیر ہے، آپ نے تو خط لکھا تھا کہ اپنی بہن کو لے جاؤ لیکن اب آپ معافی مانگ رہے ہیں تو انہوں نے کہا مجھے یہ بتائیں بڑی سی پگڑی والے سفید لباس میں ملبوس، دراز قد والے بزرگ کون ہیں؟ اسلم صاحب مرحوم نے پوچھا ابھی مسئلہ کیا ہے؟ تو بہنوئی صاحب نے اپنا خواب سنایا کہ مذکورہ بالا حلیہ کے حسین و جمیل و جیہہ بزرگ خواب میں ملے ہیں۔ انہوں نے میری اصلاح فرمائی گھر کی آبادی کی تلقین فرمائی اور طلاق دینے کے ناپسندیدہ عمل سے روکا نیز تنبیہ فرمائی کہ یہ ہماری بچی ہے آئندہ کبھی طلاق کا نہ سوچنا۔ اپنے گھر کو بساؤ اور اس سے اچھا سلوک کرو۔ یہ بیان کرنے کے بعد بہنوئی نے معافی مانگی اور آئندہ کے لیے عہد کیا کہ میں ایسی بات نہیں کروں گا۔ اور آپ کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

محمد اسلم یوسفی صاحب مرحوم نے بہنوئی کو بتایا جن بزرگوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ ہمارے پیر و مرشد باباجی سرکار نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو آپ کے خواب میں آئے تھے۔

A (جناب محمد اسلم صاحب اکثر جامع مسجد دشتگیری حاضر ہو کر جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرتے تھے)



قطب جلی، پیر طریقت، رہبر شریعت، فیراویج شرافت، مصر محبت،  
زبدۃ العارفین، ہیکر صدق و صفا، عاشق مصطفیٰ، فنا فی المصطفیٰ، پروانہ  
توحید و رسالت، امین علم لدنی، حضرت قبلہ علامہ مولانا

## حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی، قدس سرہ العزیز

## کے معمولات

و

## وظائف



## معمولات و وظائف

آپ فرمایا کرتے تھے ہر برادر طریقت کو سلوک کی منازل کو طے کرنے کے لئے اپنے معمولات، عبادات اور وظائف میں مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئی ارادت مند اُس وقت تک روحانی ترقی نہیں کر سکتا جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی بندگی اور رسول کریم ﷺ کی پیروی میں اخلاص اور خشوع و خضوع کا پیکر نہ ہو۔

بے وفائی دنیا کی فانی زندگی میں آخرت کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی منزل نماز، ہجگانہ کی صحیح طور پر ادائیگی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

پھر معمولات میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے کچھ وظائف کئے جاتے ہیں جن میں انہماک اور اشتیاق دیگر عبادات اور معاملات کی درستگی کا سبب بنتا ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے بندوں کو دنیوی مصروفیات دین سے دور نہیں کرتیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد نے قرآن مجید میں ”مردان خدا“ کی پہچان بیان فرمائی ہے کہ:-

”رَجَالٌ لَا تُلِهِمْ بَعَارَةٌ وَلَا يَبِيعُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَاقَامِ الصَّلَاةِ وَآتَاءِ الزَّكَاةِ ۖ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ“<sup>۱</sup>

”(اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے) بندے وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت (اللہ تبارک و تعالیٰ) کی یاد اور نماز پر پار کھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گے۔“

۱ النور: ۳۷۔

جس طرح دن اور رات کا بڑا حصہ کاروبار میں صرف ہوتا ہے ایسے ہی عبادات و وظائف کا سلسلہ جاری رہنا روحانی زندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہے۔

## وظائف:

(۱) رات کو سونے سے قبل وضو کر لیا جائے۔ بستر پر لیٹنے سے قبل بستر کو جھاڑ لیا جائے۔ ایک دفعہ آیت الکرسی اور سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس بمعہ بسم اللہ شریف تین تین مرتبہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے سر سے لے کر پاؤں تک ملا جائے۔ پھر دائیں کروٹ، بائیں انداز لیٹا جائے کہ دایاں ہاتھ، دائیں رخسار کے نیچے رکھیں اور نیند آنے تک درود شریف صَلَّی اللہُ عَلَیْ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَیْ آلِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پڑھتے رہیں اور ایک دفعہ یہ مقدس کلمات پڑھ لیں۔

اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأُحْيٰی ۲

”اے میرے اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تیرے نام پر مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں (یعنی نیند سے بیدار ہوتا ہوں)“

(۲) طلوع فجر سے گھنٹہ، پون گھنٹہ قبل بیدار ہوں، بیدار ہوتے ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو رگڑ کر اچھی طرح آپس میں ملیں اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملیں اور یہ دعائیہ کلمات پڑھیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ۳

”تمام تعریفیں اللہ (تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) کی ذات پاک کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ فرمایا (یعنی سونے کے بعد جگایا) اور ہمیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۳۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، جلد ۲ ص ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹



بعد ازیں حاجات ضروریہ سے فارغ ہو کر اچھی طرح وضو کیا جائے۔ وضو کرتے ہوئے مسواک بھی کی جائے۔ مسواک کرنے سے نماز کا درجہ ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ مسواک اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے پیارے محبوب کریم ﷺ کی پیاری سنت ہے۔ بعد از وضو (۲) رکعت نفل تحیہ الوضو (۲) رکعت نفل شکرانہ اور (۸) رکعتیں (۲+۲+۲+۲) بہ نیت تہجد ادا کی جائیں۔ مذکورہ بالا ۱۲ رکعتیں اس طرح ادا کی جائیں کہ ہر پہلی رکعت میں شات، تعوذ، تسمیہ، الحمد شریف اور پانچ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی جائے، باقی رکوع و سجود عام نمازوں کی طرح ادا کریں اور پھر دوسری رکعت میں تسمیہ (یعنی بسم اللہ شریف) الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح مکمل کی جائے (تہجد کے لئے سونا ضروری ہے، چاہے دوزانو بیٹھ کر ہی اُگلے لیا جائے) تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد پانچ تسبیح دُرود شریف ”خضری“ پڑھا جائے۔ جس کا پچھلے صفحہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

### اورادو وظائف:

آپ فرمایا کرتے تھے سب اوراد سے بڑا اور دیرے پاس ”اوراد فتحیہ شریف“ ہے جس میں ”۱۴۰۰“ اولیاء اللہ کا فیض ہے اور بندۂ ناچیز عرض کرتا ہے کہ ایک آپ کو شامل کر کے ۱۴۰۱ اولیاء اللہ کے فیضان کا مجموعہ بنتا ہے۔ آپ نے اکثر مریدین کو ”اوراد فتحیہ شریف“ کی اجازت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اس وظیفہ کو تہجد کے بعد عام حالات میں ایک دفعہ کی اجازت فرماتے تھے۔ اگر کوئی اپنی تکالیف اور پریشانیوں کی شدت کا ذکر کرتا تو اُسے تین یا گیارہ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اس اوراد فتحیہ شریف کے پڑھنے والوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی خصوصی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں تنگدست اور مقروض کو تقویٰ اور سورۃ الاخلاص اور تیسرے کلمہ کی پانچ پانچ تسبیحات کی تعلیم فرماتے تھے۔

### اوراد فتحیہ شریف:

سیدی مرشدی امین علم لدنی حضرت قبلہ علامہ مولانا باباجی گھینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اوراد فتحیہ شریف کا فارسی اور اردو زبان میں نہایت خوبصورت ترجمہ فرمایا ہے۔ جب آپ نے اوراد فتحیہ شریف کا ترجمہ کیا تو بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو یہ اعزاز نصیب ہوا کہ آپ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ ناچیز کو نکھواتے تھے اور میں لکھتا جاتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کے فضل و کرم اور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم اور اجازت سے بندۂ ناچیز نے اُسے شائع کیا۔ آج جن پیر بھائیوں اور دیگر لوگوں کے پاس اوراد فتحیہ شریف ہے وہ گھینہ کتب خانہ لاہور سے چھپا ہوا ہے اس کے آج تک کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو دین و دنیا کی فتوحات حاصل کرنے کی خواہش ہو اُسے چاہیے کہ وہ اوراد فتحیہ شریف پڑھے۔ اوراد فتحیہ شریف حضرت امیر کبیر پیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیفات میں سے ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی تصنیف ”اغنیاء فی سلاسل اولیاء“ کے صفحہ نمبر ۱۴۲ پر لکھتے ہیں کہ: ”اوراد فتحیہ شریف“ ایک ہزار چار سو اولیاء کے تبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوتی ہے جو حضوری کے ساتھ اپنے پر لازم کر لے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا۔ واللہ ولی التوفیق۔“

اب اگر فضائل اور خواص اس اوراد فتحیہ شریف کے بیان کئے جائیں تو بہت طویل ہو جائیں گے۔ اس واسطے کہ حضرت سید امیر کبیر علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری عمر میں معمورۂ عالم کی تین بار سیر کی ہے۔ اور چودہ سو کامل اولیاء سے ملے ہیں۔ ہر ولی سے رخصت کے وقت دُعا اور نصیحت اور درود وظائف کی انتہا کی اور ان نصیحتوں اور درود وظائف کو اپنے جامہ پر مرقع کیا اور ان دُعاؤں اور اذکار کو جو بے اختیار ان کی زبانوں پر جاری ہوتے تھے، جمع کیا ہے اور یہ ”اوراد فتحیہ شریف“ ہو گیا ہے۔



انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب میں بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا، پھر مسجد اقصیٰ پہنچا تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لارہے ہیں، میں اٹھا اور آگے بڑھا اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا، آپ نے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور اس درویش سے فرمایا کہ خُذْ هَذِهِ الْفَتْحَ حَيَّةً "اس فتح کو پکڑ لے" جب میں نے آقائے کائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دست مبارک سے پکڑ لیا اور نظر کی تو یہ وہی "اوراد شریف" تھے جن کو میں نے جمع کیا ہوا تھا۔ اس اشارہ سے اس کا نام "اوراد فتح شریف" رکھا گیا۔

چونکہ اس اوراد فتح شریف سے ۱۴۰۱ کامل اولیاء اللہ کے فیوض جاری ہیں۔ اس لئے اس کے پڑھنے والوں کو خداوند قدوس کی طرف سے ان بزرگوں کا صدقہ فیضان ملتا ہے۔ اس کے پڑھنے والوں کے تاثرات، مشاہدات اور تجربات علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔

### پڑھنے کا وقت:

آپ سرکار فرماتے تھے کہ "اوراد فتح شریف" کو تہجد کے وقت پڑھنا چاہیے کیونکہ اس کے پڑھنے والے کے لئے ترک جمالات و حیوانات ضروری اور لازمی امر ہے۔ بالفرض اگر کبھی نماز تہجد کے بعد نہ پڑھا جاسکے تو فجر کی نماز سے پہلے پڑھ لینا چاہئے اگر فجر کی نماز سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو فجر کی نماز کے بعد پڑھ لینا چاہیے۔ اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے بعد بھی نہ پڑھ سکے تو دن کے کسی پہر میں ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ اگر سفر کی وجہ سے یا کسی اور بناء پر دن کے کسی پہر میں بھی نہ پڑھا جاسکے تو اگلے دن دو دفعہ اس کا ورد کیا جائے تاکہ کچھل کی پوری ہو سکے۔ بہر حال اس کے پڑھنے کا اصل وقت نماز تہجد کے بعد ہی ہے اور تہجد کی نماز کے بعد فجر کی اذان سے پہلے پڑھنے والے جلد فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

### پڑھنے کا طریقہ:

بندۂ ناچیز شہر ذسکہ میں سیدی مرشدی حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاجی محمد صادق صاحب مرحوم اور حاجی محمد سعید صاحب مرحوم کے ہاں حاضر تھا تو بندہ نے آپ سے اوراد فتح شریف پڑھنے کا طریقہ پوچھا کہ اسے کیسے شروع کرنا ہے تو قریب بیٹھے حاجی محمد سعید صاحب مرحوم عرض کرنے لگے کیا اس کے پڑھنے سے پہلے کچھ پڑھنا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لینا، انہوں نے عرض کیا کچھ اور فرمایا: سات دفعہ الحمد شریف، پھر عرض کیا کچھ اور فرمایا: گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھ لیا کرو۔ بندۂ ناچیز نے حاجی محمد سعید صاحب مرحوم سے عرض کیا جناب آپ مہربانی فرمائیں! آپ پوچھتے جا رہے ہیں، اس طرح مزید پابندیاں لگتی جائیں گی۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت میاں شیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے برادر حقیقی قطب زماں حضرت قبلہ میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اوراد فتح شریف کو پڑھنے سے پہلے تعوذ اور تسبیہ پڑھنا چاہیے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف، سات مرتبہ الحمد شریف اور گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص شریف بعد بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔

آپ فرماتے ہیں اوراد فتح شریف پڑھنے کے دوران کسی سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ اگر دوران تلاوت اور ادب کی قسم کی گفتگو کی جائے گی تو اس کو دوبارہ مذکورہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پڑھنا پڑے گا۔ پڑھنے کا ابتدائی طریقہ یہ ہے کہ اس کو قدرے بلند آواز سے پڑھا جائے اور ایسی جگہ پڑھا جائے جہاں نہ تو کوئی سویا ہو اور نہ ہی کوئی بیمار آرام کر رہا ہو۔ پڑھنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بالکل آہستگی سے اور منہ میں پڑھا جائے اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ اور دل سے پڑھنے کا کام لیا جائے اور حضور قلبی سے پڑھا جائے۔ نیز پڑھنے والا چاہے مبتدی ہو یا متوسط یا منتہی اسے اس کے مطالب کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ حضور قبلہ بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا اوراد فتح شریف کا دوز بانوں فارسی اور اردو میں آسان ترجمہ کرنے کا یہ مقصد بھی پیش



نظر تھا کہ قاری اس کے مطالب کو سمجھ کر پڑھے تاکہ اس کو پڑھ کر کیف و سرور اور اس کی روح کو طمانیت حاصل ہو۔ حضور قلبی کے ساتھ پڑھنے سے جلد اثر ہوتا ہے۔

### اورادو وظائف کی اجازت:

حضور قبلہ بابا جی گنبد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ کسی درویش کو پڑھنے کے لئے کسی صاحب اجازت شخصیت سے اجازت لینا ضروری ہے، بغیر اجازت کے پڑھنے سے مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ محض کتاب پر لکھا ہوا پڑھ لینے سے اس وظیفہ کی اجازت کافی نہیں ہے۔ کیونکہ جب کوئی صاحب اجازت، اجازت عطا فرماتے ہیں تو پھر وہ ضامن اور محافظ ہو جاتے ہیں اور مشکل وقت اور کسی امتحان کے موقع پر راہنمائی فرماتے ہیں۔ جہاں تک اوراد و فتحیہ شریف کا تعلق ہے، اس کو بغیر اجازت کے نہیں پڑھا جاسکتا۔

### تین آزمائشیں:

اس کے پڑھنے والے پر تین آزمائشیں آتی ہیں وہ کچھ اس طرح ہوتی ہیں کہ کبھی ماں باپ یا بہن بھائی یا یار دوست یا عزیز رشتہ دار، برادری یا بیوہ بھائی وغیرہ مخالف ہو جاتے ہیں، کبھی اہل محلہ مخالف ہو جاتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کتا چارپائی پر پاخانہ یا پیشاب کر دیتا ہے۔ یہ سب صورتیں 'اوراد و فتحیہ شریف' کے قاری پر کسی نہ کسی رنگ میں آسکتی ہیں۔

جب ایسی کوئی آزمائش ہو تو پھر قاری کے لئے ضروری ہے کہ خاموشی اختیار کرے اور صبر و تحمل سے کام لے اور ڈوری رب کریم پر چھوڑ دے، یہاں تک کہ کسی کے متعلق برائی کا ارادہ کرنا، بددعا دینا اور بدکلامی کرنا بھی منع ہے۔ جو شخص ان آزمائشوں میں پورا اترتا ہے، کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔ اصل میں یہ معاملہ کچھ ایسے ہے جیسے گڑ بنانے کے لئے گنے کے رس کو کڑا ہے میں ڈال کر نیچے آگ جلا

دیتے ہیں تو رس کی میل اوپر آ جاتی ہے جس کو بعد میں صاف کر دیا جاتا ہے اور صاف شفاف گڑ بنتا ہے۔ اسی طرح اوراد و فتحیہ شریف کے پڑھنے والے کی میل بھی نکل جاتی ہے، قاری کی طبیعت میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ استغنائے قلبی کی عظیم نعمت ملتی ہے، تنگدستی دور ہو جاتی ہے۔ دل سے 'ہائے مر گئے، ہائے مر گئے' والا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ آدمی سیف اللسان ہو جاتا ہے اور جو بات اس کی زبان سے نکلتی ہے وہ ہو کے رہتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ 'اوراد و فتحیہ شریف' پڑھنے کی اجازت صرف اپنے خلفاء کرام کو دیا کرتے تھے۔ ایسا وظیفہ جو چودہ سو ایک اولیاء اللہ کا فیض سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کی گہرائیوں تک پہنچنا بہت بڑا کمال ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو عین حقیقت ہوگا کہ جوں جوں پڑھنے والے پر فیض و کرم کی بارش ہوتی ہے، توں توں عجز و انکساری سے اس کا سر خدا کی بارگاہ میں جھکتا ہے۔ ایسے ہی جیسے کسی پھلدار درخت کو پھل لگیں تو اس کی شہنیاں جھک جاتی ہیں۔

جن برادران طریقت کو اوراد و فتحیہ شریف کی اجازت ہے وہ بلا ناغہ اسے پڑھیں اور ان ہدایات کو پیش نظر رکھیں جو آداب اوراد و فتحیہ شریف میں لکھی ہوئی ہیں اور اوراد و فتحیہ شریف زبانی یاد کر لیں تو بہت بہتر ہے۔

### اوراد و فتحیہ شریف زبانی یاد تھا:

ایک دن بندہ ناچیز خیر احمد یوسفی نے نماز تہجد کے وقت قبلہ بابا جی گنبد سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا سرکار آپ یہ فرماتے ہیں جو اوراد و فتحیہ شریف پڑھنا شروع کرے وہ ساری عمر پڑھتا رہے یقیناً آپ کو جب اوراد و فتحیہ شریف سے اتنی محبت ہے اور آپ کے وظائف میں یہ شامل ہے تو آپ بھی پڑھتے ہوں گے لیکن آپ کو کبھی پڑھتے دیکھا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر منیر مجھے حفظ ہے میں زبانی پڑھ لیتا ہوں۔

(۳) تمام نمازیں باجماعت ادا کی جائیں اگر گھر میں جگہ ہو تو نماز فجر کی سہائیں



گھر میں ادا کریں۔

(۴) فجر کی سنتوں کے بعد گیارہ بار:

”يَا عَزِيزُ مِنْ كُلِّ عَزِيزٍ يَا عَزِيزُ عَزِيزُ“

پڑھیں۔ اول آخر تین تین دفعہ درود شریف صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ پڑھ لیں۔

(۵) برادران طریقت تمام نمازیں صحیح العقیدہ شیعہ توحید و رسالت کے پر والے عاشق رسول باشرع (مکمل ریش والے) امام کے پیچھے ادا کریں۔ اگر فجر کی نماز کے بعد مسجد میں درس قرآن مجید ہوتا ہو تو کچھ وقت درس قرآن مجید کی سماعت میں صرف کریں۔ ہمارے پیارے نبی کریم رُوف و رحیم ﷺ کو درس قرآن اور قرآنی تعلیمات سے بہت محبت تھی۔ قرآنی تعلیمات منشائے ایزدی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ ہیں۔

(۶) نماز مغرب کے بعد نماز اذان پڑھیں۔

نماز اذان مغرب کی پوری نماز (۳ فرض، ۲ سنت اور ۲ نفل) پڑھنے کے بعد دو دو کر کے چھ نوافل ہیں۔ دو رکعت کی نیت کر کے دوسری نمازوں کی طرح ہی اسے ادا کرنا ہے لیکن الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں ۵ مرتبہ قل شریف اور دوسری رکعت میں ۳ بار قل شریف پڑھیں۔ ہر مرتبہ ایسا ہی کرنا ہے۔

(۷) ہر نماز کے بعد ۷ مرتبہ سورۃ الفاتحہ شریف بمعہ بسم اللہ شریف اور ۱۱ مرتبہ سورۃ الاخلاص شریف بمعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر رسول کریم رُوف و رحیم ﷺ کو بطور تحفہ بھیج دیں اور ۱۰۱ مرتبہ سانس کے ساتھ ”اللہ ہو“ کا ذکر خفی کریں اس طرح کہ ناک کے ذریعے اندر سانس جائے تو لفظ (اللہ) بنے باہر سانس آئے تو لفظ (ہو) بنے۔

## ملفوظات

- (۱) اگر لڑنے کے بعد صلح کرنی ہے تو پہلے ہی صلح رکھو، لڑائی کے بعد صلح سے پہلے والی محبت میں فرق پڑ جاتا ہے۔
- (۲) دوست بناؤ دشمن نہ بناؤ۔ دشمن بناؤ آسان ہے دوست بنانا کمال ہے۔
- (۳) جو صوفی درویش تہجد نہیں پڑھتا۔ وہ حقیقا صوفی اور درویش نہیں۔
- (۴) زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہیے۔
- (۵) حافظ قرآن اور عالم دین چھوٹی عمر کا ہو یا بڑی عمر کا اُس کا احترام کرنا چاہیے۔
- (۶) گسے بھائی سے محبت کرنی چاہیے اور مصیبت میں ساتھ دینا چاہیے اور بوقت ضرورت اُس کی مالی امداد کرنی چاہیے۔
- (۷) دین کی تعلیم و تبلیغ کا کام کرنے والوں کو تلقین کرتے کہ جب بات کریں تو زبان نرم رکھیں اور دلیل مضبوط پیش کریں۔
- (۸) جس بات کو اپنی نگاہوں سے پڑھا ہو وہ بیان کرنا چاہیے۔
- (۹) پیر بھائیوں سے محبت بڑھانے کے لئے اُن سے گاہے بگاہے ملتے رہنا چاہیے۔
- (۱۰) دوستوں میں اگر ایک دوست کسی وجہ سے نکل سکے تو دوسرے دوست کو ملنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے، جب دونوں آپس میں دوست ہیں تو اگر ایک نہیں ملا تو دوسرے کو مل لینا چاہیے۔
- (۱۱) پیر بھائی کی شکایت نہیں کرنی چاہیے بلکہ احسن طریقے سے اصلاح کرنی



چاہیے۔

(۱۲) ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے جس سے لوگوں کی نظروں کا نشانہ بنے۔

(۱۳) اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی عبادت اپنے کرلی

چاہیے جیسے بچے کھیلتے ہیں۔ بچے جب کھیلتے ہیں تو اُن کو دائیں بائیں کی

نہیں ہوتی اپنے کھیل میں گم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی عبادت کرنے والے کو

اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد کی محبت میں گم

چاہیے اور انقطاع کلی عن الخلق کر لینا چاہیے۔

(۱۴) بازار میں چلتے وقت دائیں بائیں نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ نظر جھکا کر چلنا

چاہیے۔

(۱۵) بچے عقل کے کچے ہوتے ہیں اس لئے اُن کی محبت سے تربیت کرلی

چاہیے۔

(۱۶) جلسہ عام میں، درس کی محفل میں کم از کم علم والے کی عقل کے مطابق بات

کرنی چاہیے۔

(۱۷) رزق حلال اور چکی بات کے بغیر روحانیت حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۱۸) بڑوں میں چھوٹوں کو معاف کرنے کا جذبہ ہونا چاہئے۔

(۱۹) شیخ آگے ہو تو رہنما ہوتا ہے، پیچھے ہو تو پشت پناہ ہوتا ہے اوپر ہو تو سر کا تاج

ہوتا ہے اور نیچے ہو تو کشتی نوح ہوتا ہے۔

(۲۰) جس مرید سے گناہ سرزد ہو پھر سچ بولے تو وہ فیض حاصل کر لیتا ہے۔ اگر

جھوٹ بولے تو بے فیض رہ جاتا ہے۔

(۲۱) سچا آدمی کبھی جھوٹ نہیں بولتا جبکہ جھوٹا آدمی کبھی سچ بول لیتا ہے۔

(۲۲) اساتذہ کو اکیلے بچے کو نہیں پڑھانا چاہیے اور کسی بیگانے بچے کے ساتھ

مسجد کی سیڑھیوں سے تنہا نہیں اترنا چاہیے۔

شجرہ مبارکہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ یوسفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحم کر یا رب محمدؐ جان جاں کے واسطے

سید کونین شاہؒ مرسلاں کے واسطے

کر عطا آل محمدؐ کی غلامی اے خداؒ

اہل بیت مصطفیٰؐ کے امتحان کے واسطے

سب صحابہ سے محبت کی سعادت کر نصیب

سب صحابہ کے امیر کارواں کے واسطے

کر ہمیں صدق و یقین کی نعمتوں سے سرفراز

ابوبکر صدیق اکبرؓ مہرباں کے واسطے

رکھ سلامت دین و دنیا میں ہمیں رب کریمؐ

فارسی سلمانؓ فخر قدسیاں کے واسطے

قاسم تنہیم و کوثر کی زیارت کر نصیب

حضرت قاسم کے لطف جاوداں کے واسطے

یا خدا کر دے ہمیں دولت صداقت کی عطا

جعفر صادقؓ امام صادقوں کے واسطے



حسن و خوبی کر زیادہ اے خداوند \* جہاں  
 ہائزیدہ و بواکھن قطب جہاں کے واسطے  
 بوعی سے یا خدا \* مجھ کو ملے ہوئے علی  
 مرشد یوسف کے قلب ضوفشاں کے واسطے  
 بغض و حسد و لالچ و حرص و ہوس سے لے بھا  
 عبد خالق معرفت کے نکتہ داں کے واسطے  
 کفر و شرک و جھوٹ و بدعت سے مجھے محفوظ رکھ  
 عارف و محمود شاہان شہاں کے واسطے  
 الفت راہتی عشق ساسی کر نصیب  
 کملی والے \* کے مہکتے گشتاں کے واسطے  
 سید میر کلال و شاہ بہاؤ الدین کی  
 ہو نظر ہم پر ملکین لامکاں \* کے واسطے  
 حضرت یعقوب چرخ کے عطا انوار ہوں  
 شاہ عبید اللہ خواجہ خواجگاں کے واسطے  
 خواجہ زاہد کا زہد بے ریا کردے عطا  
 خواجہ درویش سز عارفاں کے واسطے  
 خواجہ ملک کی محشر میں حمایت ہو نصیب  
 باقی باللہ نازش کردیاں کے واسطے

عز وجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کر مجدد الف ثانی کا عطا جذب و سلوک  
 حضرت معصوم قیوم زماں کے واسطے  
 ہوں میرے رہبر جناب حجۃ اللہ و زہیر  
 خواجہ قطب الدین قطب عارفاں کے واسطے  
 یا خدا \* ہم کو دکھا اپنا جمال جانفزا  
 شاہ جمال اللہ فخر مہ و شاں کے واسطے  
 یا الہی بخش دے میرے قلب مردہ کو حیات  
 سید عیسیٰ پناہ بے کساں کے واسطے  
 بخش دے ہمیں یا رب فیض اللہ تیرا ہی کا فیض  
 حضرت نور محمد نور جاں کے واسطے  
 حامی و ناصر ہوں میرے باواجی خواجہ فقیر  
 خاک چورہ مثل نجم و کہکشاں کے واسطے  
 شاہ لاثانی کا فقر بے ریا کردے نصیب  
 اُن کے مرقد پاک ہرنگ جاناں کے واسطے  
 ہوں میرے حامی علی اکبر علی اصغر سدا  
 اپنے دادا چارہ بیچارگاں کے واسطے  
 شاہ جماعت کی غلامی کر خداوند نصیب  
 شاہ محمد حسین پیر کاہاں کے واسطے

عز وجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔



ہوں امیرِ ملت و حافظِ میرے حافظِ سدا  
یا الہی تیرے لطف بے کراں کے واسطے  
کر عطا آو سحر گاہی و نالہ نیم شب  
مرشد یوسف گنبدِ خوش بیاں کے واسطے  
حشر کے دن سائباں ہوں یا خدا سارے دلی  
صائم ناچیز و ہم بچارگاں کے واسطے

### شجرہ مبارک چشتیہ صابریہ سراجیہ سرداریہ یوسفیہ

فضل کر یا رب \* شفیع المذنبین \* کے واسطے  
سرورِ عالم محمد \* شاہِ دیں کے واسطے  
میرے دل میں جلوہ گر ہو حُبِ آلِ مصطفیٰ \*  
گلشنِ احمد \* کے ہر نخلِ حسین کے واسطے  
مثلِ انجم سب صحابہ کی عطا ہو روشنی  
کملی والے \* کی درخشندہ جبین کے واسطے  
سیدہ زہرا \* کے گھر کی بھیک ہو مجھ کو نصیب  
سیدہ خیر النساء عالمیں \* کے واسطے

عز و جل۔ \* صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم۔ \* رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ \* رضی  
اللہ عنہا۔

نفسِ امارہ پر غلبہ عطا کر یا رب مجھے  
حیدرہ و صندورہ امیر المؤمنین کے واسطے  
ہر دلی کی سلطنت میں رہوں زیرِ نگین  
شاہِ حسن بصری \* ولایت کے نگین کے واسطے  
رَبِّ واحد \* مجھ کو کثرت میں تیری وحدت ملے  
عبد واحد راحتِ قلبِ حزیں کے واسطے  
شرک و بدعت کفر و لالچِ بغض و غیبت سے بچا  
شاہِ فضیل \* ابنِ عیاض \* اہل یقین کے واسطے  
حرص و لالچِ حُبِ دُنیا میرے دل سے دور کر  
شاہِ ابراہیم ادہم \* میر میں کے واسطے  
شاہِ حذیفہ مرثی \* کا عشق ہو مجھ کو نصیب  
بوہیرہ \* عشق کے دُرِ شمس کے واسطے  
حضرت ممشادِ علوی \* کے علو کا فیض دے  
شیخِ بواخلاق \* فخرِ شاکرین کے واسطے  
احمد ابدال چشتی \* کی گدائی کر عطا  
پیرِ زاہد ساکنِ خلدِ بریں کے واسطے  
شاہِ ناصر الدین یوسف \* کی مجھے نصرت ملے  
خواجہ مودود جنت کے مکین کے واسطے

عز و جل۔ \* رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔



مگر عطا حسن شرافت، نور اخلاق میں  
 شاہ شریف حاجیؒ کے خلق بہترین کے واسطے  
 حضرت عثمان ہارونیؒ کا عرفاں کر نصیب  
 شاہ معین الدینؒ زمانے کے معین کے واسطے  
 یا خداؑ وجدان کی دولت مجھے کر دے عطا  
 شاہ قطب الدینؒ امام الواصلین کے واسطے  
 عشق و مستی کی الہیؑ مجھ کو کیفیت ملے  
 شاہ فرید الدینؒ قبلہ عاشقیں کے واسطے  
 صبر و شکر و بے ربائی، زہد کامل بخش دے  
 شاہ علاؤ الدینؒ کے جذب آتشیں کے واسطے  
 یا الہیؑ بخش دے قلب و نظر کو روشنی  
 خواجہ شمس الدینؒ شمس العارفین کے واسطے  
 اے خدائے دو جہاںؑ حسن بصیرت کر عطا  
 شاہ جلال الدینؒ کی چشم سرگیں کے واسطے  
 کھول دے اسرار حق، ادھام باطل دے مٹا  
 احمد عبدالحقؒ نور عابدین کے واسطے  
 منکشف مجھ پر الہیؑ منزل عرفان کر  
 خواجہ عارفؒ چہر عرفاں کے آئیں کے واسطے

عز وجل۔ ۵ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رہنما میرے ہوں یا اللہؑ محمد رہنماؒ  
 سید کونین، نور اولیٰں کے واسطے  
 کر عطا پاکیزہ جاں، پاکیزہ فطرت پاک دل  
 عبد قدوسؒ قدسیوں کے ہم نشین کے واسطے  
 شاہ جلال الدین کا عکس جلالی بخش دے  
 شاہ نظام الدینؒ امام المستحقین کے واسطے  
 اپنے عرفان حقیقی کی سعادت کر نصیب  
 یوسفؒ افتخار زاہدین کے واسطے  
 کر عطا صدق و یقین کی ضیاء  
 شاہ محمد صادقؒ شاہ صادقین کے واسطے  
 مجھ پر ہوں سایہ گلن سرکار داؤد عزیزؒ  
 ابوالعالیؒ راحت اہل زمیں کے واسطے  
 میں بھکاری ہوں مجھے تو معرفت کی بھیک دے  
 شاہ میراں بھیکؒ فخر نازمیں کے واسطے  
 کر عنایت شاہ عنایتؒ کی عنایت یا خداؑ  
 اپنے سارے اولیاء صالحین کے واسطے  
 خواجہ عبدالکریمؒ و عبدرحمانؒ کی ملے  
 یا خداؑ مجھ کو گدائی صابرین کے واسطے

عز وجل۔ ۵ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔









## خوش حالی کے لیے مجرب نسخہ



امیری، فرحتی، مالی تک و تنی اور خوش حالی کا نظام ہر سب کائنات کی مشیت پر ہے۔ مالی تک و تنی نمازی اور بے نمازی کو دیکھ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار لوگ بھی معاشی تگی کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور امتحانات کی منزلیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان مرد و عورت کو معاشی تگی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی نعمت کے ساتھ ہمکنار فرمائے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے و امت والی محتاجیوں اور پریشانوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے غربت اور معاشی تگی کی شکایت کی تو رسول کریم ﷺ نے اُسے فرمایا:

۱۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خراہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو ۲۔ پھر مجھ پر سلام پڑھو یعنی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہو اور ۳۔ ایک مرتبہ قل ھو اللہ اعلیٰ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ مخلوفاً اخلہ پڑھو۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا (یعنی اُس نے اپنا معمول بالیہا جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا) دایاں قدم اندر رکھتے ہی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مقدس کے مطابق عمل کرتا (تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پر دولت کی دہلی بیل کر دی یہاں تک کہ وہ اپنے مسایوں اور قراہت وادوں کو دیکھنے لگا۔



حضرت مولانا  
 باب محمد یوسف علی ٹکینہ  
 کی تالیفات



فیضِ محمدیہ یونیورسٹی شریف جاری رہے گا۔ (تقریباً ۲۰۱۰ء)

<http://www.seedharastah.com>

[info@seedharastah.com](mailto:info@seedharastah.com)

جامع مسجد ٹکینہ

977-A بلاک بی III، گجر پورہ چائے سکریم، لاہور، پاکستان

042-36823128, 0300-4274936

Attee-kgzr 0300-4156297